ذکرِ میر

(یعنی حضرت میر تقی میر کی خود نوشت سوانح عمری)

مرتبۂ

مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے (علیگ)

سنہ ۱۹۲۸ ع

انجمن اُردو پریس - اورنگ آباد (دکن)

طبع اول

ایک ہزار

فہرستِ مضامین



مقدمہ

میر تقی میر اردو کے ان چند مسلم اساتذہ میں سے ہیں جن پر اردو ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا - اہل ذوق میر صاحب کے کلام کو سر اور آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑھ پڑھ کر سر دھنتے ہیں - جب تک یہ زبان دنیا میں قائم ہے یہ ذوق کبھی کم نہ ہوگا - میر صاحب خود بھی اسے سمجھتے تھے، کیا کہہ گئے ہیں —

جانے کا نہیں شور سخن کا مرے ہرگز
تا حشر جہاں میں مرا دیواں رہے گا

یہ محض شاعرانہ تعلی نہیں، حقیقت حال ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا —

اردو ادب کے شائقین میں کون ایسا ہوگا جو اس باکمال شاعر کے حالات سننے کا مشتاق نہ ہوگا، جس نے اردو شاعری کو (غزل کی حیثیت سے) انتہائے کمال تک پہنچا دیا تھا اور جس کے بعد اُسے پھر یہ رتبہ کبھی نصیب نہ ہوا - پھر حالات خود اس کے اپنے لکھے ہوئے ۔ آپ بیتی میں جو مزہ ہے وہ جگ بیتی (تاریخ) میں کہاں - مورخ ہزار بے لاگ ہو اور تحقیق و تلاش میں سر مارے، آپ بیتی کے لکھنے والے کو نہیں پہنچ سکتا - بعض اوقات اس کے ایک بےساختہ جملے سے وہ اسرار حل ہوجاتے ہیں جو مدتوں تاریخوں کی ورق گردانی کے بعد بھی میسر نہیں ہوتے - اگر ہر شخص جس نے دنیا دیکھی بھالی ہے اور کچھ کیا بھی ہے اپنی بیتی آپ لکھ جایا کرے تو ادب کے خزانے میں یہ جواہرات انمول ہوں-

ذکر میر ایسا ہی انمول موتی ہے —

اردو میں شعرا کے تذکروں کی کچھ کمی نہیں، اور کونسا تذکرہ ہے جس نے میر صاحب کا ذکر نہ کیا ہو اور ان کی تعریف کے پل نہ باندھے ہوں مگر حالات کے نام سے وہی چند باتیں ہیں جن سے نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ تحقیق کی پیاس بجھتی ہے - بعض ان میں سے میر صاحب کے ہم عصر اور جان پہچان والے بھی ہیں اور بعض ان کے معتقد بھی، لیکن وہ کلام کی تعریف کو حالات کی تحقیق پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں- ان کے خیال سے یہ ہے بھی صحیح؛ آدمی فانی ہے کلام باقی ہے- مگر کلام کو آدمی سے جو تعلق ہے وہ کیونکر جدا ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ میر صاحب کے متعلق بہت سی سنی سنائی، غلط سلط روایتیں چلی آتی ہیں جن کے پرکھنے کی کوئی کسوٹی نہ تھی- اب ذکر میر کی بدولت بہت سی باتیں جو اندھیرے میں تھیں اُجالے میں آگئیں —

جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا، میر صاحب نے یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے- اُن کا تذکرہ نکات‌الشعرا بھی فارسی ہی میں ہے، لیکن ذکر میر کی زبان زیادہ رنگین، شیریں اور فصیح ہے، کہیں کہیں مسجع اور مقفیٰ ہوگئی ہے مگر سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے- جگہ جگہ اپنے والد اور دوسرے بزرگوں کے قول یا ان کی پند و موعظة یا گفتگو جو سراسر حقانیت اور اخلاق سے مملو ہے ایسی پاکیزہ زبان میں اور ایسے موثر طریقے سے بیان کی ہے کہ کتاب میں خاص لطف پیدا ہوگیا ہے —

میر صاحب کو (جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا) لڑکپن ہی میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا اور ظالم پیٹ انھیں وطن سے دلی کھینچ لایا - یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے اقبال کا آفتاب گہنا رہا تھا - اور عقل و ہمت اور اخلاق و استقلال اہل ملک سے رخصت ہو چکے تھے —

"دهلی اگرچہ هندوستان کی جان اور سلطنت مغلیہ کی راجدهانی

تھی مگر ہر طرف سے آفات کا نشانہ تھی - اس کی حالت اُس عورت کی سی تھی جو بیوہ تو نہیں پر بیواؤں سے کہیں دکھیاری ہے - اولوالعزم تیمور اور بابر کی اولاد اُن کے مشہور آفاق تخت پر بے جان تصویر کی طرح دھری تھی ؛ اقبال جواب دے چکا تھا ' ادبار و انحطاط کے سامان ہوچکے تھے اور سیاہ رو زوال گردو پیش منڈلا رہا تھا؛ بادشاہ سلامت دست نگر اور امیر اُمرامضمحل اور پریشان تھے - سب سے اول نادر شاہ کا حملہ ہوا حملہ کیا تھا خدا کا قہر تھا - نادر کی بے پناہ تلوار اور اس کے سپاہیوں کی ہوس ناک غارت گری نے دلی کو نوچ کھسوٹ کے ویران و برباد کردیا تھا - ابھی یہ کچھہ سنبھلنے ہی پائی تھی کہ چند سال بعد احمد شاہ درانی کی چڑھائی ہوی ؛ پھر مرہٹوں ' جاٹوں ' روہیلوں نے وہ اودھم مچای کہ رہی سہی بات بھی جاتی رہی - غرض ہر طرف خود غرضی ' خانہ جنگی ' طوائف الملوکی اور ابتری کا منظر نظر آتا تھا - یہ حالات میر صاحب نے اپنی آنکھوں دیکھے اور دیکھے ہی نہیں' اُن کے جو کے سہے اور ان انقلابات کی بدولت نا کام شاعر کی قسمت کی طرح ٹھوکریں کھاتے پھرے - یہ دلی کے اقبال کی شام تھی جس کی سحراب تک طلوع نہیں ہوی''*—

میر صاحب نے ان تباہیوں اور بربادیوں اور آپس کی خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں کے منظر اپنی آنکھوں دیکھے ' ان میں شریک رہے ' ان کے زخم کھاے اور پھر انھوں اپنی اس آپ بیتی میں ایسے پر درد الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آنکھوں کے سامنے اپنے اعمال کا نقشہ پھر جاتا ہے - میر صاحب نے ان تمام واقعات اور حالات کو بڑی صحت اور خوبی سے لکھا ہے اور اُس زمانے کی تاریخ کے لئے یہ کتاب بھی ایک حیثیت رکھتی ہے - بعض مقامات پر وہ مورخ کی حیثیت سے راے بھی دیتے ہیں - مثلاً پانی پت کی آخری جنگ میں مرہٹوں کے طریقۂ جنگ کے متعلق فرماتے ہیں " حقیقت ہر دو لشکر آنکہ اگر دکھنیاں بجنگ گریز کہ

* مقدمہ انتخاب کلام میر از راقم —

طور قدیم آنہا بود می جنگیدند ' اغلب کہ غالب می گردید ند " -
ہم اس جگہ تاریخی حالات و واقعات پر کچھہ لکھنا نہیں
چاھتے ' جن لوگوں کو مغلیہ سلطنت کے آخری ایام کی تاریخ کا
شوق ھے اُن کے لئے یہ حصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - یہاں ہم
صرف یہ دیکھنا چاھتے ھیں کہ اس کتاب سے ھمیں میر صاحب
کی زندگی کے متعلق کیا کیا نئی باتیں معلوم ہوتی ھیں اور
کون‌کون سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ھیں —

۱ - آب حیات میں نیز گلزار ابراھیمی میں میر صاحب کے
والد کا نام میر عبداللہ لکھا ھے - میر صاحب اس کتاب میں
ہر جگہ میر علی متقی لکھتے ھیں اور کہیں ایک مقام پر بھی
میر عبداللہ نہیں آیا - والد کی عادات و خصائل ' اشغال و
افکار ' اخلاق و اطوار کو بڑی خوبی سے لکھا ھے اور سب کچھہ
بےکم و کاست بیان کر دیا ھے - چنانچہ ان کا ذکر کر تے کر تے لکھتے
ھیں " جوان صالحے عاشق پیشہ بود ' دل گرمی داشت '
بخطاب علی متقی امتیاز یافت " - اُس جملے میں خطاب کے
لفظ سے کچھہ شبہ پیدا ہوتا ھے کہ شاید اصلی نام کچھہ اور ہو -
ساری کتاب میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ سوائے اس کے
اُن کا کوئی اور نام بھی تھا' جہاں کہیں انھوں نے والد کا ذکر کیا ھے تو
علی متقی یا درویش کے نام سے کیا ھے - سید امان‌اللہ میر صاحب کے
والد کے مرید خاص تھے - اور گھر بار چھوڑکر مرشد ھی کے قدموں میں
آ پڑے تھے - میر صاحب کے بچپن کا زمانہ انھیں کے پاس گزرا '
وہ انھیں ھر جگہ عم بزرگوار لکھتے ھیں - وہ ایک درویش سے
ملنے جاتے ھیں ' میر صاحب بھی ان کے ساتھہ ھیں - درویش
پوچھتا ھے کہ یہ کس کا لڑکا ھے - سید امان‌اللہ جواب دیتے ھیں
" فرزند علی متقی " - اس طرح باپ کے مرنے کے بعد جب
پہلی بار دلی گئے اور خواجہ محمد باسط نے انھیں نواب
صمصام‌الدولہ امیرالامرا کے ھاں پیش کیا اور امیرالامرا نے
دریافت کیا کہ یہ کس کا لڑکا ھے تو وھاں بھی یہی نام بتایا

اور وہ فوراً پہچان گئے - اُن کے والد کا ایک پیر بھائی ایک مدت کے بعد اُن سے ملنے آتا ہے ' وہ پوچھتے ہیں کہ کیسا آنا ہوا تو وہ کہتا ہے کہ پیر میرے خواب میں آے اور فرمانے لگے "... اما یکبار برخوردن تو باعلی متقی ضرور" - غرض ان کے والد کا نام کتاب میں بارہا آیا ہے ' میر صاحب کی زبان سے ہو یا کسی دوسرے کی زبان سے ' لیکن ہر جگہ علی متقی ہی لکھا ہے - اس سے وثوق ہوتا ہے کہ اصلی نام یہی تھا ـــ

۲ - بعض لوگوں نے اُن کی سیادت میں بھی شبہ کیا ہے جس کا ذکر آب حیات میں مذکور ہے - آزاد نے یہ قصہ تذکرہ شورش (غلام حسین) سے نقل کیا ہے جس نے سب سے پہلے یہ افترا باندھا ہے - لیکن میر صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر اپنے والد کے نام کے ساتھہ "میر" کا لفظ لکھا ہے اور اپنے والد اور دوسروں کی زبانی اپنا نام بھی میر محمد تقی لکھتے ہیں - یہ محض غلط ہے کہ جب انہوں نے میر تخلص کیا تو اُن کے والد نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو ' ایک دن خواہ مخواہ سید ہوجاؤ گے - والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی ' اس وقت نہ شعر کہتے تھے اور نہ شعر گوئی کا خیال تھا - شعر کا ذوق دلی میں آکر پیدا ہوا - یہیں انہوں نے تحصیل علم کی ' یہیں شعر کہنا سیکھا اور یہیں اُن کے کلام کو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی اور آخر دم تک دلی ہی کو یاد کرتے رہے ـــ

۳ - یہ ممکن نہیں کہ میر صاحب کا ذکر ہو اور خان آرزو (سراج الدین علی خاں) کا نام نہ آے - خان آرزو فارسی کے بڑے اُستاد اور محقق اور شاعر تھے ' کبھی کبھی ریختے میں بھی کچھہ کہہ لیتے تھے - آزاد نے لکھا ہے کہ میر صاحب پہلی بیوی سے تھے اور جب وہ مرگئیں تو اُن کے والد نے خان آرزو کی ہمشیرہ سے شادی کی - لیکن میر صاحب کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بھائی خان آرزو کے حقیقی بھانجے تھے اور میرصاحب

اور ان کے چھوتے بھائی دوسری بیوی سے تھے - اس سے ظاہر ھے کہ میر علی متقی کی پہلی بیوی خان آرزو کی بہن تھیں - بہر حال اس میں شک نہیں کہ خان آرزو میر صاحب کے سوتیلے ماموں ہوتے ہیں - تمام تذکروں میں یہ لکھا ھے کہ انھوں نے باپ کے مرنے کے بعد خان آرزو ھی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انھیں کے فیض تربیت سے علمی استعداد اور شاعری کا ذوق حاصل کیا - جب میر صاحب کا تذکرہ نکات الشعرا * چھپ کر شایع ہوا تو اس بیان پر تصدیق کی مہر لگ گئی - اس کتاب میں میر صاحب نے خان آرزو کا بڑے ادب سے ذکر کیا ھے اور اُن کے کمال اور سخن فہمی کی بیحد تعریف کی ھے اور مرزا معز (فطرت، موسوی خاں) کے حال میں انھیں "اُستاد و پیر و مرشد بندہ" لکھا ھے - ان شواھد کو دیکھتے ہوے آزاد کا یہ قول نہایت ناگوار گزرتا ھے کہ "خاں صاحب حنفی مذھب تھے میر صاحب شیعہ، اس پر نازک مزاجی غضب! غرض کسی مسئلے پر بگڑ کر الگ ہوگئے †" قیاس یہی ہوا کہ یہ بھی آزاد کا ایک چٹکلا ھے جو حسب عادت لطف داستان اور رنگینیء بیان کی خاطر لکھہ گئے ہیں - لیکن جب یہ کتاب (ذکر میر) ہماری نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ آزاد بڑی پتے کی بات لکھہ گئے ہیں - میر صاحب خان آرزو کے دل آزار برتاؤ اور بے مروتی کے نہایت شاکی ہیں - ایک تو لڑکپن اور ناتجربہ کاری، دوسرے یتیمی کا تازہ تازہ داغ، پھر غریب الوطنی اور بے روزگاری، اُس پر بے مروت بھائی اور سنگ دل ماموں کا یہ سلوک، میر صاحب کی زندگی تلخ ہوگئی - غیور تو وہ بچپن ھی سے تھے، جیسا کہ خود اُن کے والد ‡ نے اس کا اعتراف کیا ھے، ان کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ نوبت جنون تک پہنچ گئی —

---

* یہ تذکرہ انجمن ترقی اُردو کی طرف سے شایع ہوچکا ھے

† آب حیات، تذکرۂ میر

‡ دیکھو صفحہ ۵۹—

اب قابل غور یہ ہے کہ میر صاحب کے ان دو بیانات میں اس قدر تفاوت اور تضاد کیوں ہے حالانکہ نکات الشعرا بھی دلی ہی میں لکھا گیا اور ذکر میر بھی وہیں شروع کی اور سوائے آخر کے کچھ اوراق کے (جس کی صراحت آگے چل کر کی جائےگی) ساری کتاب وہیں لکھی- بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تذکرہ میر صاحب کے خیال میں ایک ایسی چیز تھی جو مقبول ہونے والی تھی اور چونکہ اس قسم کا یہ پہلا تذکرہ تھا (جیسا کہ میر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے) اس لئے یقین تھا کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے اور ہرکس و ناکس کے ہاتھہ میں جائےگا' انہوں نے اس ناگوار اور بد نما ذاتی اور خانگی قضیے کو چھیڑنا مصلحت نہ سمجھا اور تقاضاے غیرت نے بھی مناسب خیال کیا کہ اس پر پردہ ڈال دیا جاے' لیکن جب وہ آپ بیتی لکھنے بیٹھے تو رہا نہ گیا ' ساری رام کہانی کہہ سنائی- اور سچ بھی ہے وہ آپ بیتی ہی کیا جس میں بری بھلی جو کچھہ بھی گزری ہو صاف صاف نہ لکھہ دی جاے' اب وہ واردات قلب ہو یا حالات و واقعات' اپنے ہوں یا دوسرے کے' جو کچھہ آنکھوں نے دیکھا یا دل پر گزرا سب ہی لکھنا پڑتا ہے- اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب کبھی دوسرے ہاتھوں میں جائےگی یا مقبول ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے' آج تک یہ کتاب گمنامی میں رہی' یہ محض اتفاق ہے کہ آج اس کی اشاعت کا موقع نکل آیا ورنہ جہاں اور بہت سے جواہر پارے خاک میں مل گئے یہ بھی کیڑے مکوڑوں یا کسی عطار کی پڑیوں کی نذر ہو جاتی —

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور چلا آتا ہے' خان آرزو میر صاحب کے اُستاد تھے صحیح نہیں ہے- ہاں وہ اتنی بات کے قصور وار ضرور ہیں کہ دوبارہ جب دلی آے تو ماموں ہی کے ہاں آکے ٹھہرے' چنانچہ فرماتے ہیں " یعنے چندے پیش او ماندم وکتابے چند از یاران شہر خواندم" اس کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم کا حال لکھا ہے کہ کیونکر اتفاق سے راستے میں میر جعفر سے مٹھہبھیڑ

ہوی اور اُن سے فارسی پڑھنی شروع کی' اتفاق سے جب وہ اپنے وطن پٹنہ چلے گئے تو میر سعادت علی سے جو امروہے کے باشندے تھے ' ملاقات ہوی' انھوں نے میر صاحب کو ریختے میں شعر موزوں کرنے کی ترغیب دی اور اس وقت سے ان کی شعر گوی کی بنیاد پڑی - میر صاحب نے بھی ایسی جان توڑ کے محنت کی اور وہ مشق بہم پہنچائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اُن کی شہرت سارے شہر میں پھیل گئی - حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ شاعر پیدا ہوے تھے —

۴ - میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے کا حال بھی عجیب ڈھنگ سے بیان کیا گیا ہے اور آزاد نے نمک مرچ لگا کر اُسے ایک افسانہ بنا دیا ہے - اس میں شک نہیں کہ آزاد کے سحر نگار قلم نے اس وقت اور موقع کی اور میر صاحب کی قطع وضع اور ان کی بے کسی اور استغنا کی ایسی سچی تصویر کھینچی ہے کہ ڈراما کا لطف آجاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے عبرت کا نقشہ پھر جاتا ہے - لیکن لکھنؤ پہنچ کر سرائے میں اترنا ' مشاعرے میں جانا ' اُن کی پرانی وضع پر اہل مشاعرہ کا ہنسنا اور شمع سامنے آنے پر غزل میں حسب حال فی البدیہہ اشعار کا پڑھنا حقیقت سے بعید ہے - یہ صحیح ہے کہ دلی اُجڑ گئی تھی ' قدردان اُٹھ گئے تھے' اہل کمال کس مپرسی کی حالت میں تھے اور اُن کا ٹھکانا صرف ایک ہی رہ گیا تھا یعنی لکھنؤ کا نوابی دربار جو اُس وقت بہار پر تھا - زمانے کے ہاتھوں تنگ آکر ہر با کمال قدردانی کا بھوکا اپنے عزیز وطن سے منہ موڑ کر وہیں جا پہنچا تھا - میر صاحب اگر چہ دلی میں تنگ حال اور شکستہ دل تھے مگر بڑے غیور تھے - وہ بعض اور لوگوں کی طرح دوسروں پر بار ہونا یا احتیاج لے کر پہنچنا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے تھے - جس طرح شجاع الدولہ نے از راہ قدردانی مرزا سودا کو دلی سے بلا بھیجا تھا اسی طرح آصف الدولہ نے نواب سالارجنگ کے ذریعہ زاد راہ بھیج کر میر صاحب کو لکھنؤ بلا یا - لکھنؤ پہنچ

نواب سالارجنگ کے هاں گئے جو اُن کے حال پر پہلے هی سے مہربان تھے ' انھوں نے فوراً بندگان عالی کی خدمت میں اطلاع کی - چار پانچ روز بعد بندگان عالی مرغوں کی لڑائی کے لئے تشریف لائے میر صاحب بھی وهاں تھے - محض فراست سے سمجھہ گئے کہ میر صاحب هیں ' نہایت لطف و عنایت سے بغل گیر هوے اور اپنے ساتھہ نشست کے مقام پر لے گئے - اپنے شعر میر صاحب کو مخاطب کر کے سنائے اور پھر میر صاحب سے کلام سننے کی فرمائش کی - مگر میر صاحب نے اپنی غزل کے صرف دوچار هی شعر سنائے - اس سے ظاهر هے کہ میر صاحب فقیروں کی طرح لکھنؤ نہیں گئے جیسا کہ آزاد نے بیان کیا هے بلکہ عزت سے بلائے گئے اور آخر دم تک اسی عزت سے رهے —

٥ - میر صاحب کی بد دماغی اور نازک مزاجی کو بھی بڑے مبالغے سے بیان کیا گیا هے ' لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ نازک مزاج ضرور تھے اس کا راز اُن کی ابتدائی تربیت اور پرورش اور بعد کے حالات میں هے - میر صاحب کے والد بڑے پائے کے درویش تھے ' لوگ اُن کے قدم لیتے اور هاتھہ چومتے تھے ' بڑے بڑے لوگ ان کے ملنے کی تمنا کر تے تھے - ایسے حالات میں درویش دماغ دار نہو تو ممکن هے ' لیکن صاحبزادے کے دماغ کا کیا پوچھنا وہ تو آسمان هی پر هوتا هے - سید امان الله جو اُن کے والد کے مرید خاص تھے ' میر صاحب انھیں چچا کہتے تھے - سید صاحب نے انھیں بڑے چاو چوچلے سے پالا - یہ شب و روز انھیں کے پاس رهتے ' انھیں کے ساتھہ کھا تے ' انھیں کے ساتھہ سوتے ' جب کبھی کسی درویش سے ملنے جا تے تو میر صاحب کو ساتھہ لیتے جا تے اور یہ اُن کی ملاقاتوں اور صحبتوں میں حاضر رهتے - اُن کے والد کی خدمت میں بھی اکثر درویش اور صوفی حاضر هوتے ' یہ چپکے چپکے سب کچھہ دیکھتے اور سنتے رهتے تھے - انھوں نے اس کتاب میں جو اپنے والد کی تلقین اور دوسرے درویشوں کی باتیں اور اقوال لکھے هیں وہ سرا سر درویشی میں

ڈوبے ہوئے ہیں - بچپن سے اُن میں غیرت ' استغنا ' قناعت اور بے نیازی کی شان پیدا ہونے لگی تھی - ابھی دس گیارہ ہی برس کی عمر تھی کہ دہری یتیمی دیکھنی پڑی ' ایک تو چچا جو باپ سے زیادہ ناز بردار تھا داغ مفارقت دے گیا ' دوسرے اُسی سال باپ کا سایہ سر سے اُٹھہ گیا - پھر عزیز واقارب کی طوطاچشمی خصوصاً بھائی کی بے مروتی اور ماموں کی بدسلوکی اور دل آزاری ' اس پر بےسر و سامانی اور پریشانی ' ان سب پر مزید ملک و حکومت کی نا گفتہ بہ حالت ' جہاں آے دن نئے نئے انقلابات اور دلخراش واقعات ' خانہ جنگیاں اور بربادیاں برپا رہتی تھیں - ان سب نے اُن کے دل پر ایسے چر کے دئیے کہ تن بدن کا ایک ایک تار بلبلا اُٹھا - اسی نے اُن کے کلام میں فصاحت کے ساتھہ وہ سوز و گداز اور درد پیدا کردیا جو اُن کے بعد آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا ---

آزاد نے خان آرزو سے ناچاقی کی وجہ میر صاحب کی نازک مزاجی ہی قرار دی ہے اگرچہ اس کے تسلیم کرنے میں کسی قدر تامل ہوتا ہے ' تاہم دوسرے واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نازک مزاج ضرور تھے - مثلاً سادات خاں ذوالفقار جنگ بخشی کے ہاں ملازم ہیں ' ایک روز خان موصوف شب ماہ میں مہتابی پر بیٹھے تھے اور قوال کا لڑکا ان کے سامنے بیٹھا کچھہ گارہا تھا ' اتنے میں میر صاحب پہنچے ' خان نے کہا میر صاحب اسے اپنے ریختے کے دوچار شعر بتادیجئے تو یہ اپنے طور پر درست کر کے گا لے گا - میر صاحب نے کسی قدر ترش ہوکر کہا کہ مجھہ سے یہ نہیں ہوسکتا ' تو اس نے اپنے سر کی قسم دی اور خوشامد کی تو میر صاحب نے چار و ناچار چند شعر اُسے یاد کرادئیے لیکن یہ بات انھیں ایسی نا گوار گذری کہ اس کے بعد سے خان صاحب کے ہاں جانا چھوڑ دیا اور خانہ نشین ہوگئے - خان موصوف نے بہت منت سماجت کی مگر انھوں نے ایک نہ سنی - مگر اس شخص کی مروت کو دیکھئے کہ اُس نے اس کا کچھہ خیال نہ کیا

اور محض میر صاحب کی خاطر سے اُن کے بھائی میر محمدرضی کو اپنے پاس سے گھوڑا دے کر نوکر رکھہ لیا - راجہ جگل کشور جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وکیل بنگالہ تھے اور بڑے امیر آدمی تھے ' شوق اور قدر دانی سے میر صاحب کو گھر سے اتھا کر اپنے ہاں لے جاتے هیں اور اپنے شعر اصلاح کے لئے پیش کرتے هیں مگر میر صاحب اس کے کلام کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے اور سب پر خط تھینچ دیتے هیں - راجہ ناگر مل جو میر صاحب کا بڑا قدردان تھا' اس کی رفاقت محض اس وجہ سے چھوڑدی کہ جومعاهدہ وہ اس کے ایماسے بادشاهی امرا سے کر کے آے تھے اس پر اس نے عمل نہ کیا - بادشاہ بڑے اشتیاق سے بار بار بلاتے هیں مگر یہ نہیں جاتے - غرض میر صاحب کو اپنی وضع کا بڑا پاس تھا اور ابتدای تربیت اور فقر و فاقے نے وضعداری کے ساتھہ نازک مزاجی بھی پیدا کردی تھی —

۴ - اس کتاب میں بعض مقامات ایسے آتے هیں کہ ان کے پڑھنے کے بعد اُن کی بعض نظموں کی اصل حقیقت معلوم هوتی هے اور لطف دوبالا هوجاتا هے - مثلاً جب اُن کے سوتیلے ماموں خان آرزو نے اپنے بھانجے (میر صاحب کے بڑے بھائی) کے اشتعال سے انھیں طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور اُن کی خصومت اور دل آزاری اور بدسلوکی حد سے بڑہ گئی تو اس بے کسی اور بے نوای کے عالم میں اُن کے قلب پر اس کا بڑا صدمہ هوا اور بہت هی دل‌شکستہ اور دل گرفتہ رهنے لگے - اس غم و غصے کی حالت میں ان پر ایک جنون کی سی حالت طاری هوگئی اور انھیں چاند میں ایک عجیب صورت نظر آنے لگی ' اس وهم کے ساتھہ وحشت و دیوانگی بڑھنے لگی اور حالت نازک هو گئی - اس تمام کیفیت کو میر صاحب نے بڑی خوبی سے بیان کیا هے - اس کے بعد آپ اُن کی مثنوی " خواب و خیال " پڑھئے تو اس واردات کی سچی تصویر اور اس خواب کی پوری تعبیر نظر آتی هے اور صاف معلوم هوتا هے کہ یہ محض خواب و خیال نہیں بلکہ ایک

واقعہ تھا جو اُن کے مایوس اور حزیں دل پر گزرا تھا —

اس مثنوی کے شروع میں اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا ہے کہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیگانے ہو گئے ' یاروں نے بے وفائی کی - اور عزیز و اقربا نے بے مروتی - ناچار وطن چھوڑنا پڑا اور یہ پہلا وقت تھا جو گھر سے قدم باہر نکالا —

چلا اکبرآباد سے جس گھڑی
در و بام پر چشم حسرت پڑی
کہ ترک وطن پہلے کیوں کر کروں
مگر ہر قدم دل کو پتھر کروں

اب دلی پہنچتے ہیں —

پس از قطع رہ لائے دلی میں بخت
بہت کھینچے یاں میں نے آزار سخت
جگر جور گردوں سے خوں ہو گیا
مجھے رکتے رکتے جنوں ہو گیا

اب اس کے بعد سے جنوں کی کیفیت بیان کی جو عجیب و غریب ہے —

میر صاحب کو دو بار کاماں جانا پڑا اور دونوں بار پریشان حالی ان کے ہمرکاب تھی - پہلی بار ' جب دیکھا شہر کی حالت رہنے کے قابل نہیں رہی تو راجہ (ناگرمل) سے اجازت چاہی کہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہوں ' یہاں رہنے کی تاب نہیں - راجہ نے اپنی عنایت سے اجازت دی - میر صاحب توکل علی اللہ لواحقوں کے ساتھ چل کھڑے ہوے اور بہ ہزار پریشانی کاماں پہنچے - یہ ذیحجہ کی آخری تاریخ تھی - عشرہ وہیں بسر کیا اور عاشورے کے روز وہاں سے آگے چلے - دوسری بار جب راجہ جاتوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر اپنے تمام متوسلوں کے ساتھ قلعے سے نکل کر کوچ کرتے ہوے کاماں پہنچتے ہیں تو میر صاحب بھی بہ سبب ملازمت اس قافلے کے ساتھ ہیں - یہ عالم بھی پریشانی کا تھا

اور غالباً اسی حالت میں انہوں نے ایک مخمس لکھا ہے۔
زمانے کی شکایت میں فرماتے ہیں —

کاماسے قلعے کام آٹھایا مرے تئیں
دلی میں بیدلا نہ پھرایا مرے تئیں
ہم چشموں کی نظر سے گرایا مرے تئیں
حاصل کہ پیس سرمہ بنایا مرے تئیں
میں مشت خاک مجھہ سے اسے اس قدر غبار

تلاش معاش میں جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے متعلق
کئی بند لکھے ہیں ' ایک یہ ہے —

جانا جہاں نہ تھا مجھے ' سو بار واں گیا
ضعف قویٰ سے دست بدیوار واں گیا
محتاج ہو کے ناں کا طلب گار واں گیا
چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار واں گیا
اس جان ناتواں پہ نہ تھا صبر اختیار

آگے چل کے کہتے ہیں —

حاجت مری روا دل پر درد نے نہ کی
تاثیر اشک سرخ و رخ زرد نے نہ کی
تدبیر ایک دم بھی دم سرد نے نہ کی
دل جوی میری حیف کسی فرد نے نہ کی
طاقت رہی نہ دل میں ' گیا جان سے قرار

اور بند تو دو آخر کے ہیں جو میر صاحب کی حالت اور مزاج
کا سچا نقشہ ہیں —

دل سر بسر خراب ہے تعمیر کیا کروں
آشفتگیء حال کی تعبیر کیا کروں
خونا بہاے چشم کی تقریر کیا کروں
زردیء رنگ چہرہ کی تحریر کیا کروں
آیا جو میں چمن میں خزاں ہوگئی بہار

حالت تو یہ کہ مجکو غموں سے نہیں فراغ
دل سوزش درونی سے جلتا ھے جوں چراغ
سینہ تمام چاک ھے سارا جگر ھے داغ
ھے نام مجلسوں میں مرا میر بے دماغ
از بسکہ بے دماغی نے پایا ھے اشتہار

اسی طرح سے شہر آشوب اور مستزاد (جو دلی کے حال پر لکھی ھے) اور خاص کر جو نظم دنیا کے نام سے ھے ان کا لطف اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آتا ھے - آخری نظم (دنیا) کے پڑھنے کے بعد یہ معلوم ھوتا ھے گویا اس کتاب کے آخری صفحے کے لفظ لفظ کو نظم کر دیا ھے - غرض میر صاحب کے کلام کے سمجھنے اور لطف حاصل کرنے میں بھی اس کتاب سے بہت کچھہ رھنمای ھوتی ھے —

۷ - ذکر میر میں جہاں اُس زمانے کی معاشرت اور حکومت کے بہت سے واقعات ملتے ھیں وھاں ایک یہ بات بھی صاف نظر آتی ھے کہ اُس زمانے میں ھندو مسلمان کی کوئی بحث ھی نہ تھی - اُس سے بڑہ کر برا کونسا زمانہ ھوگا جب کہ ملک میں ھر طرف خود غرضی' خانہ جنگی' لوٹ مار کی وبا پھیلی ھوی تھی اور زوال اور انحطاط کا انتہای وقت آگیا تھا 'تاھم ھندو مسلمانوں کے تعلقات آپس میں ایسے تھے جیسے بھائیوں بھائیوں میں ھوتے ھیں - وہ لڑتے بھی تھے ' ملتے بھی تھے ' مگر اس دوستی محبت اور لڑای بھڑای میں مذھب و ملت کا کوئی امتیاز نہ تھا - یہ آفت اس زمانے کی لائی ھوی ھے جس میں بدبختی سے دونوں مبتلا ھیں ' اس کا انجام سب سمجھے ھوے ھیں مگر اپنے وھم کے ھاتھوں لاچار ھیں - خود میر صاحب کئی راجاوں کے متوسل تھے ' اُن کی مروت اور انسانیت کا ذکر کس محبت اور عزت سے کرتے ھیں - راجہ ناگر مل کی شرافت اور وضعداری دیکھئے ' جاتوں کی چیرہ دستی اور مردم آزاری سے آزردہ ھوکر دلیرانہ قلعہ چھوڑ باھر نکل کر جاتے ھیں تو اپنے ساتھہ بیس ھزار گھروں کو جو انھیں

کی وجہ سے آباد تھے اور اکثر اُن کے متوسل تھے اور جن میں ہندو مسلمان سب ہی تھے ؛ ساتھ لے کر جا تے ہیں - یہ وقت خطرے سے خالی نہ تھا، میر صاحب لکھتے ہیں " راجہ نظر برخدا کردہ انچہ لازمۂ سرداریست بکار بردہ باہر دو پسر بجراءت تمام سوار شد و بیرون قلعہ آمد چناں ہمت بامداد غربا گماشت کہ ناموس نفرے ہم انجا نگزاشت - از لطف دادار بے ہمال و بہ یمن نیت خوب در دو سہ روز مع این قافلۂ گراں داخل کاما گشت " - اگرچہ ملک کی حالت بہت خراب و خستہ اور ابتر تھی ؛ عام و خاص ، نواب اور راجہ سب خود غرضی میں مبتلا اور ناعاقبت اندیشی میں گرفتار تھے ، مگر پرانی وضعداریاں برابر چلی جا رہی تھیں - بزم ہو یا رزم ، غم ہو یا شادی ، معاملات ہوں یا مطائبات اُن میں وہ تنگ دلی اور تعصب نہ تھا جس کا جلوہ ہمیں آج کل نظر آرہا ہے - بداخلاقی اُن میں بھی تھی ، بدمعاملگی اُس وقت بھی تھی ، غداری اور بے وفائی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا ، مگر وہ سہا عیب جسے مذہبی تعصب کہتے ہیں ، اس سے اُن کے سہلے پاک تھے —

۱۸- میر صاحب بڑے مہذب اور با وضع شخص ہیں وہ کہیں مذہب کا ذکر یا بحث نہیں کر تے ، تاہم ضمناً بعض واقعات سے اُن کے مذہب اور مشرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے - اپنے والد کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں " روزے درخدمت شیخ سوال کرد کہ بندہ انچہ عقائد خود درست کردہ ام بخدمت عالی واضح است ، اما در حق حاکم شام چہ فرمایند " - شیخ نے فرمایا " کھونگا " کچھ مدت بعد منہ اندھیرے محرم خاں خواجہ سرائے شاہجہانی کی مسجد تشریف لائے ، میرے والد کے نوکر وضو کے لئے پانی لانے کو دوڑے ، والد خود اٹھے اور آفتابہ لےکر ہاتھ منہ دھلا نے لگے - فرما نے لگے " اے علی متقی میں عمر بھر کبھی اُس کا نام زبان پر نہیں لایا ہوں ، اس کا شکر کس زبان سے ادا کروں " - والد کہتے تھے کہ اس کے بعد سے میں نے بھی اس کا نام

کبھی نہیں لیا —

سبحان اللہ ' کس خوبی اور حکمت سے تلقین کی ہے یہ بزرگ شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی ' میر علی متقی کے پیر و مرشد تھے - اور میر علی متقی کا شیخ سے یہ کہنا کہ " میلے جیساکے آپ پر ظاہر ہے ' اپنے عقائد درست کرلئے ہیں " شیخ کے اثر کو ظاہر کرتا ہے - میر صاحب بھی آخر اُسی باپ کے بیٹے تھے ' ابتدا سے درویشوں میں تربیت پائی ' خود درویش منش واقع ہوے تھے ' اسی لئے ان کا مشرب وسیع اور دل صاف تھا - ایک بار کا ذکر ہے کہ جب میر صاحب سادات خاں ذوالفقار جنگ کے پاس تھے تو ایک لڑائی میں وہ بھی ساتھ تھے ' لڑائی قصبہ سامبر کے پاس ہوی جو اجمیر سے بیس کوس ہے - غرض ملہار راؤ کے بیچ میں پڑ نے سے لڑای موقوف ہوی اور صلح صفای ہوگئی - میر صاحب نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت خواجہ معین‌الدین اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر جا پہنچے - اس ماجرے کو ان چند الفاظ میں بیان کرتے ہیں ' " من پس از صلح برائے حصول سعادت زیارت درگاہ فلک اشتباہ خواجۂ بزرگ رفتم " —

۹ - میر صاحب کی وفات کا سال تو صحیح صحیح معلوم ہے ' سنہ ۱۲۲۵ ھ (۱۸۱۰ ع) میں انتقال ہوا ' ناسخ نے تاریخ کہی ہے " واویلا مرد شہ شاعران " - لیکن پیدائش کا سال معلوم نہ ہونے سے اُن کی عمر کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے - آزاد لکھتے ہیں کہ سو برس کی عمر پائی - مصحفی اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں " عمرش تخمیناً قریب بہ ہشتاد است " - تذکرے کی تالیف کا سنہ ۱۲۰۹ ہے ' اس حساب سے تقریباً ۹۶ سال ہو تے ہیں - جہان نے ان کی عمر ۸۰ ہی برس لکھی ہے - اگر چہ میر صاحب نے اس کتاب میں اپنی پیدائش کا سنہ نہیں لکھا تاہم بعض حالات اور قرائن ایسے موجود ہیں جن سے اُن کی عمر اور پیدائش کا تخمینی سنہ معلوم ہوسکتا ہے —

جب سید امان اللہ کا (جنھیں میر صاحب عم بزرگوار

کرتے لکھتے ہیں) انتقال ہوا اور رنج و غم سے ان کی حالت بہت نڈھال ہوئی تو ان کے والد ان کو سمجھانے لگے ' اس میں ایک یہ فقرہ بھی فرمایا " کہ ماہ من ! نہ طفل حالۂ ' الحمدالله کہ دہ سالۂ " - اور اسی سال میر علی متقی کا بھی انتقال ہوگیا - گویا باپ کی وفات کے بعد اُن کی عمر دس سال کی تھی یا زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی ہوگی - باپ کے مرجانے سے اس چھوٹی سی عمر میں فکر معاش ہوئی جس کی تلاش میں وہ اکبرآباد کے آس پاس بہت کچھ پھرے - جب مایوس ہوے تو شاہ جہاں آباد کا قصد کیا - نواب صمصام الدولہ امیرالامرا نے اُن کے باپ کے حقوق کا خیال کر کے میر صاحب کا ایک روپیہ روز مقرر کردیا اور یہ روزینہ نادر شاہ کے حملے تک ملتا رہا ' اس جنگ میں نواب صاحب کے مارے جانے سے بند ہوگیا - نادر کا حملہ سنہ ۱۱۵۱ ھ میں ہوا - اس کتاب کے اختتام پر میر صاحب نے اپنی عمر ساٹھ سال بتائی ہے اور کتاب کی تاریخ اس قطعہ سے نکالی ہے —

مسمی با سمی شد اے با ہنر
کہ ایں نسخہ گردد بعالم سمر
ز تاریخ آگہ شوی بےگماں
فزای عدد بست و ہفت از براں

کتاب کا نام " ذکر میر " ہے جس کے عدد ۱۱۷۰ ہوتے ہیں ' اس میں ۲۷ ملاے تو ۱۱۹۷ ہوے - اس میں سے اگر ساٹھ منہا کئے تو ان کی پیدائش کا سال تقریباً ۱۱۳۷ ھ نکلتا ہے - اس حساب سے نادر کے حملے کے وقت ان کی عمر کوئی پندرہ سال کی سمجھنی چاہئیے - اس حادثے کے بعد وہ پھر دہلی جاتے ہیں اور چند روز اپنے ماموں خان آرزو کے مہمان ہوتے ہیں - ایک مدت کے بعد جب راجہ ناگرمل کے ہمراہ اکبرآباد جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو

لکھتے ہیں کہ تیس سال بعد وطن میں آنا ہوا، یعنی اس وقت اُن کی عمر ۴۵، ۴۶ برس کی ہوگی —

آب حیات میں لکھا ہے کہ میر صاحب نے دلی ۱۱۹۰ ھ میں چھوڑی لیکن گلشن ہند (اور گلزار ابراہیم) میں اُن کے لکھنؤ جانے کی تاریخ ۱۱۹۷ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اُس وقت مرزا محمد رفیع سودا اس جہاں فانی سے عالم باقی کو سدھار چکے تھے - سودا کا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ھ میں ہوا - میر حسن اپنے تذکرے میں میر صاحب کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس وقت وہ دلی ہی میں ہیں - حسن کے تذکرہ کا سنہ تالیف ۱۱۹۴ ہے - غرض لطف ہی کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب لکھنؤ سنہ ۱۱۹۷ ھ میں پہنچے - اس حساب سے میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے اور ذکر میر کے ختم ہونے کا ایک ہی سال ہوتا ہے اور اس وقت ان کی عمر ساٹھہ تھی - اب اگر سنہ پیدائش ۱۱۳۷ ھ اور سنہ وفات ۱۲۲۵ ہو تو میر صاحب کی عمر تقریباً ۸۹ برس ہوتی ہے، بہر حال ۹۰ سے زائد کسی حال میں نہیں اور میری راے میں یہی صحیح بھی ہے —

۱۰ - ذکر میر ایک نادرالوجود کتاب ہے - ہماری زبان میں ایک نہیں بیسیوں تذکرے شعرا کے لکھے گئے ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر کسی تذکرے میں اس کتاب کا نام نہیں - آزاد نے بہت تفصیل سے میر صاحب کے کلام اور تصنیفات کی فہرست دی ہے مگر ذکر میر کا ذکر اس میں بھی نہیں - سواے ڈاکٹر سپرنگر کے کہ اس نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں - یہ محض اتفاق ہے کہ یہ کتاب خان بہادر مولوی بشیرالدین احمد صاحب بانئی مسلم ہائی اسکول اٹاوہ کے ہاتھہ لگ گئی اور اُن کی عنایت سے ہمیں دیکھنی نصیب ہوی اور اس کے شایع کرنے کا موقع ملا - میں مولوی صاحب کے اس لطف و کرم

کا بیحد ممنون ہوں - یہ نسخہ بہت صاف اور اچھا لکھا ہوا ہے - کتابت سنہ ۱۲۲۲ ھ (۱۸۰۸ ع) کی ہے یعنے میر صاحب کی زندگی ہی میں لکھا گیا اور کیا تعجب ہے کہ انہوں کے نسخے کی نقل ہو - کہیں کہوں مشکل الفاظ اور محاورات کے معنے بھی دئے ہیں جو ہم نے بجنسہ چھاپ دئے ہوں ' البتہ مضامین کے عنوان اس میں نہیں تھے وہ ہم نے اضافہ کئے ہیں - جب پروفیسر محمد شفیع ایم - اے وائس پرنسپل اور ینٹل کالج لاہور کو ' جو علم و ادب کا خاص ذوق رکھتے ہوں ' یہ معلوم ہوا کہ میرا ارادہ اس کتاب کے شایع کرنے کا ہے تو انہوں نے مجھے فوراً لکھا کہ ایک نسخہ اس کا میرے پاس بھی ہے ' کہو تو بھیج دوں ' چنانچہ انہوں نے میرے لکھنے پر اپنا نسخہ مجھے مستعار عنایت فرمایا جس کا میں بہت شکر گزار ہوں - میں نے کتاب کا چھپنا روک دیا اور اٹاوے کے نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا اس سے بعض بعض جگہ بہت مدد ملی - پروفیسر صاحب کا نسخہ ایسا اچھا لکھا ہوا نہیں ہے جیسا اٹاوے کا ہے اور ناقص بھی ہے یعنے ایک چوتھائی سے زائد کم ہے - معلوم ہوتا ہے کہ آخری حصہ میر صاحب نے بعد میں بڑھایا ہے ' چنانچہ لکھنؤ جانے کا حال لاہور کے نسخے میں مطلق نہیں - جہاں کہیں ان دو نسخوں کی عبارت میں اختلاف تھا ' اُس اختلاف کو ہم نے حاشیے میں (ن) کا نشان کر کے لکھہ دیا ہے - کتاب کے آخر میں میر صاحب نے کچھہ لطیفے بھی جمع کرادئے ہیں ' بعض پرانے اور تاریخی ہوں اور بعض خود اُن کے زمانے کے ہیں اور پر لطف ہیں - مگر افسوس کہ بعض ان میں سے ایسے فحش ہوں کہ اُن کا لکھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں ' اس سے اُس زمانے کا ذوق معلوم ہوتا ہے ورنہ میر صاحب کی تہذیب اور متانت کا کیا کہنا ہے ؛ اس وجہ سے نیز اس لئے کہ یہ ایک غیر متعلق چیز تھی ہم نے یہ لطیفے اس کتاب سے خارج کردئے ہیں —

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایک بات کی حسرت رہ جاتی ہے کہ میر صاحب نے اپنے زمانے کی شعر شاعری، مشاعروں اور ہم عصر شعرا کا مطلق ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اُس وقت اُردو شاعری کا دلی میں خوب چرچا تھا، خود بادشاہ شاعر اور شاعروں کے قدر داں تھے - اس کے علاوہ خواجہ میر درد، میر سوز، سودا، میر حسن، میر اثر اور اور بہت سے نامور شعر وہاں موجود تھے - خود میر صاحب اپنے تذکرے نکات الشعرا میں لکھتے ہیں کہ مجلس ریختہ خواجہ صاحب کے ہاں ہر مہینے ہوتی تھی بعد ازاں اُن کے ایما سے میر صاحب کے ہاں ہر مہینے کی پندرھویں کو ہونے لگی - حیرت ہے کہ میر صاحب نے بھول کر بھی اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا یا تو اسے میر صاحب کا ضبط سمجھنا چاہئے یا یہ کہ یہ چیزیں انھوں نے نکات الشعرا کے لئے اٹھا رکھی تھیں - جو کچھ بھی ہو مگر یہ بات ہے بڑے تعجب کی کہ آپ بیتی میں اسی چیز کا ذکر نہ آئے جو میر صاحب کا سب سے بڑا کمال ہے اور جس سے اُن کو بقائے دوام ہے —

عبدالحق

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد

حمد بیحد مر سخنورے را کہ یکۂ بیت یکتائی او بعالم دوید* ، و ثنائے لاتعد صنعت گرے را کہ گوهر معني در سلک نظم و نثر کشید - قادر سخنے کہ هزار رنگ سخن را جلوہ برا زبان میدهد؛ تعلیم گرے کہ هر فرد عاجز سخن را زبان میدهد، خالقے کہ خلق عالم را نوازد، ؛ صانعے کہ خاک را آدمی سازد، دارندۂ کہ بے لطف او نگاهداشتن ° خود محال است، نگارندۂ ۲ کہ صورت نویسی ⊙ او کرا مجال است. علیمے کہ در احاطۂ علم او هر مرکب و بسیط ایں جا ست کہ "إن الله علی کُل شي محیط" - حکیمے کہ دانائے رازهاست، قدیمے کہ هستی او را سزاست - رازقے کہ نان دهد، مالکے کہ جان دهد. رحیمے کہ عذر گنهگار نیوشد، کریمے کہ عطا پاشد و خطا پوشد. شمس یک ذرۂ از ظهور او، قمر یک شمۂ از نور او - چیزے نیست کہ بے نور او کنی، غرض کہ "الله نور السموات و الارض" - ناز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد، هرکہ سر فرود می آرد نومید نمیگذارد - آفرینندۂ کہ چها آفرید، و بینندۂ کہ

---

* اے مشهور شد ، اے زبان دادن و تعلیم کردن

؛ یعنے یاد می دهد ؛ (ن) و ° (ن) داشتن

۲ (ن) یہ فقرہ نهیں هے ⊙ نقل نویسي

نهان همه کس دید- هر چند چرخ کج رفتار بامن کج بازد امّا چشم دارم که روے مرا بر خاک نیندازد* زبانے نیست که نام او از و نمی آید· جانے نی که نغمهٔ وصف او نمی سراید- خبیریکه از دل همه کس خبر دارد· بصیریکه همه را در نظر دارد- نیازے باید که گلهاے ناز او چیند· چشمے شاید که تازه کاری او بیند فردیکه بفردانیت موصوف· احدیکه بوحدانیت معروف- رفیعے که بدرگاه او ملک نرود· سمیعے که الحاح هر عاجزے شنود- قلم در زبان چه قدرت دارد که کمالات او یک یک برنگارد· مگر او خود را خود ستاید و از عهدهٔ کمالات خود بر آید—

نعت

فی†النعت درود نا محدود بر فصیحے که گوے فصاحت از میان برده· و تحیات نا معدود بر بلیغے که بخدا رسید‡ و بخود نسپرده§· شاهے که از سر تا پا قدر و جلال است· ماهے که زنگ زدائے کفر و ضلال است- پیشوائے که بے اقتداے او کارے نمی‌کشاید· رهنمائے که بے رهنمائی او راهے نمی نماید- امیریکه فرمان او بجان و دل پذیریم و دستگیرے که اگر دست دهد· دنبال او گیریم- صبیحے که صباحت او روشنگر آئینهٔ عالم· ملیحے که ملاحت او نمک رخسارهٔ آدم- نگارے که خاک زیر پاے او بهاے جانے· بهارے که سایه رو عالم سبز او جهانے- یاري گرے که چشم محشریان بر شفاعت او· نی نی هر دو جهان را کار با عنایت او- صلے الله علیه و آله

---

* روے بر خاک انداختن مذلت نکردن † (ن) 'فی' نهیں هے ‡ بخود کردن = مغرو شدن § (ن) پهلا فقره دوسرا فقره هے اور دوسرا فقره پهلا هے—

الطیبین الطاهرین که هریکے امام المؤمنین و شفیع المذنبین است۔ بعد حمد خالق ودود، معبود کل موجود، و درود نا محدود و ثناے نا معدود، بران صاحب مقام محمود—

سبب تالیف ذکر میر

میگوید فقیر میر محمد تقی المتخلص بمیر که دریں ایام بیکار بودم۔ و در گوشۂ تنہائی بےیار- احوال خود را* متضمن حالات و سوانح روزگار، و حکایات، و نقلہا نگاشتم۔ و بناے خاتمۂ ایں نسخہ مرسوم به "ذکر میر" برا لطائف گزاشتم۔ امید از یاران زماں آنست که اگر بر خطاے اطلاع یابند۔ چشم عنایت بپوشند و در اصلاح بکوشند —

بزرگان میر کا ورود ہند اور قیام دکن و اکبرآباد

بزرگان من با دار و دستۂ‡ خود از§ نا مساعدت ایام۔ که صبح در ایں اوقات شام می نماید۔ از حجاز رخت سفر بر بستہ۔ بسرحد دکھن رسیدند•۔ ناکشیدنیہا کشیدند و نا دیدنیہا دیدند- از آنجا وارد احمدآباد گجرات گشتند- بعضے فروکش کردہ☐ از هم گذشتند و بعضے همت بریں گماشتند که پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند- چنانچه جد کلاں من به مستقر خلافت△ اکبرآباد توطن اختیار کرد۔ ایں جا

---

*(ن) 'را' نہیں ھے   † (ن) به   ‡ قوم و قبیله

§ (ن) 'از' نہیں ھے   • (ن) رسیدہ   ☐ (ن) شدہ

☐ توقف نمودن و فرود آمدن   △ (ن) الخلافت

از آب گردش* بر بستر افتاده+ و جہان آب و گل را دعا گفت⁑ -
از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد' او کمر ہمت بر§ بستہ
بتلاش روزگار برخواست - بعد از استخوان شکنی* بہ فوجداری
گرد اکبر آباد سر افراز گشت - آدمیانہ میزیست' چوں سن
شریفش بہ پنجاہ□ کشید' مزاج از اعتدال منحرف شد - چند
روز بتبرید△ پرداخت' ہنوز صحت کامل نشدہ بود کہ بگوالیار
رفت' بسبب حرکت عنیفی♊ کہ در نقاہت سم است' بجا افتاد⁾
و جامہ گذاشت - و♂ او دو پسر داشت - کلانے خالی از خلل دماغ
نبود' جوان مرد و حکایت او پس سرشد⁽⁽

میر صاحب کے باپ کا ذکر

پسر خورد کہ پدر من باشد' ترک
لباس کرد و پا بدامن کشید - تحصیل علم
ظاہر کہ بے او⊙ بعالم معنی رسیدن دشوار است' در خدمت
شاہ کلیم اللہ اکبرآبادی کہ از کُمّل اولیاے آنجا بود' کرد - و
از ریاضت◡ شاقہ پے بہ باطن برد - در سعي ترک و تجرید
تصدیع بیحد کشید' و برہنمائی آن بزرگ بہ سر خانۂ♈

---

* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا
+ بیمار شد ⁑ ترک کردن (ن) اے رخصت کرد
§ (ن) 'بر' نہیں ہے * اے محنت بسیار
□ (ن) سالگی △ (ن) بعد بہر ♊ دشوار
⁾ بجا اُفتادن و جامہ گزاشتن یعنی مکث' (قیام) کردن و مردن
♂ (ن) 'و' نہیں ہے ⁽⁽ یعنی فراموش شد
⊙ (ن) آں ◡ (ن) ریاضات ♈ بمعنی حد معین

درویشے رسیدہ ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحے عاشق پیشه بود، دل گرمی داشت۔ بخطاب علی متقی امتیاز یافت –

باپ کی اپنے پیر سے گفتگو در بارۂ یزید

نقل است روزے در خدمت شیخ سوال کرد که بندہ انچه عقاید خود درست کردہ ام، بخدمت عالی واضح است۔ اما در حق حاکم شام چه میفرمایند۔ فرمود "خواهم گفت"۔ بعد مدتے آخر شب که هنوز کاکل صبح* پریشان نشدہ بود، در مسجد محرم خان خواجه سراے شاهجهانی تشریف آورد، غلامان پدر من دویدند، که براے وضوے شیخ آب بهم رسانند۔ پدر خود برخاست و آفتابه بدست گرفت، دست و دهن بآب کشیدہ† گفت که اے (علی متقی) نام او در مدت‌العمر بزبان‡ من نیامدہ است، زبان ندارم که شکر این بجا آرم۔ پدرم میگفت الحمد لله که ازان باز نام او من هم نگرفته ام—

باپ کی تلقین عشق

روزو شب بیاد الهی می پرداخت، حق تعالیٰ روے او را برخاک نینداخت۔ چون دماغش میرسید§ میگفت که اے پسر عشق بورز□: عشق است که درین کارخانه متصرف است، اگر عشق نمی بود۔ نظم کُل صورت نمی بست۔ بے عشق زندگانی وبال است۔ دل باختهٔ

---

* یعنی ضبط‌الاسود † اے دست و رو شست (ن) کشیده و
‡ (ن) برزبان § رسیدن دماغ بمعنی شگفته شدن
□ (ن) نواز

عشق بودن کمالست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم هرچه هست، ظهور عشق است، آتش سوز عشق است* آب رفتار عشق است† خاک قرار عشق است، باد اضطرار عشق است، موت مستی عشق است، حیات هشیاری عشق است، شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جمال عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناه بعد عشق است، بهشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است- مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاهدیت و صدیقیت و خلوصیت و مشتاقیت و خلیت‡ و حبیبیت برتر است- جمعی بر آنند که حرکت آسمانها§ حرکت عشقی است، یعنی بمطلوب نمیرسند و سر گردانند -

بی عشق نباید بود، ¶ بی عشق نباید زیست
پیغمبر کنعانی، عشق پسری دارد

روز حیران کار، □ شب زنده دار، اکثر روئے نیاز بر خاک، مدام مست شوق، و دامن پاک؛ چهرهٔ نورانیش رونق افزاے بزم صبح خیزان△، آفتابے بود، اما از سایهٔ خود هم گریزان- هرگاه بخود آمدے، گفتے: که اے پسر عالم هنگامهٔ بیش نیست، باید که بدین♊ آستین بیفشانی و گرد علائق بر دامن خود نفشانی -عشق الهی را پیشهٔ خود کن، روزے در پیش است، اندیشهٔ خود کن- هر که اهل است، میداند که دنیا سهل است-

---

*(ن) موخر †(ن) مقدم ‡(ن) حالیت §(ن) آسمانی
¶ (ن) و □ (ن) و △ (ن) 'خیزان' نهیں هے
♊ (ن) بریں

زندگانی وهمی* است - بنابر وهم گذاشتن آب را با ریسمان بستن است و در بند فسحت امل بودن مہتاب بگز پیمودن† - انداز رفتنی داری، بے خبر‡ آه نشوی، فکر زادے بکن§ تا حرج راه نشوی• - رو بکسے آر که عالم را آئینه او میگویند، اختیار خود بکسے سپار که او را در خود می جویند، اگرچه مقصود حاصل است، اما طلب شرط است، هر چند همه اوست، لیکن ادب شرط است - (نکته) معیت حق با خلق، چوں معیت روح است با جسم: ترا بے او وجودے نه، و اورا بے تو نمودے نه - عالم پیش از ظهور عین او بود و بعداز ظهور او عین عالم است :-

□ مشکل حکایتیست که هر ذره عین اوست
اما نمی توان که اشارت بدو کنند△

باپ کی سیرت اور اُن کے نصائح	درویش، ♊ درویش پرستے، شکسته دلے، ♂ مشتاق شکستنے، نیاز مند عجیبے، در وطن غریبے، وسیع المشرب،

فقیر کامل، چوں آب در هر رنگ شامل - هرگاه مرا در بغل کشیدے، و بنظر♉ شفقت رنگ کاهی مرا♌ دیدے، گفتے که اے سرمایهٔ جاں ایں چه آتشے♂ است که در دلت نهانست،

---

*(ن) وهمی بیش †کار بیہوده کردن ‡(ن) اے بیهوده
§ (ن) بزادے بکنس • یعنی هلاک نشوی (ن) اے
تنگ شدن در راه □ (ن) نکته △ (ن) کنند
♊ (ن) درویش و درویش ♂ (ن) و ♉ (ن) برنگ
♌ (ن) من ♂ (ن) آتش

و چه سوزیست که ترا با جان است - من خنده میکردم٬ او میگریست٬ قدر نشناختم تا میزیست - مردے بود٬ بحال خودی* کسے را باردوشے نشدے —

یکے بعد از نماز اشراق روے توجه بمن آورد و مرا سرگرم بازی یافت - گفت اے پسر زمانه آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت٬ از تربیت خرد غافل مشو؛ درین راه نشیب وفراز بسیار+ است٬ دیده دیده برو —

نشان پاے تو فرد حساب زندگیست
قدم شمرده درین کهنه خاک دان بردار

این چه بازی است که اختیار کردهٔ٬ و چه ناهمواریست که برخود؛ هموار ساختهٔ٬ محو کسے شو که بلا گردان رنگین رفتن او آسمانها رفتهٔ§ آن باش که قربان هر آن او دلها و جانها - عندلیب دلے باش که همیشه بهار است٬ آن سادهٔ□ شو که یک پرکار است - و در آسمان دو رنگ درنگ ندارد٬ بشتاب٬ فرصت غنیمت شمار٬ و خود را در یاب —

صورت متبرکش٬ معنی مجسم٬ در تمام عالم اجسام یک آدم مؤقرے که عنان اختیار از دست خود نداده - متقئے که چشم نامحرم بر دست و پائے △ نیفتاد٬ اگر میدیدے میگفتے که شاید ملک و این عزیز ⋊ سر از یک گریبان برآورده اند

---

* یعنی محو حال (ن) اے وارفته حال خود
+ (ن) 'بسیار' نهیں هے ، (ن) 'خود' نهیں هے
§ (ن) اے والہ و عاشق □ (ن) اے غبار △ (ن) او
⋊ کنایه از اتحاد

و رفتگان هم پائے استقامت بایں خوبی کم فشردہ اند* متخلق باخلاق سنجیدہ، متصف باوصاف حمیدہ، طبعش مشکل پسند، جانش دردمند، مژگان نم، دل دوہم —

لاهور کا جانا اور ایک ریاکار درویش کی ملاقات

نقل ست یک روز سرکن پر† کن‡ بخانہ در آمد، کہنہ دا‌ۓ$ نشستہ بود: گفت اے داہ امروز بسیار گرسنہ ام، طاقت صبر ندارم اگر پارۂ نانے بهم رسد زندہ میمانم - او گفت فقدان اسباب است - باز گفت گرسنہ ام - داہ برخاستہ رفت و از بقال آرد و روغن آورد تا نان بپزد - این بار بے طاقتی بسیار کرد، داہ بے دماغ§ شد و گفت کہ صاحب این فقیریست، این جا ناز را دخلے نیست - گفت اے داہ تو با دل جمع نان بپز، من براے دیدن درویشے بہ لاهور میروم⊠ روسالیکہ از گریۂ شبش لکۂ ابرترے شدہ بود، برداشت و پا براہ گزاشت - چون داہ دید بے مزہ△ شد میرود دویدہ⊙و گریہ کنان در دامن آویخت هیچ فائدہ نکرد، ناچار آبے بر آئینہ ریخت♊ - هرجا کہ فرود می آمد رزاقیت خداےکریم کار میکرد- بعد از چندے بہ لاهور رسید و آن درویش ریاکار را دید، بر کنار رود خانہ کہ بہ "راوی" شهرت دارد نشستہ می ماند و عالمی را باب میرا ند⚲: بنام خفشان نهود

---

* (ن) "اند" نهیں هے † (ن) بر ‡ مضطرب
$ ماما § (ن، بے مزہ ⊠ (ن) و ملاقات کردہ می آیم
△ (ن) بے دماغ ⊙(ن) دوید ♊ آب بر آئینہ ریختن رسم ست از قید ـ : یعنی روندہ رود و نهاید ⚲ یعنی فریب می داد

مشهور بود - چند الفاظ زبان دری بر زبان داشت، نا فهمے چند که نمی فهمیدند پیش او خط به بینی میکشیدند - گفت که من تائید دین محمد علیه الصلوٰة والسلام میکنم، بےحقیقتان مرا مغوی میدانند - پدرم بر آشفت و گفت که اے بے ته دین پیغمبر ما محتاج تائید همچو تو‌ے نیست، فهمیده بگو که اینجا شمشیر درمیان است، مبادا که کشته شوی - آخر در اول ملاقات صحبت بے مزه* شد - بتورش روی تمامی از آنجا برخاسته در تکیهٔ فقیرے شب گزرانید - چون صبح سفید شد آن سیه گلیم از درمعذرت در آمد - پدر من گفت که حالا سودے ندارد، دیروز سفید گفته ام+ امروز سفید تر خواهم گفت - چون پرده از روے کار برخاست بے لطف است، برو سر خود گیر، نشود که بدهن ها افتی‡ - هر چند از عرق خجلت تر آمد§ اما بسیار از آب بد بر آمد - وقتیکه آن ¶ مجلس بے لطف بر شکست⌘ —

شاهجهان آباد دهلی میں آنا	دفعهٔ این عزیز بار سفرے که نداشت توکلت علی الله بر بست و در عرصهٔ ده دوازده△ روز از کروراه(ب)

بشاهجهان آباد دهلی رسید و بخدمت قمرالدین خان پسر شیخ عبدالعزیز عزت که دیوان صوبهٔ بود و قرابت قریبه داشت

* (ن) تروتی (بے مزه) + بے پرده گفته ام
‡ بدهن افتاده رسوا می شود § یعنی شرمنده شد
(ن) خجالت ¶ (ن) صحبت بے مزه پاشیده شد و
⌘ یعنی تمام شد △ (ن) 'دوازده' نهیں هے
(ب) بمعنی راه

رحل اقامت انداخت۔ عزیزان شہر ہجوم آوردند و باعتقاد تمام آب بدستش ریختند*۔ آن مرد را که شراب عشق از ہوش بردہ بود، اگر نشستے بے خود نشستے و اگر برخاستے چون مست سر انداز بر خواستے، مستانه و بیخودانه حرف سر کردے، دم جانسوزش آتش شوق بر کردے†۔ بسیارے دست ارادت بدست او دادند، اکثرے بتاثیر نگاهش از پا افتادند، غسالۂ وضوے او از کمال رسوخ میگرفتند و به بیماران شہر میدادند۔ ہر که میخورد به می شد۔ از بس گریستی، گریه اش در گلو گرہ گشتی، نالۂ که از دلش سر بر زدے۔ از آسمان گزشتے۔ آوازۂ در افتاد که درویشے باین حالت وارد شہر است۔ امرا التماس ملاقات نمودند قبول نکرد که من فقیر و شما امیر۔ میان من و شما نسبت نمی گنجد۔ امیرالامرا صمصام الدوله نظر بر‡ حقوق سابق باز آغاز کرد که مرا از دولت دیدار محروم نباید گذاشت، اگر از لطف اشارہ رود این رو سیاہ داخل صحبت رو سفیدان شود۔ تبسمے کرد و گفت براے ملاقات مناسبت شرط است۔ امید که معذور داری و بحال خودم وا گذاری۔ چون از کثرت خلق تنگ شد، دل شب§ برخواست، و بعد از نماز تهجد از شہر بدر زد۔ ہر چند در تلاشش¶ نفس سوختند، اما بگرد او نرسیدند، و نقش پائیکه نشان از و دہد، ندیدند۔ (لمصنفه)

---

* کنایه از خدمت کردن † یعنی مشتعل نمودن
‡ (ن) 'بر' نہیں ہے § نصف شب ¶ (ن) تلاش

بیاکان کار کے ذیرد فلک تنگ
که عیسی از سر سوزن* برون شد

در دو سه روز به بیابانه که سه† منزلے اکبرآباد شہریست قدیم و آبادي شرفاست، غریبانه وارد شد، و بیکسانه بر در مسجدے نشست —

باپ کی نظر حقیقت اثر کا ایک نوجوان پر اثر خاص

(حکایت) سید پسرے، لاله رخسارے، خوش پر کارے‡، بنظر در آمد، چشمے چراند§ و از جذبهٔ)(کاملش بسوے خود کشید، تغیرے در احوال آن غیرت پري راه یافت، چون پریدار || بے هوش افتاد، و سر در پاے این دیوانه وش نهاد - عزیزان فهمیدند که حال پسر که♂ دگر گونست، از تاثیر نظر درویش جگر خون است - گفتند که "رحمے بر حال این جوان کن" - دم آبے طلبید و دعاے برو دمید - چوں آب از گلو فرو ریخت♀، آن پسر بخود آمد و معتقدانه زانو زده⊠ گفت، "اگر چندے مهمان من باشند و قدمے که بردارند، بر چشم نیاز مند گذارند، عین بنده نوازیست؛ و گر نه در عالمے که حضرت تشریف دارند، ناز پیش نمی رود، که آنجا بے نیازیست" - فرمود که

---

* از سر سوزن برون شدن کنایه از راه مشکل گذار بآسانی رفتن
† سر ‡ سهله بر آمده جوان § نما می کرد
)((ن) جذب || بمعنے دیوانه ♂ (ن) 'که' نهیں هے
♀ (ن) رفت ⊠ بمعنے دو زانو

"در عالم دوستی مضایقه ندارد - اما من* بسرپا نشسته ام† فردا رفتنی در پیش دارم - حاضران گفتند "ما تابع مزاجیم' مبالغه کردن سوء ادبست' لیکن این قدر هست که اگر بخانهٔ این پسر تشریف شریف ارزانی فرمایند' و چیزے تناول نمایند' دور از عنایتے نخواهد بود"—

چون پاس عزت اکابران آنجا منظور داشت' گفت "قبول است' اما خاطر فقیر گاهے شاد و گاهے ملول است' کسے متعرض احوال نشود" - گفتند "چه یارا' و کرا گوارا' اگر خلاف مزاج به ظهور آید' این سعادت بشقاوت گر آید" - غرض که آن جماعت بخانهٔ پسر برد و این مرد هم آنجا چیز خورد - اتفاقاً همان شب شب‡ که خدائی او بود' پارهٔ از شب گذشته' با که خدایان شهر پیش آمد و گفت "اگر حضرت هم قدم رنجه فرمایند و رونق بزم عروسی افزایند' موجب سر بلندیست" - گفتا "مبارکست' اما افسوس که خدائی مانع خدا پرستیست⊙" —

شادي کی مذمت

(فائده) اے عزیز نمیدانی که لفظ داماد' مرکب است از دام و کلمهٔ آد' که فارسیان براے نسبت آرند♈ از عالم آباد و نوشاد؛ یعنی هر که کدخدا شد' گرفتار دام بلا شد: من مردے ام وارسته' و چون

---

* (ن) 'من' نهیں هے   + آمادهٔ رفتن   ‡ (ن) 'شب' نهیں هے   ⊙ (ن) رسی است   ♈ (ن) می آرند

برق ازان دامگہ جستہ، مرا باین کارها چہ کار؛ برو کہ آدم درین امر ناچار است، بندہ نیز در ابتداے جوانی از شراب عیش مست بودم، آخر غیر از خمار کہ رنجیست* حاصلے ندیدم؛ چون خداے عز و جل ازین گرفتاري رهائیم داد، خود را بمسمار† دوختم و بسان شمع بر سر یک پا سوختم: اکنون تودۂ خاکسترے بیش نیستم، دل کجا کہ هوس انگیزد. دماغ کوکہ فقیر بہر تماشا برخیزد. ازین مشعلہا کہ همراہ تو اند، بوے فتیلہ می آید. تو کہ غزالے عجب است، کہ رم نمي کنی، اگر فہم درستی داری، بکنہ این نکتہ برس کہ "اللہ بس باقی هوس"—

نوجوان کی وارفتگی اور بیوی سے بیزاري

الحاصل آن پسر بخانۂ عروس در آمد و این فقیر لاؤ بالی از شہر بر آمد. در مدت یک و نیم روز بہ اکبر آباد رسید، و با دل جمع در خانۂ خود وا کشید—

میرعلی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سر گردانی

(حکایت شوق) وقتی کہ آن جوان گل رخسار و آن سروقد رو رفتار، آگاہ شد، کہ درویش دل آگاہ شد عروس را بخانہ آورد و آنجا آب هم نخورد، یعنی همان دم اشک ریزان، افتان و خیزان، سر بصحرا نہاد و قدم در تلاش او کشاد. هر کرا در راہ میدید، احوال درویش می‌پرسید، گاهے این طرف، گاهے آن طرف می شتافت. پا سبزے‡ کہ از و

---

*(ن) 'کہ رنجیست' نہیں ہے † یعنی محکم ‡ یعنی راهبر

نشان دهد، نیافت، ناچار آهے از جگر برکشید و گفت اے خضر راه چون من نابلدے رو نهاے تو هر طرف سرگردانم، از طرفے بر آ، از خاک بر گرفته باشی، اگر بدین افتادگی دستگیری نمائی، گنجے یافته باشم، اگر در این خرابه به نظر درائی، جیبے که گل درو می انداختم، چاکست؛ سریکه بر بالش ناز داشتم، برو خاکست؛ رحمے که پائے رفتنم کوتاهی همی کند، لطفے که جز آوارگی کسے همراهی نمی کند، وقت است از لطف بے پایان در یاب، خورشیدی، آخر بر ذرهٔ خود به تاب، چه واقع شد که آسودگی از من رو بتافت؛ چه پیش آمد که آوارگی مرا دریافت- (لمصنفه)

سخت در کار خویش حیرانم
چه بدل خورده من نمی دانم

چون گرد باد وحشت آماده ام، مگر از طاق دلت افتاده ام* هر چند از کم پاے خود در آزارم، اما هنوز سر توقع میخارم+؛ گر بدشتم، آوارهٔ را غم‌ور بکهسارم سنگداغم؛ رحسارم که بر گل تر‡ ذوا حوانی کردي، از تاب آفتاب تفسیده، چشمم که بر غزال سیاهی زدی¶، قریب به سفیدي رسیده. تو آفتابی، و من سایهٔ اُفتاده، تو سوار دولتی ⌘ و من پا پیاده؛ از هر غباري که بلند می شود، منتظر تو می باشم؛ چون بچشم نمی آئی، ناچار از ناله گلو میخراشم؛ تو تمام

---

* یعنی فراموش شده ام + یعنی امید دارم ‡ بمعنی کفایه کردن ¶ فخر کردن ⌘ یعنی امیر کلان

اجزاي يعني کاملی، از حل غافلان چرا غافلی - ناله می کشید و راهے میرفت، گاهے می ایستاد و گاهے میرفت - که ناگاه پیرے از پس پشت رو نمود و زبان به لطف و نرمی کشود که "اے جوان کرا میجوئی و اینها چیست که می گوئی علی متقی در اکبرآباد است بر و دست پا چه مشو*" - چون این مژده بگوش او رسید دلے که در سینه قرار نمی گرفت تسلي گردید - قدم به آرمیدگی در راه نهاد، لب به اداے شکر الهی کشاد —

نوجوان کا آگره پهنچکر باریاب هونا

شب درمیان داخل شهر مذکور شد نشان حویلی نام برسان رسید و بقدمبوس مستعد† گشت - اشک شادی برخسارهٔ او که رنگ مهتابی داشت دوید رنج نا کامی براحت حصول کامی که در خیالش نبود، انجامید - درویش جگر‡ ریش نظرے برجمالش کرد که همان نظر پاک صاحب کمالش کرد؛ لطفے فرمود، که به تحریر نمی گنجد دلدهی کرد که به گفتن راست نمی آید - سرش در کنار کشید و از لطف بے اندازه پرسید که "اے میر امان الله! بسیار در آب و آتش¶ بودي، یعنی گرم و سرد زمانه آزمودي، غم جدائی اقران نخواهی خورد خانهان من خانهان تو من و غلامان همه ازآن تو خنکی که طرفه دریاے بجوئی خوش بستد شادیکه چوں سرو دامن

---

* یعنی مضطرب مشو † (ن) مستسعد ‡ (ن) دل
¶ (ن) آتش و آب

بالا زدہ برجستہ باید کہ دل جمع کنی، و دروازہ را بر روے خود کشی، چندے بخود فرو روی تا خدا را سوے خود کشی—

دنیا فانی اور جسم ناپائدار ھے- اس پر ارشاد مرشد

(فائدہ) بشنو کہ وقت دلخواہ است، و نکتہ ها در راہ؛ جامۂ کہ عبارت از جسم باشد، عاریتی است، لباس عاریت را پاک باید داشت و جان را کہ اشارت با تست، در بند این و آن نباید گزاشت (لمصنفہ)

پاس جان کن تن ندارد اعتبار
قالب خاکی مزارے بیش نیست

خود را مبین و در خود تامل کن، نظر بر خدا دار و توکل کن، نیازے بهمرسان کہ نماز دوام بکار نمی آید؛ گداختہ شو کہ دل بیگداز کاری نمی کشاید- بخود سپردن* عیب است، کارها را بخدا سپار، و از خود زبون ترے را، هم بدست کم بر مدار، غرور بد نمود است: زینهار زینهار از و رو بگردانی، مشق نیازے کن کہ بدل چسپیدنی بهمرسانی تا توانی علائق را بر گردن خود مبند، بعبث خود را زیر این بار مپسند، دل از نقش غیر بہ پرداز، تا خانہ را رفت وروب نہ کنی قابل مهمان نشود، با موافق ونا موافق بساز تا آدم اخلاق پیدا نہ کند، انسان نشود- رفتگی+ با همہ کس کن کہ همین مذهب درویش است؛ چون غریبان بسر بر، کہ رفتنی در پیش است؛ عالم پرسگاهیست آنجا رسم دیر ماندن نیست؛ عالمیان

* مغرور شدن + بمعنی سلوک

ماتمیان انده برائے تسلی ایشان دمے بایست؛ این دشت خوفناک است، این جا مار و مور* بعصا راه میرود، در فکر زادره باش که قافله ناگاه میرود۔ خواهی که صحیح بر آئی، ازین بیمار خانه آب حکیمانه بخور، طعام پرهیزانه —

فقر اور غنا کا فرق و امتیاز

(نکته) فقیر آنست احتیاج به چیزے که داشته باشد نداشته باشد، و غنی آنکه مهلکت عدم بغیر از+ خود گذاشته باشد‡ فقر بها می افتد ''الله غنی و انتم الفقراء''۔ بدانکه درین چمن یک گل تر است اما به هزار رنگ جلوه گر است؛ یعنی یکے است دلدار و جلوه ها بسیار۔

معشوق در حقیقت گر بنگری یکے است
هر کس به جلوهٔ دل خود شاد می کند

یکے را به بین و یکے را بدان
یکے را بجو و یکے را بخوان

دوئی کجا ست ز نیرنگ احولي بگذر
که یک نگاه میان دو چشم مشترکست

برو چیز بخور و بخواب، که از گرد راه رسیدهٔ، پا را بفراغت دراز کن که محنت بے حد کشیدهٔ۔ به غلامے اشارت کرد که بالش نرم زیر سرش بگذارد و خود را در هیچ وقت از خدمت او معاف ندارد —

---

* کنایه از جاے خطر ناک
+ (ن) 'از' نهیں هے
‡ (ن) 'باشد' نهیں هے

نوجوان کی تکمیل ریاضت و شهرت، عروس نوکی دق میں وفات

حاصل که آن عزیز بفراغت دل می ماند و پدرم برادر عزیزش می خواند: صبح و شام بخدمت درویش آمدے، و کسب کمال کردے۔ یک لحظه از مراعات خاطر او غافل نمی بود، هر روز درے از مقامات درویشی برُخش می کشود۔ به اندک مدت فقیر کامل شد، کارش بجاے کشید که اگر چشمک زدی، عجائبات نمودے و اگر آستین افشاندے، کرامت ظاهر شدے۔ اقران او چون خبر یافتند، مشتاقانه از وطن شتافتند۔ همسرش برنج باریک* مبتلا گشت و بعد از چندے ازین عالم در گزشت—

القصه آوازۂ درویشی این مرد بلند شد، خلق برو گرد آمدند: عزلت گزید و در ملاقات مردم مصلحت ندید۔ چون سالے برین بگذشت، پدرم گفته فرستاد که اکنون در فیض بروے عالمیان باید کشاد۔ شام که از حجرۂ خود بر آمد، باندازیکه سلک تر آمد، درویش را سلام داد و در قدم افتاد۔ گفت اے سید عجب سکۂ درست† مردي که سکه بزر کردی‡ هوس آدم را سگ روے یخ ⌶ می نماید، و نفس سر کُن⊙ سر شخ⚲، توسنگ قناعت بر شکم بستی و تمنا بر تمنا شکستی۔ ع:

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

---

* یعنی دق † یعنی وضع مضبوط ‡ کار خوب
سر انجام کردن ⌶ یعنی مضطرب ⊙ فتنه ⚲ سرکش

میر صاحب بعمر هفت سالگی اور نوجوان کی رفاقت و صحبت

من دران آیام هفت ساله بودم، با خودم مانوس ساخت و در گریبانم انداخت، یعنی با مادر و پدرم نگذاشت و بفرزندی خویشم برداشت؛ لمحهٔ از خود جدایم نمی کرد، و بناز و نعم می پرورد- چنانچه روز شب با او می ماندم و قرآن شریف، به خدمت او می خواندم —

(نقل) روزے برائے سیر جمعه بازار رفته بود، نظرش بر پسر روغن فروشے اُفتاد، جوان چربے* بود—

نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر

دل از دست داد، پائے ثباتے که داشت از پیش رفت، یعنی تاب نیاورد و از خویش رفت- چون روئے دل+ ازونديد، دست بدل‡ بر گردید-هر چند به ضبط خود می پرداخت، اما دل بیتاب باو نمی ساخت- دست بر دوش غلام داشتے تا قدم بر زمین گذاشتے - بدین سان راه می رفت، با خود می گفت، اے عزیز! کسے این چنیں بد میبازد که تو باختی: و خود را رسوائے کوچهٔ و بازار ساختي- یا آن عنان داری، یا این بےاختیاری! - حرکتے که تو کردي، از طفلے نشود، راهے که تو رفتی، کورے نرود- دل همچوچیزے نبود که کسے تواضع طفل ته بازار کند، دل تفتهٔ کسے شدی

---

* دولتمند + یعنی التفات ‡ یعنی بے قرار
(ن) بر دل نهاده

که در آفتاب گرم * بیرون نیامده؛ وارفتهٔ † شخصے گر دیدی که درپئے دل گامے نرفته - این چشم گریاں تر شود، گوئی که منتظر بود، همین که دید بدل چسپید‡- و این دل طپاں تر گردد هماناکه بهانه می جست، همین که دیدهٔ من واشد، طپید - چشم را تا کے نگهدارم، از دل تا کجا خبر دارم، درجوانی چشم نه کشودم، اکنون پر افشانی نمودم۞، اگر خود راجمع مي کنم دل از طپیدن قیامت می انگیزد، وگر بضبط می پردازم، اشک سیلاب سیلاب میریزد - حیرانم که چه سازم و چه تدبیر نمایم، تا این گرهٔ سخت از کار خود کشایم، چاره بجز توجه پیر۞ نمی بینم، هرچه بادا باد، میروم و می نشینم - بهماں حالت تباهے، دردیده اشک، و بر لب آهے، نزدیک بنماز شام، دست بر دوش غلام، در صحبت درویش آمد - حاضران برائے او جا کشادند۞ -اشارت کرد،تادر صدرمجلسش جا دادند- گفت که اے برادر کجا بودی ؟ امروز دیر تر روے نمودي- عرض کرد که برائے سیر جمعه بازار رفته بودم، فرمود مگر نه شنیده بودی (لمصنفه)

مستمند عشق میداند که سوداے کند
دیدن طفلاں ته بازار رسوا می کند

برو، از تاریکدان خود تا هشت شبانه روز بیرون میا؛و سر این داستان زینهار مکشا - حق تعالی کریم است، شاید که اورا

---

* از خانه † یعنی عاشق ‡ یعنی علاقه پیدا کرد
۞ تقلید جواناں کردن ۞ (ن) درویش ۞ یعنی تعظیم کردند

بیارد و ترا عزیز نگہدارد —

لڑکے کی بیتابی و سرا سیمگی

اتفاق چنین افتاد، که هنوز یک هفته نشده بود که شامگه آن ماه دو هفته از منزل خود برآمده و بے تاب بر دکان نشست. پا دکانئے* استاده بود، پرسید چه حال داری که امشب برنگ دیگر بنظر می آئی، وبیقرار ترسی نمائی ؟- گفت حالتے که می کشم، نمی توانم برزبان آورد، اماترا آشنا میدانم، اگر باتو گفته شود مضایقه ندارد - امروز روز ششم است که درویشے ازین راه می گذشت، چشمش برعنائی من اُفتاد، ساعتے بخود فرو رفته باستاد، من که پیش خود برپا بودم†، ملتفت نشدم، تا چار دم سرد، ازدلگرم برآورد ورفت. حالیا صورت او از نظرم نمیرود، و خیالش از خاطر من محو نمیشود ؛ اگر بیدارم شوقش نمی گذارد و گر در خوابم چشم بر نمی دارد. چه سازم و دل را بچه پردا زم؟- نامش از که پرسم، نشانش از که جویم، ره را بکجا برم، غم را بکه گویم ؟- گفت، آن درویشے است نام بر آورده، مردے است بخود نسپرده، خلقے بر آستانش رو نهاده، عالمےدست ارادت باوداده، برادر خورد علی متقی که مشهور آفاق است ودر زیر این سقف منقش طاق- آستانۀ او که خاکش تبرک میبرند بیرون شهر پناه متصل عیدگاه است، همراه من بیا و از بند غم برآ - غرضکه آن مرد

---

*دلال † یعنی مغرور

کم بغل* جوانرا بحضرت پدرم آورد - حقیقت حال شنیده گفت که آخر عشق بے پروا حیف† بے پروائی گرفت - ایها بغلامے کرد که برود، و با برادر عزیز بگوید که بیا، مطلوب تو ترا می جوید - هر گاه این اشارت مع‌البشارت بآن جگر خسته، در بروے خود بسته ، رسید، دست افشان و پاے کوبان از کلبهٔ احزان بیرون دوید - نخستین سر نیاز را بپاے بوس پیر بر افراخت - آن‌گاه دست شوق در بغل جوان انداخت، یعنی بکام دل در بر کشید و آن نخل مراد را بمراد خود دید - پیر هر دو را دست بسر کرد تا بطور خود بنشستند‡ - چوں صحبت در گیر شد و سر حرف وا، درویش گفت که اے جوان رعنا! من فقیر ام و دل بے مدعا دارم؛ وابستهٔ زلف خود ام، نخواهی دانست، خدا داند که سررشتهٔ دل در کجا بند است؛ و این جان سراپا§ خواهش، براے چه آرزو مند - زینهار برخود نه جنبی¶ و حرف بسر زلف□ نزنی، مبادا که افسوس کنی - درویشان اگرچه از دائرهٔ سپهر واژون بیرون اند، اما ایشان را بیک پرکار نمیگذارند، || یعنی احوال ما مردم مختلف است - برو که رنجے کشیده باشی - گفت که رنجے کشیدم لیکن گنجے یافتم - جاروب کشی این آستان را شرف می دانم - اُمید که محرومم نه گذاری و چشم لطف از من برنداری - هر صبح می آمد و می نشست، کمر خدمت بر میان جان می بست —

---

* کم مایه † بمعنی انتقام ‡ (ن) بنشینند و باهم گپ زنند
§ (ن) همه ¶ یعنی مغرور نشوی □ یعنی نیاز سخن نکنی
|| یعنی بیک طور نمی گذارند

یکے درویش در حالتے نشستہ بود، جوان بسر وقت او افتاد، جوان عزیزش خواند و برابر خود بہ نشاند۔ نظرے در کارش کرد، کہ بکام دل رسید۔ و بہمان لقب شہرۂ عالم گردید۔ اکابران شہر عزتش می کردند، مریدان خاص رشک برو می بردند۔ آخر برو حالتے طاری شد کہ بے دہل* رقص میدان معنی شد آرے، چون نظر درویشان اثر می کند، خاک ناچیز را زر می کند—

میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عقیدت

(حکایت) درویش جگر ریش، یعنی عم بزرگوار، در هفتہ یک بار، برائے دیدن فقیرے "احسان اللہ" نام کہ بادشاہ خود بود، می رفت۔ چار دیواری سیم گل† کردہ، بکمال پاکیزگی، در بند دیوارهائے بلند، مشہور بہ تکیۂ فقیر، آن طرف عید گاہ اکبرآباد، داشت۔ بر دروازۂ آن دل برشتہ، این دو مصرع بزر نبشتہ :—

خاطر آسودہ خواهی راہ آمد شد بہ بند
چاک در پیراهن دیوار از دست در است

هرکہ در او را میزد و آواز می داد، خودش می آمد و لب بہ جواب می کشاد کہ احسان اللہ در خانہ نیست، زود برو، این جا مالیست—

---

* بے دہل رقص کنایہ از پہلوان زبردست
† یعنی سفیدی

میر صاحب چچا کے ساتھہ اُن بزرگ کے ہاں جاتے ہیں

یکے عم من قصد دیدن او کرد و مرا همراہ برد - چوں نزدیک به دروازہ رسید، همان جواب شنید، یعنی احسان الله درخانه نیست - این مرد گفت، اگر احسان الله نیست، امان الله است - خندید و در را وا کرد - جوانے دیدم: شیر اندام، خورشید سوار، هیبت حق از جبهۀ او نمودار: چادر یزدی بر سر، آفتابی در کمر، چشم سرخش: آب چشم از عالمے گرفته، شیر از عشق الهی بر درش خوابیدہ، مصافحه به میان آمد - در سایۀ اراک* بے تاک بنشستند و احوال هم دیگر گرفتند - گفت که اے میر امان‌الله من که در بروے خود کشیدہ ام، آدمی باب صحبت نه دیدہ ام، دل ترا بسیار میخواهد، تا نمی آئی میکاهد - بارے این پسر از کیست؟ گفتا، فرزند علی متقی و† گریبان انداختۀ عاصی است - فرمود که این بچه هنوز سوزہ بال است‡—

درویش کی پیشین‌گوئی میر صاحب کے حق میں

اما چنیں معلوم می شود که اگر بخوبی پر برآورد، بیک پرواز آن طرف تر آسمان خواهد رفت - باین بابا بگو، بدیدن درویشان همت بر گمارد که ملاقات ایشان برکت بسیاری دارد - پارۀ نان خشک در آب تر کردہ بخورد من داد، طعامے باین لذت نخوردہ بودم، هنوز ذائقه من بیاد او خمیازہ می کشد و مزۀ او فراموش نمی شود—

---

* بمعنی درخت پیلو † (ن) و در ‡ یعنی نو برآوردہ

پند و موعظت درویش

(نکته) گفت که اے یار عزیز! معرفت الهی، غزال وحشیء این صحرائے پر غبار است، و جسم آدمی مرکب و جان او شهسوار، اگر صید شد، از ضایع شدن مرکب چه میرود، و گر مرکب رو بعدم کرد و آن صید هم رم کرد، حسرتے دست بهم میدهد که عذاب الیم تر از و نباشد - عذاب قبر عبارت از همین حال است —

(موعظه) بیا و بگذر از غرور و هوس، نفس شوم سگیست هر زه مرس،* اگر بگفتهٔ او راه رفتی، بریسمان او بچاه رفتی،+ و گر بخود کشی‡ از خود بگذری، راهے بسر کوچهٔ آدمیت بری - نادان قباحت طول امل را در نمی یابد، عاقل از پئے خود ریسمان نمی تابد♂ —

(نکته) آسمان خیمهٔ شب بازی است، اشکال عجیب و صور غریب ازین پرده برون می آیند و می روند - این آمدن و رفتن باختیار شکل و صورت نیست، سرشتهٔ کار بدست دیگرے هست - دل بدنیا نه نهی که دنیا زال بے حفاظیست⊙، چون پدر از میان میرود، هم بستر پسر می شود - کسانیکه اهل سیرت اند و غیرت دارند، مطلقاً روے توجه باین نمی آرند - (حرفهاے فقیرانه) شیطان ریائی، از راه خود نمائی، باین عمر کوتاه که تا چشم بهم میزنی، بپایان می رسد،

---

* بمعنی رس و هرزه مرس بمعنی هرزه گرد —
+ یعنی بسبب او ببلا گرفتار شدی ‡ جهد بلیغ
♂یعنی دشمنی خود نمیکند ⊙یعنی بے شدم

خر خود را چه قدر دراز بسته اند، * و در چار دیواری عناصر، که عبارت از دنیا باشد، و از سر او زود باید برخواست، چون خشت چسان مربع نشسته اند، بمعنی بے خبر و بظاهر هوشیار اند، یعنی از ته کار خبر ندارند، خلوت با صفاے ایشان، سراسر کدورت است - ملاقات با چنین مردم، چه ضرورت است - شایسته صحبت آن بینوایان برگ بندند که بار سایهٔ درخت هم بر خود نمی پسندند؛ یا آن فقیران برهنه تن اند که با خدا در یک پیرهن‡ اند؛ یا آن پهلوانان نطعی پوش اند که در جهاد نفس اماره می کوشند؛ یا درویشان جگر ریش، بیگانهٔ یار و خویش، سر هاے نیاز بر خاک، چون آب رواں پاک، شیران این آجام، ☽ خون دل آشام، بحرند و نمیجوشند، سیل اند و نمی خروشند؛ خاک شویان سر کوچهٔ محبت، نمد مویان بیابان وحشت، بندگان با خدا واصل، دور گردان نزدیک بدل، دل دادہ گان جلوهٔ یار، خاک اُفتادہ گان سایهٔ دیوار، آشنایان بحر حقیقت، مجردان بادیهٔ طریقت؛ آوارگان بمنزل رسیده، آفتابے از سایهٔ شان دمیده؛ خاک نشینان بر فلک رفته، عزلت گزینان نام گرفته؛ ☋ آشفتگان دشت مهرو وفا، غنچهٔ خسپان گلزار حیا؛ سنگ سخت بالین سر، علامت شیدائی در بر، سنگ بر شکم بندند و ننالند، نان خود را بر شیشه نمالند؛ △ طعام لذیذ اگر دست دهد، بسوے

---

* یعنی مغرور اند ‡ یعنی متحد اند ☽ بمعنی بیشه
☋ یعنی مشهور △ یعنی حریص نیستند

او نگرایند٭ نان جوان* را بنان خورش پیر تناول نمایند: طرفه زرد رخسارانند، فام برگشته بیمارانند؛ مزاج غیوری دارند، برای دیدن کسے که می میرند، بسوے او نمی بینند۔ در سر غرورے دارند تا تیغ ناز معشوق نه نشینند، از پا نمی نشینند۔ محبوب حقیقی که متحد با اویند، از کمال شوق روز و شبش میجویند۔ جنگ آورانند که به هفتاد و دو ملت سر بسر کرده اند† کیمیا گرانند که خاک ناچیز را هزار بار زر کرده اند۔ متصرت این کارخانه درویشانند، یعنی هر چه هستند٭ همین ایشانند۔ آنچه خواهی٭ دست بدعا افراشته میدهند٭ یعنی حاصل هر دو جهان دست برداشته میدهند۔ سخن درویشان بگو، همت ازیشان بجو تا باشی ازیشان باش (یعنی ازان درویشان باش) راه دریاے لنگر دار حقیقت که قفل است‡، کلید آن زبان ایشان٭ سجاده بر آب افگندن و بے اندیشه رفتن تصرت درویشان—

چون شام خندید♂ گفت ای یار عزیز! نماز مغرب رسید، اگر چه دل نمی خواهد که ترا دل دهم♀ اما پیش از غروب آفتاب و طلوع که وقت خضوع و خشوع است٭ نمیتوان نشست: برو، سلام من بعلی متقی حواهی رسانید۔ دست بسر کرد و در را بر بست۔ عم من از آنجا که آمد٭ پیش پدرم رفت و سلام فقیر گفت۔ هر دو دست را بسر برد و فرمود که دیدن

---

* نان گرم † یعنی صلح کرده اند ‡ یعنی راه بسته است
♂ یعنی شام شد ♀ یعنی رخصت کنم

احسان‌الله را احسان‌الله باید شمرد و میرفته باش و سلام من نیز می گفته باش-روز چهارم دست مرا گرفته باز بدرش رفت و دستک زد؛ آواز داد که در خانه نیستم-گفت، اگر نیستی بارے کیستی که بخانهٔ آشناے من جا گرفتهٔ ؟-خنده کرد و در را گشاد - سعادت عجبی دست بهم داد ' یعنی * سخنان نغز شنیدیم ' و لطف بسیاری ازو دیدیم-گفت که اے یار عزیز عشق از روزے که مرا بر کار بسته است † و نقش محبت درست در دلم نشسته ' هیچ چیز اینجا بچشم من نمی آید و دل مطلقاً بدنیا نمی گر اید-تجرد پیشه‌ام ' بے اندیشه‌ام ' اگر عالمے برهم خورد ؛جمعیت خاطرم پرا گنده نشود - واگر آسمانے بر زمین بیفتد، دلے که دارم، از جا نرود-هر گاه چشم می بندم، نظر بروے کسے می کشایم ' که از گل صد پرده نازک تراست یعنی از نگاه گرم رنگ می بازد ' چوں سر بگریبان فرو می روم ' تماشائے دلبرے می شوم ' که جلوهٔ او از برق هزار مرتبه شوخ تراست-یعنی دمے بادلم نمی سازد-محشر خرام من اگر خرامد ' عالمے ته و بالا گردد - بلند بالائے من ' چوں قد بر افرازد ' قیامت برپا شود - خاک راه او شو که سران را تاج سر گردی ' پائمال او باش که سرمهٔ چشم اهل نظر شوي-دلے بهمرسان که اوپسندد ' جانے پیدا کن که باو پیوندد - دست بدست به از خودی ده که ازین راه ' این راه دور دست بدست‡ است ◗ ' زینهار دست بر سردست منه Ω که چوں دست

---

* (ن) بسے † یعنی مرا مقرر کرده است ‡ یعنی نزدیک
◗ (ن) آید Ω یعنی بے کار مباش

و پاخشک شوند ' راه پست است—

(نکته) اے یار عزیز ! مرگ عجب استحاله ایست که در پیش است ' از خصمانهٔ خود غافل مباش ' یعنی خود را به چشم دشمن به بین که دوستی همیں است-حال جان هشیار' بعد مفارقت بدن' حال مستی است ' معشوق در کنار ' چون آنجا تجدد امثال نیست ' پس از روزگار دراز ' آن مستی که عبارت از لوث دنیا باشد' زایل شود ؛ دفعتاً ذوق وصل را در یابد-و اے بر حال جان نا آگاه که ازین عالم دور افتد و بآن عالم نسبت نداشته باشد ' متاسف بماند ؛ همین دو حال را عارت دوزخ و بهشت میخوانند —

(موعظه) اے یار عزیز ! دل اگر درد خور است در خور است ' غم اگر دل خور است ' شایسته تر است ؛ دل محزون می جویند نه شایستهٔ طرب ؛ جان درد ناک میخواهند نه درمان طلب ؛ روے نیاز بسوئے او آر که بے نیاز است ' کارها را به او سپار که کار ساز است ؛ پارا در دامن کش ' و توکل کن ' سر را بگریبان انداز و تامل کن ؛ اگر جان به نیاز آید عنقا است ' دل اگر گداز شود ' کیمیاست - (لمصنفه)

مدعا نایاب و راه جستجو دور و دراز
پا بدامن همنشیں ناچار میباید کشید

(نکته) اے یار عزیز آں معشوق یکتا پیرهن ' بهر رنگے که میخواهد ' جامه می پوشد- گاهے گل است و گاهے رنگ ' جائے لعل است و جائے سنگ ؛ بعضے از گل دل خوش می سازند ' برخے با رنگ عشق میبازند ؛ جمعے لعل را معتبر

میداند ' جماعتے سنگ را خدا می خوانند- هشیار ! که این مقام منزلة الاقدام است ' چشمے باید کے بر غیر او وا نشود ؛ دلے شاید که از جائے خود نرود' دشمن و دوست همه از اوست که دلها در تصرف اوست؛ هدایت و ضلالت هر دو مظهر اویند' مست و هشیار همه اورا میجویند- محراب از ابروے او پیدا آمد ' میخانه از چشم او هویدا شد؛ مناجاتیان عبادت و طاعت گزیدند ' خراباتیان جام برسر کشیدند ؛ در محراب به اقامت خم باید شد و در شیره خانه * با حال در هم ؛ یعني مراعات هر شان لازم ؛ و پاس هر مرتبه واجب —

(نکته) اے یار عزیز ! هستی واجب محتاج برهان نیست-

هر که بر حق دلیل می گوید

بچراغ آفتاب می جوید

همین که آفتاب بر آمد ' روز شد' اگر مالکے درمیان نباشد' فلک بیفتد ' جبل نه ایستد ' خور نتابد ' مه نشتابد ' آتش نسوزد ' هوا نه سازد ' ابر نبارد ' برق نتازد ' آب نرود ' گیاه نشود ' گل ندمد ' چمن نخندد ' ثمر نباید ' شجر نپاید- حق سبحانه تعالی را که کریم می گویند ' نظر بر غلبهٔ این صفت ' سررشتهٔ بندگی از دست نباید داد ' که آنجا صاحبے است ؛ وقتے که می نوازد ' خاک را آدمی می سازد- دمے که به بے نیازي پردازد' آدمی را خاک- پیغمبر ما که در شان اوست " لولاک لما خلقت الافلاک " تمام تمام + شب نماز خواندے

---

* یعني میخانه   + (ن)تمام نہیں ہے —

و این همه ایستادہ ماندے که قدم مبارکش آماس بهم رساندے- کسانیکه میدیدند، می گفتند یا رسول الله چرا کار راہ بر خود تنگ گرفتۂ ؟ تو آنی که عالمے را از بند غم وا رهاندی- متبسم شدے ، و فرمودے ، چه باید کرد ، عالم بلد گیست - عزیز من! نسبت بندگی و صاحبی بسیار نازک است بندگی پیش آر که از روئے صاحب شرمندگی نه کشی —

صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اُس کو نصیحت	سخن اینجا رسانیدہ بود که جلوداری از صوبه دار شهر رسید و نیاز او التماس نمودہ، گفت که نصرت یارخان برائے قدمبوس می رسد-فرمود

که خوش باشد، هرچند ذهن ملاقات فقیران ندارد، اما مرا از روئے او شرم می آید که بارها بر گشته رفته است ، اگر این بار هم برود، خدا داند که باز ملاقات شود یا نشود - چوں بدروازہ رسید، از فیل فرود آمدہ، دوید بسعادت پا بوسی سر بر آسماں رسانیدہ پنج اشرفی نذر گذرانیدہ گفت که " خوش آمدی و صفا آوردی " -عرض کرد که زهے طالع من که بخدمت شریف رسیدم، و روئے مبارک را بکام دل دیدم- چوں روے دل از فقیر دید، رو انداخت+ که گاهے به نگاهے این روسیه را باید نواخت - گفت که دل قوی دار که روئے تازہ داری؛ یعنی خداے عزوجل ترا اینجا بر روئے کار آوردہ است، اغلب که آنجا هم رو سفید بر آئی- شکرانۂ این نعمت رو اند اختگان را بنواز یعنی رو از

(ن) 'را' نہیں ہے + سوال کرد

سنگ و آهن مدار و روئے ایشان بر خاک میندار: از خدا رو * دار و بر خود مپیچ†؛ درکار غربا روئے کسے مبین‡ ' زینهار که از بے کسان رو نتابی' مبادا که در عرصات رو نیابی Ψ- حالا برو که یار عزیز شیشهٔ جان ونازک مزاج است وس درپاسداری این مرد لاعلاج- صوبه دار چون غریبان خاکسار پارهٔ رو بر زمین مالیده آستانهٔ فقیر را بکمال اعتقاد بوسید و رفت -

ایک گویئے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا

درهمان حال پسر خوانندهٔ ساده روے سر غوله موئے ' عودے رنگے ' سیر آهنگے' طنبور بردوش' حلقهٔ زر در گوش از آن راه گذشت - نظر فقیر بر آن افتاد' اختیار دل بدستش داد' بعم من گفت که " این را بخوان و بنشان " - چون آن پسر آمد و نشست' خود بخود این شعر آمده' قتلان را در دو گاه که پردهٔ ایست مشهور و بیگاه میخوانند' بر خواند —

بیاکه عمر عزیزم بجستجوئے تو رفت
ز دل نرفتی و جانم ز آرزوئے تو رفت

فقیر را تواجد دست بهم داد و حظ بسیارے برداشت- گفت اے عزیز امشب پیش فقیر بمان و چیزهارا که میدانی بطور خود بخوان- التماس نمود که سعادت و بر جان منت- چون شام

---

* یعنی شرمدار † یعنی غرور مکن ‡ یعنی رعایت کسے مکن Ψ یعنی عزت نیابی

قریب بود، مارا رخصت کرد و در را بر بسته بیاد الهی به نشست - شنیده شد که فقیر قصد نماز خفتن* نموده، اشرفی‌ها را زیر بالین گذاشت - خوانندهٔ سیه دل دید و بعد از ساعتے به بازار رفت، کاسهٔ شیرے درو زهر داخل کرده آورد وبمبالغه پیش از پیش بخورد فقیر داد - بمجرد خوردن شیر حالش دگر گشت، دست و پازدن آغاز نمود، یعنی زهر کار گر اُفتاد. آن بےچشم و روئے نا درست اشرفیها را گرفت و گریخت - نصف شب آه آه دلخراش فقیر خواب از چشم همسائیگاں برداشت - مضطرب دویدند، محتضرش دیدند، کسان تلاش آن‌عیار طرار بسیار کردند، چنان در پردهٔ گلیم شب پنهاں شد که به نظر کسے نیامد- چوں شب بسر دست آمد، چشم فقیر بطاق افتاد وجان شیریں را بتلخی تمامی داد - اعیان شهر افسوس کنان، پشت دست گزان بر جنازهٔ او حاضر شدند، و موافق وصیتش در تکیهٔ فقیر بخاک سپردند - هنوز آن مکان زیارت گاه عزیزان‌ست - (لمصنفه)—

فلک زین گونه خون بسیار کرد است
عزیزاں را بسے آزار کرد است

آسمان خم تنک+ عشوه هائے لاجوردی دارد، و ناز هائے هر مزی: هر روز با خاک افتاد گان می ستیزد، هر شب فتنهٔ تازه می انگیزد - کسے را بزهر هلاهل هلاک می سازد، و کسے را به تیغ ستم بخاک می اندازد- مستان شوق را باید

---

* نماز عشا   + بےحوصله

که از گردش این ایمن نشوند، تا سخت نخورند از جائے خود نرروند—

بایزید درویش کی ملاقات

(حکایت) عم مرا ذوق صحبت درویشان و شوق دیدن این جگر ریشان بیشتر بود- روزے از شخصے شنید که درویشے بایزید نام، متصل سرائے گیلانی، که بنایش سیلاب به آب رسانیده بود، در یکے از حجره هائے او، که چون دل عاشقان هزار رہ دارد، افتاده میباشد، دیدنی است- چون از و نشان درویش یافت، دلش را آرزو گرفت و همه چیز از فکر افتاد- مرا از سر وا کرده. بسرعت تمام رفت- جوانے دید، بلند بالا، با کمال استغنا، ملکے وارد این عالم، نی نی عزیز تر از جان آدم، بالش از سنگ، بستر از خاک، هر ساعت مهیاے هلاک، شکسته دل و کشاده رو، برشته جان و فتیله مو، دلداده، خاک افتاده، خود را بخدا سپرده، راهے بکام دل برده، اگر خوش چشمے از پیش او رفتے، بالاے چشمت ابرو نگفتے، با کسے بر نخوردے، به بے کسی بسر بردے- چشم را اکثر اوقات بسته میداشت و دل را بے یاد حق نمی گذاشت، نان را برغبت ندیدے، آب را از گلو بریدے، باریک بین و مشکل پسند، در لباس قلندران برگ بند- پرسید که چه نام داری، و از کجائی؟، درد مند و عاشق پیشه می نمائی!- گفتا، "این جائیم، و میر امان الله نام دارم"- گفت بنشین که با تو دمے چند خوش برارم- می گفت که

چون زبان بازی* بمیان آمد، سر کرد که اے عزیز راه‌ها بریدم، رنجها کشیدم، از خود رمیدم، در کوچها دویدم، چون ابر ایستادم، چون برق اُفتادم، عمرے سرگردان شدم، مدتے دل پریشان شدم، چندے با چشم تر گشتم، آوارۂ دشت و درگشتم، شبها نخفتم، روزها نگفتم، دست در دامن امیران زدم، سر بر دروازۂ فقیران زدم، تا آن شوخ چشم را بر من گذرے افتاد و بحال دگر گون گشتۂ من نظرے کرد :-

دیر بر سر آن غزال دور گرد آمد مرا
از طپیدن هاے دل پهلو بدرد آمدمرا

اگر می خواهی که در زمرۂ سختی کشان او باشی، باید که دل از آهن و جگر از سنگ تراشی—

با یزید کے کلمات پند | (سخنان غریب) اے عزیزاگر آن محبوب سراپا ناز پیش چشم است، بهشت جاوید: و اگر از نظر رفت، همان دوزخ عاشق نا امید- بدانکه سر کلافه پیدا نمی شود، یعنی برما هیچ هو یدانیست- نمیدانم که زاهدان ریاضت پیشه چه در سر دارند و بے خودان شوق آن مست سرانداز از که خبر- جمعی را خلش خواهشے، جماعتے را کاوش کاهشے، کسانیکه حق شناسند مبّرا از امید-و یاسند، عزیزانیکه ناخدا ینده، دلداد گان رضایند: جان عاشقان را که بتلخی کار است، خون ایشان شیرین بسیار است- رنج را بر خود گوارا کن تا شایان راحت شوی: کار را بسیار با خود

--

* مکالمه

تنگ بگیر تا بفراغت روی- دل برداشتن ازین عالم خوب است، اگر معرفت حق میسر نشود، اینهم خوبست- عمارت دنیا در گر دیدنی* است، بنائے این بر وهم گذاشته اند، طاق آسمان نیلی افتادنی است در هوایش معلق داشته اند- اگر بمقصود رسیدنی خواهی، در دلے راه کن، هرچه از دست کوته خدمتت بر آید، لله کن؛ اگر آشنائے دریائی، ته دار حقیقت نمی توانی شد، بارے بر کران باش، یعنی اگر دفعتاً بر مردن خود قادر نیستی، آمادۀ دادن جان باش- خود را از قید دیر و مسجد وا رهان؛ یعنی با خدا باش و در همه جابهان—

(فائده) عارفان دو گروه اند، مردم یک جماعت نقش دیوار اند، گوئی که زبان ندارند- یعنی حیران تازه کاری آن صنعت گر پرکار اند، دیده اند، آنچه دیده اند: فهمیده اند، انچه فهمیده اند- مردمان جماعت دیگر را چون بادام، زبان مغز دار است، یعنی هر یکے زبان دان چشم سخن گوے دلدار است هر گاه شرح طرز دیدن او می کند، هزار رنگ لب می کشاید، کیفیت مژگان بهم رونش بصد زبان ادا می نماید؛ چنانچه کمالات آن مست ناز از حد شمار افزون، کلمات این بے اختیار هم از حیز بیان بیرون- اول صحبت بود زود برخاست، رنج فقیر زیاده برین نخواست پیش پدرم آمد، و احوال او همگی بیان نمود- و گفت :—

هر گلے را رنگ و بوے دیگر است

درویشان اهل بخیه† کجا بهم می رسند، اکثرش می دیده باش-

---

* یعنی خراب شدنی　　† یعنی هم مشرب

دوسری ملاقات

یکے بعد از نماز پیشین، قصد دیدن او کرد و مرا همراه برد - درویش به عنایت تمام بر خواند، رو با روے خود به عزت بنشاند - چون خورد سال بودم، رو به عم من کرد و کلاه از سرم برداشت، یعنی متفحص احوال شد - التماس نمود که فرزند علی متقی است - گفت چه پرسیدنت، پدر این بابا مردیست کلان کار، دانا‌ے اسرار، خورشید آسمان، درویشے مشهور جهان، جان درویشی، دریا‌ے است کز و گوهر تر برون می آید - ما فقیران، کنار خشک* داریم، از ما چه می کشاید - اے پسر! بعد از نیاز من خواهی گفت که کوتاهی از شوق بے پایان نیست، شکسته پائے کوچه نمی دهد، وز بخت کم مدد نیز گذر نیست†، می خواهد که ازین خرابه سر بیرون نه نهد، تو قلندر مضبوط‌الاحوال، من به نسبت تو کوچک ابدال، در حق چون من بے سروپا‌ے بشرط مساعدت وقت دعا‌ے - طرح سخن بطور دیگر انداخت، عم بزرگوار را مخاطب ساخت - که اے عزیز همه گوش شو و سخن فقیران بشنو —

(نکته) عبادت ما برا‌ے ما ست، آنجا خدائی ست کرا پروا ست؛ طاعت ما این همه نیست که بر خود بچینم و برو تکیه کرده بنشینم؛ اگر بپذیرند، احسان بهشت‡ کنند، ما بنده ایم ور بحساب نگیرند، جز این نمی توان گفت که

---

* کنایه از افلاس † یعنی رضا نیست

‡ یعنی احسان کلی کنند

شرمندہ ایم' اینکه نفس ترا چیزے قرار دادہ شومی محض است' چون خوب بکنه خود رسی' محرومی محض؛ آن سرو ناز مائل رنگین‌رفتن خود است و جلوۂ او بهزار رنگ سر گرم آمد و شد؛ چه گمان بردۂ' چه قرار دادۂ' چه خیال کردۂ' بچه دل نهادۂ؟؛ گاهے گل در آب می افگند* گاهے گُل بر سر خاک میزند† زینهار که دل شکنی کسے نه کُنی و سنگ ستم بر شیشۂ نزنی- دل را که عرش می گویند' ازین راہ است که منزل خاص آن ماہ است :-

نیازارم ز خود هرگز دلے را
که می ترسم دروجاے تو باشد

(نکته) اے عزیز آن محبوب محبت دوست است' یعنی با عاشقان سرے دارد و با آن بے پروائی بحال ایشان نظری؛ چون مراقب میگردند' در دل جلوہ گر است' چون چشم می بندند' در پیش نظر - از هر دریکه می خواهند می آید' بهر رنگیے که می جویند' رو می نماید؛ انقباض و انبساط وابسته بحال ایشان است؛ اگر خوش می شوند' گرفتگی ازین چمن میرود' و گر محزون می گردند' غنچه وا نمی شود؛ اما طور ایشان از راہ و روش بیرون' معشوق در آغوش و دلها همه خون؛ گاهے متفکر' گاهے متحیر' قرار نمیگرند' تسلی نمی شوند- خدا داند که از خدا چه می خواهند' خواهشے ندارند و می کاهند؛ نشنیدۂ —

---

* یعنی فتنه می انگیزد † یعنی عزت می کند

(حکایت تمثیلی) که در عهد موسیٰ علیه‌السلام خشک سال شد، مردم در معرض تلف افتادند، گفتند که یا موسیٰ در جناب احدیت عرض کن که باران نمی بارد، خلق عالم تاب تعب ندارد؛ مفت هلاک میشوند و برباد فنا میروند - موسیٰ علیه‌السلام بر طور رفت، عرض داد، خطاب آمد که "گُلل خسپ* پریشان گوے دارم که در فلان گلخن افتاده می باشد باکب زدن او خوش داشتم، از چندے رو بآسمان نمی کند، و بطور خود حرف تمیزند، نزول باران موقوف برواشدن اوست"- چون ازان جناب این جواب شنید، بسوے همان گلخن شتافت - بارے آن بلا ش شوق را دریافت - مردے دید، بالاے تودۂ خاکستر، گلیم سیاهے در بر، از سرتا پا همه ذوق، مستغرق دریاے شوق، یکه بیت دیوان تجرید، فرد اول جریدۂ تفرید - بمجرد دو چار شدن زبان بکشاد که یا موسیٰ کدورت بر مزابل از چه اُفتاد، بچه دل نهادۂ که اینجا افتادۂ؟- گفتا که امساک باران است، کارے از دست دعاے+ کس نمی کشاید، زندگانی دشوار می ماند، روے نیاز بجناب پاک حق برده بودم، چنین ظاهر شد تو که سکوت اختیار کردۂ، انقباض است - تا بعادت قدیم سخن سر نه کنی، ابر را باد نیارد و باران رحمت نبارد؛ خدا را دمے رو بآسمان به نشین، چیزے بگو و این بلا را بر چین - گفت اے موسیٰ تو آن فریبنده را نشناختۂ، و بطور من دل را در راه او نباختۂ، عبارت آن طرار کنایه ها میزند، اشارتش

---

* گلل خسپ، کنایه از کسے ست که در گلخن می باشد-
+ (ن) 'دعاے' نهیں هے—

دل بصد جا می‌افگند - استغفرالله من بگفتهٔ او کے راہ میروم، اما اگر پاس رسول او نکنم کافر میشوم ، که گفته اند: ع

" با خدا دیوانه باش و با نبی هشیار باش - "

غرضکه آن مقید عشق مطلق ، و آن حیرتی کمالات حق ، رو بفلک کرد و بساط سخن را بطور خود به گسترد - که " اے سراپا فریب، واے دشمن شکیب! پیش ازین ابر و باد و باران مسخر تو بودند، اکنون حکم کش * من اند ، که اگر من خواهم گفت ، باد خواهد وزید ، و ابر خواهد آمد ، بارش خواهد شد- بلے حق بر طرف تست ، تر ادخلے نیست ، متصرف این کارخانه منم - بیا ! این فریبندگی را بگذار ، و بر حال خلایق رحم آر- دو سه بار ازین قسم سخنان پریشان گفته بود که ناگاه بادے وزید، و آبر سیاهی سفید شد ، سیلاب سیلاب بارید-اے عزیز! کدام معشوق این قدر پاس عاشق می کند - حیف است اگر تعلق بدونگیری ، و در طلب آن سرمایهٔ جان نمیری : دل اگر براے او خون شود بهتر ، جان اگر در راه او رود خوش تر : محو او برنگے شو که برنگ او بر آئی، بطریقے گم کرد که باز رو نه نمائی — رباعی :—

نے دل بخیال زلف و رو باید داد
نے جان به هواے رنگ و بو باید داد
اینجا دل راچه قدر و جانراچه محل
خود را همه او کرده با و باید داد

---

* فرمان بردار -

درین حال وقت نماز عصر* رسید، بر خاستم و باو نماز گذاردیم - بعد فراغ رو بمشرق نشست و گفت: اے میر امان الله امروز چیزے خوردہ ام که نخوردہ بودم، و دست به چنین طعامے نه کردہ بودم - عم من قدرے† گستاخ شدہ بود، گفت اے درویش مبالغه را حدے و تکلف را نهایتے است، قامتت از بار فاقها خم است، و سنگ قناعت بر شکم؛ براے یک دام آب استخوان می شکنی، نان گربه را به تیر می زنی، هر روز براے مرگ آمادۂ، با صد خرابی درین خرابه افتادۂ، کجا طعام لذیذ و کجا تو، از دهن خود زیادہ مگو - گفت: والله که من زیادہ پر و سبک پا نیستم، جائیکه احتمال دروغ باشد نه ایستم - بشنو که از صبح آتش جوع زبانه می کشید و نفس شوم چون سگ پا سوختہ‡ می گردید، یعنی می خواست که بشهر بروم و پیش کس و نا کس سائل شوم، بارے سنگ زیر سر گذاشتم، و غیرت خود را بزور نگهداشتم، یکایک موشے نیم نان خشک در دهن گرفته بر آمد و درین حجرہ شکسته تر از دل عاشق در آمد، من که بمعنی شیر شرزہ بودم، و بظاهر از فاقه کشیها گربۂ لاوہ، چون مرا دید، آن نیم نان را انداخته گریخت، نصف دل خوش برخواستم و برداشتم، آبے میسر نه بود که پاکش کنم، منتظر خضرے نشستم، بعد از ساعتے آواز سقاے بگوشم خورد، کوزۂ دسته شکستۂ خود را بردہ آب آوردم، و آن نیم نان خشک را شسته تر کردم و خوردم - خدا شاهد است که لذت نعیم بهشت می داد —

---

* (ن) مغرب † (ن) بالجمله ‡ یعنی بے قرار

عزیز من! در سخن درویشان تصنع و تکلف نمی باشد، ایشان شاگرد چرخ دولابی نیند که اگر صد کوزه بسازد، یکے دسته ندارد، در صحبت این طایفه شیشه بند کردن* سنگ بدل زدن است، زبان را نگه باید داشت که شکر آب+ ایشان شربت شہادت بے ادب می شود - عم بزرگوار از خطاب خجالت کشید، و عذر هرزه چانکی خواست - چون تنبیه یافت بر سر عنایت آمد و گفت که اے عزیز، من ترا از جان عزیز تر دارم، این قدر تنبیه ضرور بود که چانه بیجازدن‡ از ادب درویشی دور است—

همدران هنگام شب افتاد، رخصت خواستیم، گفت: خدا برو - از انجا که آمدیم، بخدمت شریف پدر رفته سلام و پیام فقیر رسانیدیم - گفت که عنایت ایشان، اگر باز با عم خود بروی، البته نیاز من هم برسانی—

تیسری ملاقات اور درویش کی وفات

صحبت سیم - بخدمت او رسیدیم، دیدیم که بیحضور است¶ و بیک پہلو افتاده، آه آه می کند - چون عم مرا دید، دم سرد کشید و پیش خواند و این بیت شفائی بر زبان راند:

پرستاری ندارم بر سر بالین بیمارے
مگر آهم ازین پہلو بآن پہلو بگرداند

پرسید که چه حالت است که این قدر ملالت است؟ گفت اے عزیز سینه ام بحدے می سوزد که گوئی در درون من کسے

---

* شیشه بند کردن=استهزا نمودن + یعنی شکر رنجی
‡ یعنی حرف بیجازدن ¶ یعنی بیمار است

آتش می افروزد؛ ناله که می کشم، زبانهٔ آن آتش است، آهے که می کنم، لائحهٔ* همان شعلهٔ سرکش -

من نمی دانم که دل می سوزد از غم یا جگر
آتش افتاداست درجاے و دودے می کند

اگر مرگ بفریاد من رسد، خوش بهشتی است و گرنه دوزخی است که نتیجهٔ عمل زشتی است - اکنون بار بستن جان فتوح است، که آمد و رفت دم سوهان روح است - شب بیخوابم و روز بیتابم، چه سازم، بچه پردازم که تا بمیرم قرار بگیرم :

روز بشب کنم بصد اندوه سینه سوز
شب را سحر کنم بامید کدام روز

بادے که می وزد، دامن بر آتش می زند؛ آبے که می خورم کار روغن می کند، دواے مناسب مناسبتے ندارد، تدبیر موافق موافقتے نمی کند، اگر بباغم ببری از سوز درون نا خوشم، ور بصحرانم بیندازی من همان در آتشم، کاش سینهٔ من بشگافند و دل و جگر را زود بر آرند، یا مرا ازینجا ببرند و زنده بزیر خاک بسپارند --

القصه احوال آن دل سوخته، جگر کباب، تا بزوال آفتاب بهمین یک وتیره بود- گاهے دست بدیوار داده می ایستاد، گاهے می نشست و می افتاد، گاهے چشم می کُشاد و نومیدانه میدید، گاهے چون ماهی بے آب می طپید، ناگاه از زبان من شنید که وقت نماز ظهر رسید- بخضوع و خشوع سجودے برد، "سبحان ربی الاعلی" گفت و بمرد —

---

* یعنی زبانه

آتش عشقش بسے را سوختست
لیک زین سان کم کسے را سوختست

عم بزرگوار با چند غلام به تجہیز و تکفین او بپرداخت و در همان حجرۂ شکسته تر از دل عاشق مدفون ساخت - از شنیدن این خبر جناب پدرم پشت دست گزید و گفت که آدمی روشے این چنین دیر پیدا می شود، صد حیف که زود رفت —

۱ نقل؛ شبے در خواب عم من آن دلسوختۂ از جهان رفته می آمد و می گوید دیدی که عشق چه آتشے درمن زد و چنانم* سوخت. چارۂ کار جز مرگ نبود، چون بے تابی جان مرا دیدند، در بحر مواج رحمتم انداختند، و با گوهر مقصود هم کنارم ساختند، یعنی تسلی گردیدم و آرام گرفتم - و بکام جان ازان نگار بهشت رو کام گرفتم - از دیدن این واقعه† وحشتے در مزاج شریف او پیدا آمد، مدتے باکس اُنس نگرفت - اکثر اوقات میگفت که بایزید عجب سوخته جانے بود. داغ جدائی او که بر جان منست، تا زنده ام، سیاهی نخواهد افگند - بر سبیل حکایت این خواب را بخدمت پدرم نقل کرد، گفت چه عجب که حق تعالی کریم مطلق است، نشنیدۂ —

(حکایت تمثیلی) که عارف نامی بایزید بسطامی همسایۂ دیوار بدیوار ترسائی بود و از چهل سال باو آشنائی داشت - او هر سحر تختۂ می زد و این می گفت که اے ترسا ازین تخته زدن، در فردوس بروے تو باز نخراهد شد، اگر نجات

---

* (ن) جانم † (ن) واقعۂ حیرت افزا

میخواهی، بیا اسلام قبول کن - یکے بخاطرش رسید که بایزید آدمی سهلی نیست، چهل سال است که دعوت اسلام می کند. خالی از چیزے نخواهد بود - سر زده در مجلس او رفته می گوید: اے شیخ تو که هر صبح می گوئی، مسلمان شو، ضامن نجات من می توانی شد؟ شیخ را حالت سکر بود، کاغذے از کاغذگر طلبید و ضامنی نجات او نوشته، داد، رفت و مسلمان شد - اتفاقاً در همان هفته فجائةً بمرد، ورثهٔ آن، نوشتهٔ شیخ را بگریبان کفن چسپانده، بخاکش سپردند - چون شیخ بخود آمد، بخود فرو رفت - مریدے باعث حیرت پرسید، گفت: در حالت مستی متعهد امرے شده ام که از عهدهٔ آن بیرون نمی توانم آمد - گفتنا دران حال ترسائے دوست روی از دست شیخ ضامنی نجات خود نویسانیده، برده بود، می گویند که مسلمان شد، و مرد - شیخ غش کرد، چون این سخنش بگوش آمد، آب بسیاری بر رویش زدند تا بهوش آمد. سر کرد که من در نجات خود تردّدے داشتم، این جگر از کجا بهم رساندم که متکفل نجات دیگرے شوم، افتان و خیزان، بگور آن نو مسلمان شده رفت. و متوجه باطن شد - در معامله اش دید که همان کاغذ بدست دارد و میگوید که اے بایزید نوشتهٔ تو هیچ بکار من نیامد، پیش از نمودن این پرچه که دست پیچ نجات خود کرده بودم؛ بطرزی کریم سوے خودم خواند که چشم فرشتگان مقرب، حیران کارمن ماند - موجب دل پریشانیء خود مشو، قلم بند کردهٔ تو این است، بگیر و برو - هر گاه کرم او بدان را این چنین در می یابد، آن فقیر خود

از خوبان روزگار بود اگر بدریاے رحمتش غوطها نخوردے، این ماجرا آب بردی —

میرمتقی کے کلمات معرفت

(سخنان نغز) اے برادر عزیز چون دانستی که آن گل همیشه بهار* بهزار رنگ بر می آید، و این چمن† رسانیدۂ اوست و این رنگها ریختۂ او؛ اگر بینا شوي، بتامل شو، وگر قدم کشائی فهمیدہ رو - در همه ذرات کائنات پر تو همان آفتاب است، اگر شناساے طرز او شدۂ دلت کامیاب است - کسے را که دیدہ و دل بینا است، می داند که حباب و موج از دریاست - حق برطرت غافل است، اگر غافل ماند، بر ساحل افتادہ از دریا چه داند - بیا که برخیزیم و از میان رویم، شاید که بکام جان همه او شویم - موسم جوانی رفت، لطف زندگانی رفت، عمر بشست سالگی کشید، پیرانه سالی در رسید، قامت خم شد، طاقت کم شد، دماغ ضعیف، جسم نحیف، روانی از طبیعت رفت و تیزی از هوش، بینائی از چشم وشنوائی از گوش؛ ذوق بیذوق، دندان بیزور، پا ناتوان، سر بے شور، موے سفید، دل نامید، رنگ و زنجیر از کمر وا کن، ایام آرایش فقیری رفت، زنجیر سر در پا کن، هنگام زینت قلندری گذشت —

(نکته) در معاش پاس مشهور کن و در معاد مراعات معقول:

---

* گلیست مشهور که بهندی سدا گلاب گویند

+ یعنی این چمن ساخته و پرداختۂ اوست

یعنی ظاهر را مطابق باطن* بیار و باطن را مطابق† عقل نما۔ اگر یار در حرم جلوه گراست، مسلمان شدن هنر است: مقصود دل اوست، از هر در یکه بر آید، دگر جلوهٔ او در دیر لاریب است، پس کافر شدن چه عیب است، منظور چشم اوست از هر جا که رونماید—

بدیر و کعبه میگردیم گاه اینجا و گاه آنجا
که مطلب جستجوي اوست خواه اینجا و خواه آنجا

(نصیحت درویشانه) باید که عزلت گزینی و چندے تنها نشینی سرمهٔ خفا در چشم کش‡ و بر هیچ چیز التفات مکن۔ نظر بر خدا دار و هرگز با کسے ملاقات مکن، بسیار با مردم سر در هوا برخوردی، وقت آنست که مژگان برهم زدی و مردی سر پیچ زدن Ω تا کجا، غفلت رابگذار، اگر دقیقه فهمی۔ سر ازین مضمون برار:

دیده‌ام در علم صحبت هاے رنگین صد کتاب
کرده‌ام یک مصرعهٔ تنها نشینی انتخاب

نمیدانم که چه میسگالی که سر زخم خود نمی مالی، پیش ازین سر گران هوا و هوس مهان، سررا از نشهٔ یاد حق سبک گردان، نظر برریش سفید شانه کاری☾ تنهائی۔قصد خرق عادت نکنی، گاؤ در خرمن زور مندی، چون خدا بستن خودرا

---

* (ن) نقل †(ن) موافق ‡ یعنی سرمه از چشم نهان گشتن Ω غنودن ☾ یعنی بفریب و تملق با کسے یاری نماے—

بغریت شهرهٔ شهر کردنست- ور بے ارادهٔ کرامتے ظاهر شود ' چون شجر شاخ بر دیوار * نکنی که ثمرهٔ آن شاخ از پشیمانی برآوردن ' شاهٔ اندازی † را فقیران عیب میدا نند ' یعنی متکبر و مغتر را آدمی نمی خوانند- وقتے که رخصت شد ' با خود قرار داد که آیندهٔ جاے فروم و روزے دوبار حاضر شوم —

حفظ قرآن عم بزرگوار

یکی پدرم گفت که اے برادر عزیز ' دماغ آخر میرود ' یعنی هر روز ضعیف میشود ' اگر صرت حفظ قرآن شود ' چه طوراست- التماس کرد که خوب ' بخاطر گزشت- چنانچه در مدت یک و نیم سال مصحف مجید را یاد گرفتند —

نقل عجیب و پیشین گوئی وفات میر متقی

(نقل عجیب) روزے باهم نشسته بودند و دور میکردند که درویش " اسد الله " نام پیراهن نیلی دربر ' و کلاهٔ نمد برسر ' وارد شد- چون دو چار پدرم گشت ' گفت که اے سیرابه‌پژ کبود جامه چرا سفر دور و دراز اختیار کردي و شداید راهٔ ' خوا بیدهٔ بر خود هموار ساختی ؟ آن عزیز دو بدو در قدم افتاد ' سرش در کنار گرفت ‡ و قریب خود جا داد- عم من حیران این اختلاط شدهٔ پر سید که این بزرگ کیست؟ گفتا آشنائے قدیم منست- حیران ترشد والتماس

---

* یعنی تکهری † غرور ‡ (ن) پیش

نمود که براے رابطۂ اینچنین ملاقات بسیار شرط استکه‌این‌مرد را گاهے ندیده‌ام.گفت که من و این مرید یک پیریم ' در دو سال یکبار بخدمت ایشان حاضر میشد-یکے سوال کردم چه شود که آثار مرگ برمن ظاهر شود' تا بکار گور پردازم و دل را بچیز دیگر مشغول نسازم ارشاد شد که هر گاه این سیرابه پژ کبود جامه رابینی'یقین بد دانی که تا سال دیگر زنده نهانی-دانسته باش فرصت عمر من بسیار کم است-عموی بزرگوار ' از استماع این کلمات سخت متالم شد و گفت انشاءالله من این واقعه را نخواهم دید ' یعنی آن روز در جهان نخواهم بود ' و این غم نخواهم کشید - دمے که با آن تازه وارد سر حرف وا شد ' نقل کرد که از چندے دوکان من نمی گردید ' یعنی سیرابۂ مرا کسے نمی خرید' شب می بیختم روز می انداختم ' دم و دودی*که داشتم' صرف خسارت شد'ناچار دل بدریا افگنده لب خشک و چشم تر ' بر خاک افتاده بودم ' ناگاه خوابم در ربود دیدم که پیر بر سر استاده است و می گوید که " اے اسدُالله! هرچند صعوبت سفر بسیار است وراه دور ' اما یکبار برخوردن تو با علی متقی ضرور ؛ درمیان من و او اشاره ایست همین که تو خواهی رسید او خواهد فهمید؛ باید که زود بروی و از کساد بازاری پریشان دل نشوی ' که چون از آنجا بر گردی ' دکانت آنچنان گردد که سیرابۂ تو تبرک گردد - برخاستم' و دوکان را بشا گرد گذاشتم و نیم نان خشک' بطریق زاد راه برداشتم باندک زمانی از جهانی بجهانی آمدم' یعنی از

---

* سرمایه

کبود جامه باکبرآباد رسیدم وترا بمراد دل مشتاق دیدم- اکنون رفتن من باختیار تست ' هرگاه خواهی گفت ' انداز آنطرف خواهم کرد- پدرم متبسم شد و گفت که اے اسدالله اینهمه بآهو سوار شدن از براے چه ؟ سیرا به ضایع نمی شود که این همه دست پاچه می شوي' از گرد راه رسیدهٔ' رنج بے پایان کشیدهٔ' اگر مشتاق ما فقیران. نهٔ' چندے براے رفع ماندگی خود بمان شتاب چیست ' رخصت هم اتفاق میشود - بغلامے اشارت رفت که فرش خوابش در حجرهٔ عم من درست کند و آب بدست او ریزد- حاصل که ساعتے از خود جدا نمي گذاشت و به لعبوئی و مزاح گوئی می داشت —

مسئلهٔ رویت میں گفتگو

(فائده) یکے آن مهمان عزیز سوال کرد که در مسئلهٔ رویت ترددے دارم' خدا خوانان دو جماعت اند' جماعتے بران است که روزے آن غیرت ماه را چون بدر کامل تماشا خواهیم کرد- عقیدهٔ جماعت دیگراینکه ادراک آن آفتاب از بصر بشر امکان ندارد- فرمود که ما فقیران را هیچ ترددے نیست' چون مقرر شد که او عین عالم است' بهر جا که نظر می افگنیم او به نظر می آید' در هر که می نگریم او رو می نماید- آن معنی بهر صورت جلوه گر است و دیدار او بشرط نظر میسر- القصه بعهد یک هفته رخصت شد و گل بانگ بر قدم زد—

بیماری و وفات عم بزرگوار

(حکایت جانسوز) صبح عید عموي من تبدیل رخت کرده بمصلی رفت ' از آنجا که آمد ' در سینه اش درد

ظاهر شد' بشد تے که رنگ رویش شکست و قرار از دل رخت بست- والد مرا طلبید و گفت دردے دارم که بکمال بےدردیست' یافته ام این درد عاقبت ندارد* ' و خفگی بمرتبه ایست که نفس تنگی می کند' غالباً جان نا توان طاقت ندارد - عباے† را از تن من بکشید ‡ که خوش نمی آید ' کُلاهم دور بیندازید که بر سر گرانی می نماید ' جانم ناتوان است ' بیمار من گران است☺-چون شام شد' آن درد عام شد' شور آه آهش بلند گشت · همگی یکدل درد مند گشت' دمے که بضبط پرداختے · خود را غنچه ساختے' گهے که از درد نالان شدے · چون گل پریشان شدے' وقتے دلش بسیار گرفتے' آه آتشناک کشیدے' دود جگر که کباب گذشته⌘ بود' بآسمان رسیدے اگر سخن را ندے · این رباعی خواندے - لمصنفه :—

وقت است که رو بمرگ یکباره کنیم
آن درد نداریم که ما چاره کنیم
بیماری صعب عشق دارد دل ما
گر جامه گذاریم☽ کفن پاره کنیم

چون پاسے از شب گذشت · کار از بے طاقتی برو تنگ شد باپیر گفت که آخر دل سختی کشیده' دیدۂ من کباب سنگ شد۞ تو خود آگاه راز این میخانۂ' اگر ته شیشۂ از عمر من باقی

---

* یعنی انجام خوب ندارد † پیراهن که زیر جامه باشد
‡ یعنی ملم تن داملدار ☺ یعنی بیماری بشدت دارد
⌘ بمعنی ازکار رفته یعنی سوخته ☽ جامه گذاشتن بمعنی مردن ۞ نوع از کباب

ماندہ باشد ، بکسے دیگر بدہ کہ دُرد نوشی باین درد کشیدن جگرے می خواهد، من ازین جان شیرین تلخی مرگ را صد مرتبہ گوارا ترسی بینم*؛ توجهي کن کہ آسان بمیرم، بخشائے کہ آرام بگیرم - آخر شب کلاہ شب پوش را بمن بخشید و چشم از غلبۂ ناتوانی بپوشید-دمے کہ شب شکست† یعنی سفید صبح دمید، جان‌المناک او برلب رسید، موذن مسجد "الله اکبر" گفت، آن بیمار شب زندہ دار بخفت ؛ یعنی دست بردل نهاد و جان بجان آفرین داد —

پیر او دستار بر زمین زد و گریبان درید و ازین واقعۂ جانکاہ الغہا بر سینه برید.مرید آتش خاک برسر،و داغ برجگر، با صد پریشانی، چنانکہ میدانی، برسمیات مردۂ او پرداختند و جنازۂ آن دردمند را درست ساختند —

عشق دردے بے دوائے بودہ است
بهر جان و دل بلائے بودہ است

هرگاہ برائے نماز استادند ، اکثرے برخاک اُفتادند ، پدرم گفت کہ اے ناواقف پاس آشنائي، دیر معلوم شد کہ بیوفائی؛ آنچنان گرم رفتی کہ‌سینۂ مراتفتی؛ یاران این چنین نمیروند، غمخواران بیمروت نمی شوند —

چہ شد آن وفا و عهد یکہ تو وعدها نمودي
بتو من چہ گفتہ بودم،تو بمن چہ گفتہ بودي

بزرگان دوش بر تابوت گذاشتند ، یعنی بعزت تمامش

---

*(ن) دانم †آخر شد

برداشتند، آه پیر برسم علم مردگان، پیش پیش روان، معتقدانش سیلاب سیلاب سر شک افشان- مردهٔ او را بیرون شهر بردند و بگوشهٔ باغے بخاک سپردند، گلها افشاندند، فاتحه خواندند، ملالت بیحد کشیدند چارهٔ جز صبر ندیدند -

میر متقی نے اپنا لقب عزیز مردہ رکھا - میر صاحب کا رنج و الم

روز سیوم که عزیزان شهر براے فاتحه آمدند، پدرم گفت کسیکه این چنین عزیزش مرده باشد، اگر او را عزیز مرده گویند می افتد- از امروز مرا عزیز مرده‌ می گفته باشند، چنانچه در شهر بهمین لقب شهرت گرفت- روزے صدبار گریستے، بحال مردگان زیستے - منکه بغل پروردهٔ او بودم، حوائج خود را باو می گفتم، با او می خوردم، با او می خفتم، روزها یاد میکردم، شبها فریاد میکردم- درویش عزیز مرده بدلجوئی می پرداخت، و بهیچ وجه آرزرده دلم نمیساخت، گاه می گفت که اے پسر من ترا بسیار میخواهم، اما ازین غم میکاهم، که من نیز بر سر را هم- گاه می گفت که ماه من! نه طفل هالهٔ* الحمد الله که ده سالهٔ؛ چه به کاهش افتادهٔ، آخر درویش زادهٔ، دل را قوي دار، خود را بخدا سپار، شاد بزی و خوش بمان، مرا طرح کش† خود بدان-جان من! مگر طفل شیري که هر زمان دلگیري، اندیشهٔ خود چرا داری، وارثے چون خدا داری، رفتگان بازنمی آیند، گزشتگان رو نمی نمایند - اے پسر دنیا در گذر است و هر کرا می بینی در جناح سفر‡ نه پنداری

---

* بمعنی شیرخوارہ۔ † بمعنی فرما نبردار
‡ در تہیۂ سفر

که جاے بودنت جهان است' این قرار دادهٔ مجلس روان ست' حاضران رفته اند' نشستگان گذشته اند' غنچه پیشانی مشو' چون گل شگفته رو می باش' بهار این چمن رفتنی است' بعبث دل مخراش- مقامر خانهٔ آفاق را چنان ساخته اند که درو چون تو بسیارے دل باخته اند؛ تا واقف راه و رسم این جا نشوی' زینهار که این راه نروی؛ در حریفان سخت باز و طرار' مثلیست - قمار و راه قمار - هر روز ازین قسم سخن کردے و بناز تمامم پروردے —

احمد بیگ جوان کا آنا اور ارادهٔ حج کو ترک کرکے مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا

(نقل است) روزے به تلخ کامی تمام حلواے مرگ قسمت می کرد که جوانے سرو اندام' احمد بیگ نام' شکری رنگ* دانهٔ چند شکر انگور بر دست گذاشته' نذر گزرانید و گفت' تازه از ولایت آمده ام و ارادهٔ حج دارم' چون وارد شهر شدم' آوازهٔ درویشی تو شنیدم' مشتاق شده بخدمت سامی تو رسیدم- گفت مگر نشنیدهٔ -

چرا بپاے خود اے کعبه رو نمی اُفتی
همان توئی که بفرسنگ می نمایندت

اولاً خود را در یاب' انگاه براے کعبه بشتاب' کعبه عبارت از دلهاے خستهٔ درویشان است' و مقصود دست و بغل باین جگر ریشان' اگر دل ایشان بدست آید' کعبهٔ مراد بے سعی نماید؛

---

* نوعے از رنگ

ازین جاست که کسے گفته' رفته است -

ز کعبه آیم و ر شک آیدم به خونفابی
که از زیارت دلهاے خسته می آید

دل درویشان جاے خوشیست' این ویرانه را هواے خوشیست' دل را منزل آن ماه می گویند' مقصود از همین در می جویند - سالکے به طواف کعبه رفته بود' کسے را در آنخانه ندید' بادل پر آرزو ناکام بر گردید' در همان حال گفت:-

کعبه را دیدم دل من درد تنهائی گداخت
مجلس آرائے که مارا خواند خود مهمان کیست

انچه تو می گوئی محرم حرم نیز همین گویند' کسے را که تو می‌جوئی' کعبه هم او را می‌جوید -

هر کرا دیدم چومن گم گشتهٔ تحقیق بود
کعبه را هم بے تکلف در بیابان یافتم

گرد دلها بگرد که طواف حرم اینست' بلا گردان خود شو که مطلب عمده همین است' وجود غیر موجود نیست و کسے بے او مشهود نی -

گفتم بحرم محرم این خانه کدامست
آهسته بمن گفت که بیگانه کدامست؟

مرا بر جوانی تو رحم می آید که رنجها خواهی کشید و بمطلب نخواهی رسید' سخن درویشان بگوش جان بشنو' چندے فروکش کن و ازین جا مرو - جوان چون روے دل ازدرویش دید' سر را از فرمان نه پیچید' یعنی رحل اقامت انداخت و بریاضت شاقه پرداخت - ذهن سلیمے داشت' کسب کرد و در

مدت هفت ماه بمرتبهٔ کمال رسید - پیرے باین خوبی' جوانے باین محبوبی' پیرے باین حالت' جوانے باین کیفیت' پیرے باین کمال' جوانے باین حال' پیرے باین عنایت' جوانے باین ارادت' پیرے باین نظر' جوانے باین اثر' دیدهٔ روزگار کم دیده' و گوش جهانیان کم شنیده - روز و شب چون شکر و شیر' یعنی صحبت بسیار در گیر' پیر را دمے نمی گذاشت' بجوان عزیز شهرت داشت - اتفاقاً زر توفیقے از جاے بدست پیر آمد' جوان را گفت که برین متصرف شو و سفر حجاز برو - بعد از نماز صبح زیر پیچ دستار و سجادهٔ محرابی عنایت کرد و رخصتش نمود—

وفات میر محمد متقی

(حکایت جانکاه) روزے درویش عزیز مرده برای عیادت همشیره زادهٔ برادر عزیز که محمد باعث نام داشت؛ عالم' فاضل' متصوف' کامل بود' بعالم گنج که محله ایست مشهور از اکبرآباد' در آفتاب گرم رفت' چون شام برروز سیاهی زدن آغاز کرد' از آن جا بانداز خانه روان شد' عشائین را در مسجد خود آمده ادا نمود - هرگاه بر فرش خواب رفت و من حاضر شدم' گفت "اے پسر حرارت آفتاب در مزاج من تاثیرے کرده است' صداعے دارم' از آثار معلوم می شود که تپ خواهم کرد - غذاے شب نخورد و خوابید' صبح که برخواست' تپے بشدت داشت. طبیبے "ابوالفتح" نام معالج قدیم او بود' آمد و تبرید کرد' تسکین نیافت' مبالغه در مبردات فوق الحد نمود' سود مند نیفتاد - تب درویش بندی شد' یعنی هر روز شام می آمد

و تمام شب می ماند، براے تپ بستن تدبیرها ے بے شمار می کردند، اما از هیچ یکے این عقدۂ سخت کشادہ نشد- پس از ماهے مشخص گردید که این تپ متشبث بقلب است و استخوانی شدہ است، یعنی این درویش ضعیف که مشت استخوانی بیش نیست، مبتلاے رنج باریک است - بمن گفت که اے پسر! جان من صرف نیاز است و جسم وقف گداز، رغبتے با غذایم نیست اگر می خورم، گرانی می کند، دوائیکه صبح طبیب می دهد، تا صبح دیگر کفایت است، می خواهم که تا بمیرم، ترک غذا بگیرم، پنج شش دسته هاے نرگس از بازار بطلب که بشرط حیات گاہ گاہ بو کردہ آید- بموجب ارشاد طلب داشتم و پیش او برابر گذاشتم، هر گاہ چشم می کشاد، دسته بدست گرفته بو می کرد و می گفت "الحمدلله که سیر شدم"- چون بترک غذا پرداخت ما بیکسان را از خود ناامید ساخت، طاقت از دست و پا رفت، کار نا توانی بالا رفت، سخن بسیار کم راندے، نماز باشارت خواندے- بیست و یکم رجب حکیم، بعادت قدیم، کاسۂ تبرید آورد، درویش ابرو ترش کرد و نخورد و آن کاسۂ دوا را بر زمین زدہ گفت که اے مردہ شو بردہ تاثیر دوا از روز اول ظاهر بود، من پاس تو می کردم که می خوردم، افسوس که نه فهمیدي، برو دست از من بدار، نا قباحت فهمی مرضی است که علاج ندارد- انگاہ حافظ محمد حسن برادر کلان مرا که برادر اندر* بود، طلب

---

* (ن) بے مات، برادر اندر برادر علاتی را گویند که از بطن دیگر باشد

نمود و فرمود که "من فقیرم و هیچ ندارم، مگر سه صد جلد کتاب، رو بروے من بیارید، و حصهٔ برادرانه کرده بگیرید۔ او التماس کرد که من طالب علمم، کرم این کار مرا بیشتر* است و این برادران ربطے بکتاب ندارند، کناره هاے اوراق چیده خواهد شد، یکے کاغذ باد خواهد ساخت، یکے در آب خواهد انداخت، اگر پیش من امانت گذارند، خوبست و گرنه مختار اند۔ پدر از مزاج نا ساز او خبر بود، شانه گیر شد† و گفت چه شد که ترک لباس کردهٔ، لیکن کج پلاسی تو هنوز نرفته است، می خواهی که طفلان بیچاره را بازی دهی، و پس از مرگ دل بخرابی ایشان نهی: دانسته باش که حق تعالی غیور است، و غیور را دوست میدارد، غالب که میر محمد تقی دست نگر تو نشود، اگر بنوع دیگر پیش خواهی آمد، کاسه بر سرت خواهد شکست‡و نقش عزت تو پیش این بابا نخواهد نشست۔ خواهی دید اگر بهراد خواهی رسید، براے یک جلد کتاب پوست تو خواهد کشید، کم کاسه شایسته بے اعتباری است، بخل و حسد دلیل ذلت و خواری است، خوب است کتابها را ببر و نگاه دار۔ پس انگاه روے سخن بمن کرد، گفت که اے پسر قرضدار سه صد روپیه بدالان بازارم امید که تا ادا نکنی مردهٔ مرا بر نداری که من سکهٔ درست§ مردے بودم و در همه عمر دغا بازی نه نموده ام۔ عرض کردم که غیر از

---

* یعنی کوشش بسیار درین کار دارم † یعنی اعتراض شد

‡ یعنی رسوا خواهد کرد § یعنی مضبوط الوضع

جلد هاے کتاب دم و پوستے* بنظر نمی آید' آنہا را ببرادر کلان سپردید' ادائی قرض چساں توانم کرد - چشم پر آب نمود و گفت "خدا کریم است' دل تنگ نباید شد"- کاغذ زر† در راه است' قریب می رسد' می خواستم که تا رسیدن زر زنده بمانم' اما فرصت عمر کم است' ماندن نمی توانم- در حق من دعا کرد و حوالت با خدا کرد' ساعتے نفس شمرد' آخر حساب سپرد ‡ —

——(بے مروتی برادر)——

درویش چون چشم پوشید' جہان در چشم من سیاه گردید. حادثۂ عظیمے رو داد' آسمان برمن بیفتاد' دریا دریا گریستم. لنگر از دف دادم§' سر را بر سنگ زدم' بر خاک افتادم - کل و مکل $ بسیار شد' قیامت پدیدار شد' برادر کلان من ترک مردم داري¶ گرفت و بے چشم و روي♉ اختیار نمود - دید که پدر آستین کہنه داشت□و به بے کسی جامه گذاشت' قرضخواهان دامن گیر من خواهند شد' پہلو تہی♈کرد و گفت کسانیکه همگیر ناز و نعم بودند' آنہا دانند و کار آنہا' من در حیات پدر دخیل کارے نگشتم' از وقف اولادی♊هم گذشتم. سجاده نشینان او سلامت باشند' سر را می کنند' وجهه را میخراشند' آنچه مصلحت وقت خواهد بود' خواهند نمود-

---

* یعنی سرمایه + کاغذ هنڈوی ‡ یعنی مرد
§ یعنی مضطرب شدم $ یعنی شور و هنگامه
¶ یعنی ظاهرداری ♉ بمعنی بے حیائی
□ یعنی افلاس داشت ♈ کناره کردن ♊بمعنی ورثه

ملکه تازه بیکس شده بودم' چون سخنان بے ته او را شنودم'
غم و غصه بسیارے خوردم' التجا باو نبردم' کمر را محکم بستم'
نظر بر خدا نشستم - بدالان بازار دو صد روپیه دیگر آوردند'
و سماجت از حد بردند' پاس وصیت درویش بود' قبول نکردم'
همه را بزبان داشتم' یعنی ملول نکردم —

در همین حال آدم سید مکهل خان که مرید عم بزرگوار من بود با هندوی پانصد روپیه تازه سکه رسید' و درد شریک من گردید' سه صد روپیه بقرضخواهان داده' فارغخطی گرفتم و بصد روپیه درویش را برداشته بردم و در پهلوے پیر او بخاک درآوردم —

—(حقیقت من دل ریش' بعد واقعهٔ درویش)—

بے مروتی هاے آسمان را دیدم' ستمهاے روزگار کشیدم' نے نے گناه فلک و جرم زمانه چیست' من ستاره نداشتم که سایهٔ چنین آفتابے از سر حد* من رفت' هر چه کرد' طالع من کرد' غیر از دست خود بر سر نیافتم' یعنی کسے را سایه گستر نیافتم' خانمان برسر غیرت نهادم' زینهار بر در کس نه ایستادم' لبم بحرف طلب آشنا نگردید' چشم من به بهیچ چیز ندوید' سایهٔ دست کسے نه گرفتم+ و سر دستے بمن کسے نگرفت‡' یعنی خداے کریم مرا شرمندهٔ احسان کسے نکرد' و دست نگر برادر که سربسر من داشت♂ نساخت' نقل ماتم

---

* ن) "حد" نهیں هے
+ یعنی اعانت کسے نخواستم
‡ یعني کسے امداد نکرد
♂ کنایه از کینه کردن

درویش قسمت ساختم' کار را به لطف خداوند انداختم۔ دم خود* را ببرادر خورد سپردہ بتلاش روزگار در اطراف شہر استخوان شکستم' لیکن طرفے نہ بستم' یعنی چارۂ کار در وطن نیافتم' ناچار بغربت شتافتم' رنج راہ بر خود ہموار کردم' شدائد سفر اختیار کردم' بشاہجہان آباد دہلی رسیدم' بسیار گردیدم' شفیقے ندیدم—

میرصاحب کا دہلی جانا اور امیرالامرا کا روزینہ مقرر کرنا

خواجۂ محمد باسط کہ برادر زادۂ صمصام الدولہ امیرالامرا بود عنایتے بحال من کرد و پیش نواب برد۔ چون مرا دید' پرسید کہ این پسر از کیست؟ گفت از میر محمد علی است' فرمود از آمدن این پیداست کہ ایشان از جہان رفتہ باشند۔ پس از افسوس بسیار سخن زد کہ آن مرد بر من حقہا داشت۔ یک روپیہ روز از سرکار من باین پسر میدادہ باشند۔ التماس نمودم' اگر نواب لطف می فرماید دستخط کردہ بدہد کہ جاے سخن متصدیان نماند۔ التماسے کہ نوشتہ بودم' از کیسہ برآوردم۔ ناگاہ از زبان خواجۂ مذکور برآمد کہ وقت قلمدان نیست' چون این سخن شنیدم' بقاہ قاہ خندیدم۔ نواب در روے من دید و سبب خندہ پرسید۔ عرض نمودم کہ این عیار ترا نفہمیدم' اگر ایشان می گفتند' قلمدان بردار حاضر نیست' این حرف گنجایش داشت یا آنکہ وقت دستخط نواب نیست بابتی بود'

---

* دم خود بہ کسے سپردن قائم مقام خود کردن

وقت قلمدان نیست انشاے تازہ است - قلمدان چوبی پیش نمی باشد' وقت و غیر وقت نمیداند' بهر نفریکه اشارت رود برداشته بیارد - نواب بخندہ درآمد و گفت که معقول می گوید- غرض تکلیف مرا برخاک نیفگندہ قلمدان طلبید' و آن التماس بشرف دستخط رسید - روز دربار بادشاہ بود' کمر بسته باستاد' بعنایت تمامم میان داد* - تا عهدیکه نادر شاہ بر محمد شاہ که حالا بفردوس آرامگاہ ملقب است مسلط شد' و نواب مذکور بسبب پیش جنگی کُشته افتاد' آن روزینه می یافتم' نان و نمک میخوردم' و بسر میبردم—

امیرالامرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ دهلی جانا اور اُن کے ماموں سراج الدین علی خان آرزو کی بد سلوکی

بعد این انقلاب باز روزگار سنگین دل کار را بر من تنگ گرفت' کسانیکه پیش درویش' خاک پاے مرا کُحل بصر می ساختند' یکبار از نظرم انداختند- ناچار بار دیگر بدهلی رسیدم و منتهائی بے منتهائی خالوے برادر کلان که سراج الدین علی خان (آرزو) باشد کشیدم' یعنی چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شهر خواندم - چون قابل این شدم که مخاطب صحیح کسے می توانم شد' نوشتۂ اخوان پناہ رسید که میر محمد تقی فتنۂ روزگار است زینهار به تربیت او نباید پرداخت' و در پردۂ دوستی کارش باید ساخت - آن عزیز دنیا دار واقعی بود' نظر بر خصومت همشیرہ زادۂ خود بد من اندیشید' اگر دوچار می شدم'

* میان دادن = رخصت کردن

چار چار می زد* و گر اعراض می کردم نواخوانی می نمود† هر روز چشمش بدنبال من می بود‡ اکثر سلوک مدعیانه می کرد - چه بیان کنم که ازو چه دیدم، چگویم که چه حالت کشیدم، هر چند پنبهٔ دهانی اختیار می کردم، او از حلاجی دست نمی داشت، با صد هزار احتیاج یک روپیه ازو نمی خواستم، اما سلاّخی نمی گذاشت - خصمیٔ او اگر به تفصیل بیان کرده آید، دفترے جداگانه می باید، خاطر گرفتهٔ من گرفته تر شد، سودا کردم$ دل تنگم تنگ تر گردید، وحشتے پیدا کردم، در حجرهٔ که می بودم، درش می بستم و باین کثرت غم تنها می نشستم - چون ماه بر می آمد، قیامت بر سر می آمد، هر چند از آن هنگام که دایه ام دم رو شستن ماه ماه می گفت و من بسوے آسمان می دیدم، نظرے بماه میداشتم، لیکن نه باین مرتبه که کارم بدیوانگی کشد و وحشت بجاے رسد که در حجرهٔ من باندیشه□ باز کنند و از صحبتم احتراز نمایند —

میر صاحب کی حالت مجنونانه

(نقل تحفه) در شب ماه پیکرے، خوش صورت، با کمال خوبی، از جرم قمر انداز طرف من می کرد و موجب بے خودی می شد - بهر طرف که چشمم می افتاد، بران رشک پری می افتاد، بهر جاکه نگاه می کردم، تماشاے آن غیرت حور می کردم، در و بام و صحن خانهٔ من ورق تصویر شده بود، یعنی

---

* یعنی بیهوده گوئی می کرد
† یعنی کنایه می کرد
‡ یعنی خرابی من میخواست
$ یعنی جنون پیدا کردم
□ یعنی بهراس

ان حیرت افزا از شش جہت رو می نمود، گاهے چون ماه چہار دہ مقابل، گاهے سیر گاہ او منزل دل - اگر نظر بر گُل مہتاب می افتاد، آتشے در جان بے تاب می افتاد، هر شب باو صحبت، هر صبح بے او وحشت، دمیکه سفیدۂ صبح می دمید، از دل گرم آہ سرد می کشید، یعنی آہ می کرد و انداز ماہ می کرد - تمام روز جنون می کردم، دل در یاد او خون می کردم، کف بر لب چون دیوانه و مست، پارہ هاے سنگ در دست، من افتان و خیزان، مردم از من گریزان، تا چار ماہ، آن گُل شب افروز رنگ تازہ می ریخت و از فتنۂ خرامہا قیامت می انگیخت - ناگاہ موسم گُل رسید، داغ سودا سیاہ گردید، یعنی چون پریدار شدم مطلق از کار شدم، صورت آن شکل وهمی در نظر، خیال زلف مشکینش در سر، شایستۂ کنارہ گیری شدم، زندانی و زنجیری* شدم —

اطبا کے معالجے سے میر صاحب کا صحت پانا

همسر فخرالدین خان که مرید درویش بود، قرابت قریبه داشت، زر بسیاری خرچ نمود، پریخوانان افسون دمیدند، طبیبان خون کشیدند - تدبیر اطبا سود مند افتاد، پائیز+ آمد و بہار ریخت، سلسلۂ جنون از هم گسیخت، نقشے که وهم بسته بود، از صفحۂ خاطر محو شد، درسے که از جنون خواندہ بودم، فراموش گشت - لب با سکوت مالوف شد، پریشان گوئی موقوف شد، تر طیب دماغ کردند، خواب افزود، طاقت

---

* یعنی قیدی شدم + فصل خریف

رفته باز رو نمود، یعنی بحال آمدم و بدخوابی رفت، از پیش نظر آن چهرهٔ مهتابی رفت، پس از چندے رو بصحت کامل آوردم و شروع بخواندن ترسل* کردم—

میر جعفر سے تعلیم حاصل کرنا

(نقل) روزے برسر بازار، جز کتابے در دست نشسته بودم، جوانے میرجعفر نام ازان راه گذشت، نظرش بر من اُفتاد و تشریف داد - بعد از ساعتے گفت که اے عزیز دریافته میشود که ذوق خواندن داری، من هم کشتهٔ کتابم، اما مخاطبے نمی یابم، اگر شوق† داشته باشی، چندے می رسیده باشم - گفتم دستے ندارم که خدمتے از من بیاید، اگر للّه این رنج بر خود گوارا کنی، عین بنده نوازی است - گفتا اینقدر هست که ته پاتا نباشد‡، پا بیرون نمی گذارم - گفتم خداے کریم آسان خواهد کرد، اگرچه من هم چیزی ندارم - پا ورقهاے آن نسخهٔ درهم را مطابق سرصفحهاے آینده کرده داد و رفت. ازان روز اکثر ملاقات آن ملک سیرت و آدم صورت اتفاق می افتاد، و بلطف نهایتم زبان میداد، یعنی دماغ خود می سوخت و مرا چیزے می آموخت، تا مقدور من نیز بالش نرم زیر سر او می گذاشتم، یعنی صرف او بود، آنچه میسر میداشتم - ناگاه خطے از وطن او که عظیم‌آباد بود، رسید و آنمرد رخت خود کام و نا کام بآن صوب کشید—

---

* یعنی مکتوبات می خواندم   † (ن) شوق کاملے

‡ یعنی چیزے براے ناشتا باشد

ریختے میں سید سعادت علی کی شاگردي

بعد از چندے با سعادت علی نام، سیدے که از امروهه بود برخوردم - آن عزیز مرا تکلیف موزون کردن ریخته که شعریست بطور شعر فارسی، بزبان اردوے معلی بادشاه هندوستان و دران وقت رواج داشت کرد - خود کشی* کردم، و مشق خود بمرتبهٔ رساندم که موزونان شهر را مستند شدم، شعر من در تمام شهر دوید و بگوش خرد و بزرگ رسید —

رعایت خان کا توسل

یکروز خالوی گدائی بر طعام طلبید، تلخی ازو شنیدم، بیمزه شدم، دست در طعام نا کرده برخاستم - چون پاے چراغے† نداشتم، شام از خانهٔ او برآمده راه مسجد جامع پیش گرفتم - اتفاقاً راه غلط شد، بر حوض قاضی که آبگیر خوردي نزدیک بحویلی وزیرالممالک اعتمادالدوله واقع است رسیدم و آب کشیدم - آنجا علیم الله نام شخصے پیش آمد و گفت که شما میرمحمد تقی میر نباشید؟ گفتم از چه شناختی؟ گفتا طور سودائیانهٔ شما مشهور است، رعایت خان که پسر عظیم الله خان بزنهٔ اعتمادالدوله قمرالدین خان باشد، از روزیکه زادهٔ طبع نکته انگیز باو رسیده است، اشتیاق ملاقات بیش از بیش دارد؛ اگر بدست من او را دیده شود، سبب مجرائی من گردد - رفتم و دیدم، آدمیانه بر خورد و با خود رفیقم کرد، تمتعی

* جهد بلیغ
† از کسے پاے چراغ داشتن یعنے منتفع شدن ازو —

ازو بستم و از قید تنگدستی رستم—

شاہ درّانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا

هنگامے که شاہ درانی بلاهور آمد و شاهنواز خان پسر ذکریا خان که صوبه دار آنجا بود، گریخت، وزیر و صفدر جنگ و ایشر سنگه پسر راجه جے سنگه که زمیندار کلانے بود، بادشاہ زادہ احمد شاہ را باخود گرفته بجنگ او بر آمدند۔ آن طرف سرهند بو زیر گوله رسید و زمیندار مذکور بس خم زد*۔ صفدر جنگ و معین‌الملک که پسر وزیر شهید باشد، احمد شاہ را سوار کردہ، جنگ افغانان زدند۔ من درین سفر باخان منظور بودم و خدمتها می نمودم، هر گاہ شکست فاحشی بر لشکر افغانان افتاد و گریخت، معین الملک ناظم لاهور شد۔ خان مذکور چون عضو از جا رفته، ترک رفاقت او گرفته، با صفدر جنگ روانۂ شهر شد—

محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت نشین ہونا

قریب پانی پت که شهریست مشهور، چهل کروهے شاہ جهان آباد، خبر رسید که محمد شاہ بآن جهان خرامید، عالمے لکد روز گار خورد†۔ صفدر جنگ لکد برابر زدہ‡ چتر و تخت پیش احمد شاہ آورد۔ نوبت سلطنت باو رسید، با کرّ و فر تمام داخل شهر شد۔ این جا جاوید خان که خواجه سرائے باد شاہ مرحوم بود بخطاب نواب بهادر مخاطب گشت

---

* یعنی گریخت † یعنی پائمال شد
‡ لکد برابر زدن = تفاخر کردن

و اختیار سلطنت بدست او افتاد-

هر روز اختیار جهان پیش دیگریست
دولت مگر گداست که هر روز بر دریست

صفدر جنگ کی وزارت

وقتیکه نظام الملک آصفجاه در دکن فوت گشت، منصب وزارت به صفدر جنگ رسید و سادات خان ذوالفقار جنگ به بخشیگری سر فراز گردید - امارت وزیر حال بجاے رسید که بال و گوپال* او را شاه هم نداشت - بخشي حال، راجه بخت سنگه را که زمیندار کلان کار نام گرفته† بود، و برادر کلانش ابهه‡ سنگه ریاست جوده پور داشت، نیابت صوبهٔ اجمیر داده، بر روي او دوانید - راجهٔ مذکور خانرا سردار فوج نموده با خود برد - در ظاهر سامر که قصبه ایست معروف، بیست کروه این طرف اجمیر، هر دو لشکر طرف شدند$ و جنگ توپ خانه بمیان آمد - مردمان طرف ثانی پاس نمک نکرده، چون غیرت بحراماں یک روز هم تن ندادند، تا بجان دادن چه رسد - ناچار رئیس آن طرف ملهار را که در سرداران دکن نام برآورده مردے بود، درمیان داده سر بسر کرد و رفت§ - من پس از صلح براے حصول سعادت زیارت درگاه فلک اشتباه خواجهٔ بزرگ رفتم - و سیر آن نواحی کرده برگشتم —

---

* یعني شان و شوکت † مشهور ‡ (ن) ابهی
$ یعني مقابل شدند § یعني صلح کرد و رفت

سادات خان ذوالفقار جنگ اور بخت سنگه کی نزاع

این جا در امرے زبانبازی بمیان آمد، راجه بخت سنگه ابرو ترش کرد، صحبت خان و او* قروتی شد†- ستار قلی خان کشمیری که صورت بازی بیش نبود، برو صد دهن‡ خواند، کار بنزاع کشید، خان صرفۀ خود ندیده، مرا فرستاد و عذر دہ زبانی§ خواست- رفتم و از جانب او مصحف خوردم‖ که آینده چنین نخواهد شد، اما دلش آبے نخورد¶ و صرفه نداد□- زر تنخواه مردمان رساله همگی فرستاد و خیر باد کرد- بارے بخیر گذشت، خان از آن جا وا سوخته⌶، بشهر آمد، و چندے در خانه نشست—

میر صاحب کی نازک مزاجی

(نقل) شب ماه بر مهتابی پسر خوانندۀ رو بروے خان نشسته بود و می خواند، چون مرا دید، گفت که میر صاحب دو سه شعر ریختۀ خود باین بیاموزید که این طفل در بسته⊙ بکار درست کرده بخواند- گفتم که من نقش این کارندارم⚲- گفت شمارا بسر من- چون پاے تبعیت درمیان بود، ناچار حکم او کشیدم، پنج شعر ریخته باو آموختم- اما بسیار بر طبع نازک من گران آمد، آخر بعد از دو سه روز خانه نشین گشتم- هر چند لطف فرمود، نرفتم و ترک آن روزگار

---

* (ن) 'خان و او' نهیں هے † یعنی صحبت بے مزه شد
‡ یعنی صد قسم سخن § هرزه گوئی ‖ یعنی قسم خوردم
¶ اعتبار نکرد □ یعنی فرصت نداد ⌶ یعنی اعراض کرده
⊙ نام پرده ایست ⚲ از عهدۀ کار بر نیامدن

گرفتم - مروت ذاتی آن مرد نگذاشت که فقیر را ناکام گذارد - برادرم میر محمد رضی را نظر برفاقت من اسپ از خانۀ خود داد و نوکر کرد - چون پس از مدت مدید رفته ملاقات نمودم، عذر بسیاری نمود، گفتم "گذشته را صلواۃ" —

نواب بہادر کی ملازمت

هرگاه چندے برین گذشت تلاش روزگار بخانۀ نواب بهادر کردم و نوکر شدم - اسد یار خان بخشي فوج او احوال مرا نقل کرده اسپ و تکلیف نوکری معاف کنانید - پاس من از حد بیشتر می کرد و پهلو می داد*، خدایش خیر دهاد —

جنگ وزیر با افغانان

ایامے که قائم خان پسر محمد خان بنکش بجنگ رهیله ها کشته شد و صفدر جنگ برائے ضبط کردن خانۀ او رفت، من بتقریبی باسحاق خان نجم‌الدوله جهت سیر آن طرف رفتم - چون با احمد خان برادر خورد قائم خان جنگ عظیم روداد، فوج وزیر شکست خورد، و اسحاق خان کُشته افتاد، بآن لشکر شکسته باز بشهر رسیدم و تصدیع بے حد کشیدم - وزیر بار دیگر لشکر کشید و افغانان را مغلوب ساخته به تسلط تمام در حضور آمد —

فیروز جنگ کی وفات اور میر صاحب کا مطول کا پڑھنا

در حینے که ذوالفقار جنگ میر بخشی بسبب خصومت نواب بهادر از پایۀ خود افتاد و نوبت امیرالامرائی

---

* یعنی مدد می کرد

به غازی الدین خان فیروز جنگ، پسر آصف جاه رسید. او برای نظم و نسق صوبهٔ دکن رفت و در راه هیضه کرده در گذشت. خلعت بخشیگری عمادالملک پسرش پوشید. بنده ترک ملاقات عزیزان گرفته، بخواندن مطول مشغول شدم—

نواب بهادر کا قتل، میر صاحب کی بیکاری اور مہا نراین دیوان وزیر کی ملازمت

موسمے که صفدر جنگ نواب بهادر را به دغا کُشت روزگار عالمے برهم خورد، من نیز بیکار شدم. مہا نراین دیوان وزیر بدست داروغهٔ دیوان خانهٔ خود، میر نجم الدین علی (سلام) تخلص، که پسر میر شرف الدین علی (پیام) بود، چیزے فرستاد، و باشتیاق بسیار مرا طلبید. دست در دامن پهلو دار* او زدم و چند ماه بفراغت گذرانیدم —

وزیر کی بغاوت اور بادشاہ اور وزیر میں جنگ اور وزیر کی شکست

هنوز خون خواجه سرای مظلوم نخوابیده بود که روزگار سرپای زده فتنهٔ عجیبی را از خواب بیدار ساخت و طرح هنگامهٔ عظیمے انداخت، یعنی وزیر را توهمے پیدا شد، سر از فرمان بادشاه پیچید. هر چند بدر صلح زدند، اما سر از غرور ثروت فرود نیاورد، ناچار بادشاه از پے او رسن تابید، آخر از شهر برآمده، آمادهٔ جنگ خداوند نعمت شد. این جا عمادالملک نبیرهٔ آصف جاه که منصب بخشیگری داشت و انتظام الدوله خالوے او پسر اعتمادالدوله شهید، و دیگر سرداران فوج بادشاهی بحفاظت شهر

* یعنی دامن فراخ

پرداختند - شهر کهنه تمام بغارت رفت، تا شش ماه جنگ درمیان بود - اگرچه بالقوه خصمانهٔ او نداشتند، لیکن کسان فوج شاه آنچنان پا فشردند که کار را پیش بردند - پاے ثبات وزیر سرکش از پیش بدر رفت، ناچار پیغام صلح فرستاد، بادشاه هزیمت او را غنیمت دانسته دستوری صوبه اش داد - وزیر انتظام‌الدوله شد —

ماموں کی همسائگی چھوڑ کر امیر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کی

درین ایام، من از نا مساعدت ایام، همسائگی خالو گذاشته نظر برین که مرا بچشم کم خواهد دید، در حویلی امیر خان مرحوم (که امیر کلان عهد محمد شاهی بود، و صوبه داری الهٔآباد، و رگ خواب سلطنت در دست داشت، و انجام تخاص اوست، بخوش سلیقگی و طلاقت لسان زبان زد مردم است، و موجب مهم علی محمد روهیله شده، بادشاه را برآورده او را بگیر آورده* بود، انجام کار از دست یکے از نوکران خود بر دروازهٔ دیوان خاص کُشته شد) - سکونت اختیار کردم و بلطائف‌الحیل بسر بردم—

عمادالملک در اندک مدت زور بهم رسانیده، سرداران دکن را از خود ساخته، بجرم رفاقت صفدر جنگ، بر سورج مل که زمیندار زور آورے بود، لشکر کشید - و از سر تبوی† قلعهٔ او محاصره کرده کار را تنگ گرفت؛ پسر ملهار در همان جنگ کشته افتاد - زمیندار مذکور نوشت و خوانده

---

* بقید آوردند   † کسی مقام کو مستقر بنا لینا

با وزیر داشت ' این معنی سبب نفاق طرفین شد - بادشاه بر آمده' بست کروه آنطرف آب جمن قریب سکندرآباد خیمه کرد - روزے شام خبر رسید که سرداران دکن و عمادالملک با سورج مل طرح آشتی انداخته ' باراده غارت دائرهٔ لشکر بادشاه ' حاضر یراق‌جنگ * گردیده دویده اند ' قریب است که برسند - بادشاه بمصلحت صمصام الدوله میر آتش و حرام کوزهٔ چند که بکار پردازان بخشی گری ساخته بودند ' ناموس را هم گذاشته ' مضطرب و سراسیمه گریخت - آنجا نزدیک بصبح فوج دکن رسید ولشکر را همگی بغارت برده ' متعاقب آمدند' و آنروے آب خیمه ها زدند - خسق شد که از مردمان بادشاهی کسے در قلعه نماند' اگرچه آن حرام توشه ها پیشتر ازین برخاسته رفته بودند - بعد از بندوبست عمادالملک آمد و قلمدان وزارت گرفت - وزیر مغز خر † خورده' از غر دلی ‡ بکنجے خزید و بادشاه خرد گم کرده' متوجه باغ گردید - بعد از ساعتے یاران غدار بغدر دستگیر نمودند و میل درچشمش کشیده نبیرهٔ بهادر شاه را بر تخت نشاندند و عالمگیر ثانیش خواندند - مردمان بی ته در عرصه درآمدند ' هرچه شد بیجاشد - صمصام الدوله که از عقل بهرهٔ نداشت امیرالامرا شد - من دراین سفر وحشت اثر با احمدشاه بودم ' آمده عزلت اختیار نمودم —

درین حال که صفدرجنگ بساطحیات درپیچید و ریاست صوبه

---

* بمعنی مهیا † بمعنے احمق - ‡ بزدلی —

بشجاع الدوله پسر او قرار یافت*' خالوے من بادیه پیمائے طمع شد' یعنی در لشکر شجاع الدوله باین توقع رفت که برادران اسحاق خان شهید آن جا هستند' نظر بر حقوق سابق رعایتے خواهند کرد' جز باد بدستش نیامد' لکه زمانه خورد و هم آنجا مرد' مردهٔ او را آوردند و در حویلیش بخاک سپردند—

راجه جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی

بعد از دو سه ماه راجه جگل کشور که در وقت محمد شاه وکیل بنگاله بود و بثروت تمام میگزرانید' مرا از خانه برداشته برد و تکلیف اصلاح شعر خود کرد- قابلیت اصلاح ندیدم در اکثر تصنیفات او خط کشیدم —

راجه ناگر مل کا عهدهٔ نیابت وزارت پر سر افراز هونا

در این هنگام راجه ناگر مل که در سلطنت فردوس آرام گاه بدایونی خالصه و تن ممتاز بود' به نیابت وزارت و خطاب مها راجگی و عمدة الملکی سرفراز شد- چون مظلومان شهر را در خانهٔ خود جا میداد و بداد ایشان می رسید' کار آن سر کرده بدشمنی کشید؛ اگر به دربار میرفت' خودش با حزم تمام و کمال طمطراق و فوج او همه حاضر یراق' فریب یاران بد پرداز† نمي خورد' ببالاچاقی‡ بسر می برد- درین ولا صمصام الدوله که عبارت از میر بخشی حال باشد' بمرض سل در گذشت- پسرش که بے حقیقت محض است بجاے او

---

*(ن) رسید †(ن) بے ته ‡ بالاچاقي بمعنے غلبه

مقرر شد —

شاہ درانی کا دوسرا حملہ

دراین اثنا شاہ درانی کہ ہزیمت خوردہ از سرہند رفتہ بود و در سر خیال ہندوستان داشت٬ بالشکرے گران بہ لاہور آمد- وضیع و شریف آنجا چہ ستمہا کہ نکشیدند و چہ جفا ہا کہ ندیدند- چون مانعے نبود٬ ازانجا قصد شہر نمود- یعنی معین‌الملک پیشتر مغلوب شدہ٬ بعد از چندے از اسپ افتاد و رو بوادی عدم نہاد٬ و از آمد آمد او بنگ از کلۂ یاران پرید* از بادشاہ و وزیر ہیچ نہ شد٬ آخر برسم پذیرۂ او رفتہ† قید شدند- راجہ ناگر مل با بعضے رؤسا مثل سعدالدین خان خان سامان وغیرہ برائے حفظ خود بقلعہ جات سورج مل رفت- قریب یک ماہ بر شہر سختی مصادرہ ماند- انگاہ شاہ بعالمگیر سلطنت بخشیدہ وزیر را با خود گرفت و انداز اکبرآباد برد- فوج او دست غارت کشاد٬ متھرا کہ ہژدہ کروہ این طرف شہری بود باکمال رونق و آبادی٬ قتل شد- چون ہوا متعفن گردید٬ شاہ از خوف طاعون معاملت سورج مل ملتوی گذاشتہ دفعۃً کوچید و دختر محمد شاہ را بحبالۂ نکاح در آوردہ بالا بالا رفت- عمادالملک در نواح اکبرآباد ماند- نجیب‌الدولہ کہ در جنگ صفدر جنگ نوکر وزیر شدہ بود٬ ترقی نمایان کردہ میر بخشی گردید و مختار سلطنت شد-

* حواس باختہ ہونا

† پیشوا شدن

راجه ناگر مل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا

این جا راجه ناگر مل با سردار* دکن بر خورده، وزیر و احمد خان و آنها را بر نجیب الدوله برد - او شهر بند گشت، جنگ توپ خانه بمیان آمد - بعضے از سرداران که براے خویش بودند، باندک غلبه انداز خرابی شهر میکردند - راجهٔ مذکور که مدعایش جز نیک نامی وزیر هیچ نبود، براے ممانعت برکار سوار شده† آنها را باز میداشت و می گفت که بر شهر زدن شما بر قالب زدنست‡، فوج دکهن ناموس عالمے برباد خواهد داد، شما بره بند□ این کار نه اید، نه شود که شهر بغارت رود و بد نامی عاید شود - اصلح آنست که روهیله ها را بصلح بر آریم و شهر را سلامت نگهداریم - پایان کار با نجیب‌الدوله سر بسر کرد و از شهر بر آورد - او به سهارن پور که در فوجداری خود داشت، رفت - وزیر و اعزهٔ دیگر داخل شهر شده، فوج دکن را رخصت نمودند - داروغگی توپ خانه به پسر○ راجه تقرر یافت - میر بخشی احمد خان♈ شد —

---

* (ن) سرداران

† یعنی مقرر شده

‡ کار بیهوده کردنست

□ یعنی واقف

○ (ن) براے بهادر سنگه پسر کلان

♈ (ن) و مهر بخشی گری به احمد خان بنگش

راجه جگل کشور سے شکایت روزگار اور راجه کا میر صاحب کو تسلی دینا اور کچهه مدت کی پریشانی کے بعد قدر دانی

یکے پیش راجه جگل کشور شکایت روزگار کردم، آن عزیز از خجلت سرخ و زرد شده گفت که من شال کهنه * دارم، اگر دستے می داشتم، چشم نمی پوشیدم - روزے سوار شده بخانۂ راجه ناگر مل رفت و تقریب من کرده طلب داشت، رفتم و بدست او ملاقات نمودم - لطف بسیارے کرد و گفت، ضیافت شیراز حاضر است† یعنی حصۂ شما هم خواهد رسید، بارے تسلی شدم و برخواستم - روز دیگر که صحبت شعر اتفاق شد، گفت که هر بیت میر مانا بعقد گهر است، طرز این جوان مرا بسیار خوش می آید - بهمین وتیره چندے رفتم، اما چیزے بدست نیامد - چون کارد باستخوان رسیده بود‡، اضطراب بسیارے لاحق شد- یکے بعد از نماز صبح بر در ایشان رفتم، جے سنگه نام میر دهۂ چوبداران پیش آمد و گفت که این کدام وقت دربار است - گفتم که حالت اضطرار است ♌ - گفتا شما را مردمان درویش می گویند، مگر گوش زد نشده است که "لا تتحرک ذرة إلا باذن الله" - این جا از علو مرتبت پروائے کسے نیست، صابر و شاکر باید بود، همه چیز در گرو وقت است، این راه اندکے دور است، دیدن پسر کلان♊ ایشان ضرور است - تر آمدم♂ و بر آمدم —

---

* کنایه از افلاس † یعنی انچه مهیا ست موجود ست

‡ یعنی کار بتمامی شد ♌ (ن) ازتنگ دستی بجان آمده ام

♊ (ن) صاحبزاده ♂ یعنی شرمنده شدم

شبے بگفتۀ او پیش پسر ایشان* رفتم، دربانے ممانعت کرد و گفت دیدن ایشان این وقت امکان ندارد - ناچار برگشته آمدم - دیگر بعد از نماز عشا باز رفتم، دیدم که در بے دربانست - پرسیدم که "دربان کجا رفت؟" گفتند "امروز درد سرش بحدے گرفته بود که نمی توانست نشست" - دانستم که ارادۀ حق تعالی متعلق است، بدیوان خانه در آمده، دریافتم، و صحبت شعر داشتم - خواجه غالب† که جوان زور مندی بود، و با من تعارفے داشت، احوال مرا مفصل گفته چیزے مقرر کنانید، تا یک سال می یافتم - شبے بخدمت راجه حاضر شدم، ایشان زر یک سالۀ مرا تنخواه نموده گفتند "اکثر مرا می دیده باشید" - ازان روز بعد نماز عشا بطریق ملازمان در خانه باغ ایشان می رفتم و تا دو پهر شب می ماندم - گُل‡ این خدمت آن بود که بشگفتگی خاطر اوقات میگذرانیدم - اکنون خامۀ زبان دراز طرح سخن بطور دیگر می اندازد—

(سانحه) سرداران دکن ملک را از خود می دانستند و خیال جنگ شاه در سر میداشتند - تیمور شاه پسر شاه درانی و جهان خان سردار فوج را با مردم قلیل شنیده و از دنبالۀ○ آن پروا نکرده یلغر به لاهور رفتند - فوج کم شاهی تاب جنگ نیاورده گریخت - اینها تا برودخانۀ اٹک متصرف شده، صاحبا نام سردارے را برائے ضبط آن طرف گذاشته، روانه وطن

---

* برادر رائے بهادر سنگه † (ن) جالب ‡ یعنی حاصل

○ دنباله داشتن از عقب داشتن چیزے و این در محل نفرین استعمال کنند —

که عبارت از دکن است گشتند —

چند سانحات کا اجمالی ذکر

چون نوشتن این سانحات بر سبیل اجمال منظور داشتم، اکثر مقدمات مثل چشم سخت دردن* عمادالملک بر شجاع الدوله، و مصلح بودن راجه، و هنگامهٔ بے ادائی بدخشیان+ و زبون گشتن‡ آنها از جرأت وزیر و راجه و نجیب خان+ و رفتن وزیر به لاهور برائے ضبط اموال معین‌الملک که خسر او بود، و بر آوردن زن صوبه دار مذکور از شهر مسطور و کُشتن عاقبت محمود کشمیری، و کشته شدن ستار قلی خان کشمیری، و خرابی شهر دهلی، و بغارت رفتن خانهاے مردم از جور بے تهے‡ چند که تازه بر روے کار آمده بودند، و غافل بودن این خران از چوب خدائی§ و رفتن عالی گهر با یکے از سرداران دکن که حالا تهمتیٔ بادشاهت است، و بدست فرنگیان گرفتار، و پس از چندے آمدن او بشهر براے ملازمت پدر و برسم پذیره رفتن△ راجه و غدر کردن یاران و زخمی شده رفتن او بجانب مشرق و لکد بخت خوردن ⚲ و بادشاه شدن و قید کردن انتظام‌الدوله خان خانان و برآوردن سلاطین از قلعه بگفتهٔ ناکسان و باز آمدن آنها درسوائیے که نا نوشته به است، قلم زبان آور من بتفصیل نه نگاشت، زیراچه این مو جز ♈ گنجائی این همه اطناب ♊ نداشت۔

---

* تند و تیز نظر کردن   + مغلوب گشتن   ‡ بے حوصله
§ از انتقام   △ پیشوا رفتن   ⚲ لکد بخت خوردن بمعنی فلک زده و حوادث زده ست، و لکد روزگار خوردن، مرادف آن   ♈ یعنی مختصر   ♊ طول دادن

فوج دکن کی چڑھائی دلی پر

هنوز روزگار این همه بلاها را بتمام برنپیچیده بود که گردش آسمان حقه باز فتنهٔ تازه را بعرصهٔ ظهور آورد - آشوب عجیبی برخواست، یعنی سردار جنگو نام، با فوج بسیاری از دکن رسید و گذار لشکرش در سواد شهر افتاد، دل اکثری از جا شد، قیامت برپا شد، رئیسان رنگ رو باختند، شاه و وزیر باو ساختند - دتا نام سرداری که مدارالمهام آن سردار جگردار* و جوان چارشانه† بود، از خود کرده به نجیب‌الدوله که بکنار گنگ در جاے قلب ثبات قدم ورزیده تهکن داشت دوانیدند - آنجا جنگ عظیم اتفاق افتاد ــــ

این جا عزیزان بخانهٔ وزیر انجمن شدند‡ که اگر این فوج سنگین بر گردد و بوما ریزد، قیامتی بر انگیزد که عالم ته و بالا شود و شهر بغارت رود؛ اگر دست دهد، شریک شده کار نجیب‌الدوله بسازیم وگرنه واسطه گردیده بصلح پردازیم ــــ

دهوکے سے بادشاہ عالمگیر ثانی اور انتظام‌الدوله خانخانان کا قتل

هرگاه قرار یافت وزیر برآمد و آنطرف آب خیمه کرده، مکلف بادشاه گشت - او تهارنه§ نموده جواب صاف داد - یاران چون از بادشاه دلجمعی نداشتند، مشورت کردند که بشهر بروند و بادشاه را از میان بردارند و انتظام‌الدوله را نیز زنده نگذارند - راجه همان شب آنروے آب رفت - سفیده دم آن سپاه درونان از لشکر به شهر آمده

* یعنی جری † یعنی فربه و زورآور
‡ یعنی جمع شدند § بهانه مرض کردن

پیش بادشاه حاشا زدند* که ما با وزیر بدیم، اما زمانه سازی می کنیم، نوز عظیمی دست بهم داده است، اگر حضرت دریا بند - آن ساده لوح فریب آن ناسرانجامان خورده پرسید که چیست؟ گفتند فقیر صاحب کمالی دست از دنیا برداشته از دو سه روز در قلعچهٔ فیروز شاه وارد است، فردا خواهد رفت، آخر روز اگر دیده شود، غالب است که از دعاے این بزرگ ازین بلا رهائي يابيم، و بر وزیر غالب آئیم - بادشاه از زبان درته زبان داشتن† عزیزان عصر غافل بود، وعده داد که البته خواهم دید - آخر نزدیک بشام سوار کرده بردند - چون در قلعچه رسید، بزخم کارد کار آن بیگناه ساختند، و مردهٔ او را پائین دیوار انداختند - بعد از شام از آنجا برگشته در نماز رسن به گلوے خانخانان افگنده کشیدند و بسختی تمامش کشته لاشهٔ او را از نظر مردم پنهان ربودند و غرق دریا نمودند - مردهٔ پادشاه تمام روز برسوائی تمام بر روے خاک افتاده ماند - هر که می دید، بر مرتکبان این امر ناشایسته لعنت میکرد - آخر وارثان او جگر از سنگ کرده‡، شباشب زیر خاکش پنهان ساختند، و از هراس آن بے چشم و رویان§ ماتم نگرفتند - صبح دیگر آن ستم کیشان در قلعه آمده شاهجهان نام جوانے را بر تخت نشانیدند و نذرها گزرانیدند - مدت سلطنت عالمگیر ثانی هفت سال بود —

---

* یعنی قسم خوردند　† یعنی منافقت

‡ یعني بیخوف شده　§ یعني بے مروتان

درانیوں کا دکنیوں کو شکست دینا

هر گاه این زبون گیر چند از کشتن بادشاه و انتظام‌الدوله فراغت کردند، وزیر را کوچ با کوچ بردند - او بعد از قطع منازل و طے مراحل بفوج دکن پیوسته شریک جنگ شد - هفتهٔ بر این نرفته بود که خبر رسید، فوج شاهی از اتک گذشته، صاحبا را شکست داد - سرداران دکن جنگ نجیب‌الدوله را گذاشته، سرا سیمه براے سد راه شدن، روانه گشتند - و برابر پانی پت از آب جون عبور نموده فرود آمدند - در اثناے راه جهانی سر سخت خورد* - از آنجا سنگ به سنگ زنان †، آنطرف کرنال که قصبه ایست مشهور، و آستانهٔ شاه شرف بو علی قلندر آنجاست، خیمه گاه ساختند - شام شنیده شد که لشکر شاهی بر سمت دریا سیاهی کرد - ایشان نیز سیاهیء فوج نمودند - روز دیگر پیش از تیغ کشیدن آفتاب، جوانان جرار کارگذار قریب هشت هزار سوار، و یکے از سرداران جدا کرده فرستادند - وقتیکه رفتند و بروے آن فوج ایستادند، بیک تک تک پا ‡ بسیاری از پا افتادند - سخت دلان کوه پیکر بر سر سنگ نشستند $، زنخ زنان § را زنخدانها شکستند - خونخواران آنطرف بوضعے آویختند که خون بسا کس بیکدم ریختند - چشم لشکریان این جانب ترسید، و دل جوانان بخود لرزید - اگر خدا نخواسته آن دسته بر دائرهٔ لشکر میزد

---

* یعنی تصدیع کشید † یعنی دعوی کنان

‡ یعنی بکرک و تاز $ یعنے معذب شدند

§ بیهوده گویان

همان روزگار بتمامی کشیدے و از ما مردمان یکے بشهر سلامت رسیدے - اینان شاخ از پشیمانی برآورده برگشتند؛ آنان سرکاوے زده* از آب گذشتند -

هرگاه مخیم شاه دوابه شد و نجیب‌الدوله ملحق گشت ' دکهنیان وزیر را جهت محافظت لشکر و شهر دستوری دادند و خود کنار آب گرفته آمدند' و شش کروه آنطرف خیمها زدند- این جا وزیر شهر را محکم کرده ملچارها قسمت نمود وحویلی دارا شکوه که بر دریا واقع است' براجه سپرده' بادشاه نو را که شاهجهان با شد دید —

پس از چار روز فوج شاه و نجیب‌الدوله پا جفت دویده† بدریا رسید'دلاوران پیکارجو و سواران جنگجو درپئےپور فال‡ گردیدند' پیادگان روهیله پیش قدمی نموده هنگامۀ جنگ را گرم ساختند' و چنان تردد کردند که پا یهائے شان پوست انداختند؟ - ازین طرف دتا که سر کردۀ فوج دکن بود بکار گذاران خود پهلو داده♈ به یک پهلو افتاد♉ و مقابل آن فوج سنگین ایستاد - نخستین تفنگے که ازان سو سرد ده شد' تیر او به دتا رسید و به پهلو غلطید- دکهنیان دست و پا گم کرده لاش اورا برداشتند و کنار آب گذاشتند - آنان این طرف آب آمده دست جلادت کشادند ' اینان سر بیابان هزیمت نهادند' وزیر سرداران خود را بر ملچارها گذاشته با فوج دکن آمیخت

---

* بمعنی انتفاع برداشتن † یعنی برابر دویدند
‡ یعنی تنبیه وگوشمال ؟ کذا یه از محنت بسیار
♈ امداد نموده ♉ بجد شدن درکارے

زمانهٔ غدار رنگ خرابی ریخت - درانیان دنبال گریختگان افتادہ اکثری را علف تیغ بیدریغ کردند و برگشته انداز تا راج شہر نمودند —

درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی

راجه شام از شهر بر آمده* قصد قلعهٔ جات سورج مل کرد و سلامت رفت - بنده براے حفظ ناموس خود بشهر ماندم - بعد از شام منادی شد که شاه امان داده است، باید که رعایا پریشان دل نگردد - چون لختے از شب گذشت، غارتگران دست تطاول دراز نموده شهر را آتش داده، خانها سوختند و بردند - صبح که صبح قیامت بود، تمام فوج شاهی و روهیله ها تاختند و به قتل و غارت پرداختند؛ دروازه ها شکستند، مردمان را بستند، اکثری را سوختند و سر بریدند، عالمے را بخاک و خون کشیدند - تا سه شبانروز دست ستم بر نداشتند، از خوردنی و پوشیدنی هیچ نگذاشتند، سقفها شکافتند، دیوار ها شکستند، جگرها سوختند، سینه ها خستند - آن زشت سیرتان بر در و بام، اکابران به بے سیرتی† تمام، شیخان شهر بحال خراب، بزرگان محتاج دم آب؛ گوشه نشینان بیجا شدند، اعیان همه گدا شدند، وضیع و شریف عریان، کدخدایان بے خان و مان؛ اکثرے به بلا گرفتار رسوائی کوچهٔ و بازار؛ بسیارے خدا گیر‡ زن و بچه اسیر؛ بر سر شهرے هجوم، قتل و غارت

---

* (ن) با چندے از رؤساے این جا
† یعني به بےناموسي
‡ ببلا گرفتار

علی‌العموم؛ حال عزیزان به ابتری کشید، جان بسے به لب رسید؛ زخم میزدند، و زبان به تلخ می کشودند؛ زر را می گرفتند و سلاخی می نمودند؛ باهر که بر میخوردند تا ستر پوش* می بردند؛ جهانے از جهان ناشاد رفت، ناموس عالمے بر باد رفت؛ شهر نو بخاک برابر شد، روز سوم فسق مقرر شد. انزلا خان نام نسقچی باشي رسید کلا هها و نیم تن† مردم او کشید، بارے قدغن چیان غارتگران را از شهر بر آورده باحتیاط پرداختند و آن بیرحم مردمان بشهر کهنه چسپیده، جهانے را هلاک ساختند. هفت هشت روز این هنگامه گرم بود، اسباب پوشش و قوت یک روزه در خانهٔ کسے نماند. سر مردان بے کلاه، زنان بے رومال سیاه. جمعے چون راهها قفل بود‡، روزے از زخم پراگنده خوردند§، جماعتے را از سردي هوا دندان بدندان□ کلید△ و مردند○، به بے حیائی تمام تاختند، روها بر زمین انداختند♊، غله ها را از گرسنه چشمے می اندوختند، و بدست غربا بطرح☽ می فروختند. شور و غارت زدگان شهر تا آسمان هفتم میرسید، اما شاه خود را که فقیر مي گرفت، بسبب استغراق نمی شنید؛ هزاران خانه سیاه ‖، در عین آن آتش تیز با داغ دل جلاي وطن کرده سر بصحرا زدند و چون

---

* بمعنی ازار †بمعنی انگرکهه ‡ یعنی بسته بود

§(ن) هم نخوردند □ "دندان بدندان کلود شدن" چسپیدن دندان باهم △(ن) کلود شد ○ (ن) مردم ♊ یعنی بے عزت کردند ☽ یعنی بزور می فروختند ‖ یعنی خانه خراب

چراغ صبحگاهی در راه از هوای سرد خانه روشن گردند*
بی شمار بی دست و پایان را آن سیه درونان در رکاب انداخته
اسیرانه بدائرهٔ لشکر خود بردند. دست دست‡ ظالمان بود،
دست کجی‡ میکردند. دست پلشتی□ می نمودند، دست
چرب بر سر می کشیدند، دست ببازوی زنان میرسید زد،
تیغها می آختند دستگاه می ساختند. از دست شهریان هیچ
نمی آمد، زیرا که دست و دل ایشان سرد شده بود⊠؛
کسی دست پا چه♂ می شد و کسی دست بزیر سر ستون☾
می نمود؛ بر هر دری درون سیاهی، در هر بر زنی)(
بر نگاهی△، بازاری و گیر و داری(⊙)؛ هر طرف خونریزی، هر
سمت بر آویزی♀، پاتابه پیچی‖ میکردند، بنا گوشی
میزدند◡. غریبان از خوف خشک بودند، دیدهٔ درایان
تر بها⁑ می نمودند، خانها سیاه، کوچها داغ گاه، صدها از
چوب کاری هلاک شدند، جامهٔ خون بسته، یکی* بر سر چوب
کرده نشد○، عالمی از زخم ستم جامه در خون کشید⊕ و جان
داد، اما کسی دم نزد. زمین شهر کهنه که جهان تازه اش
میگفتند، دیوار صورت کاری افتاده را مانا شد، یعنی تا هر جا

---

* یعنی مردند | دور دوره ‡ دست درازی
□ دست برد نمودن ⊠ یعنی بیکار شده بود
♂ مضطرب ☾ حیران)(کوچه △ (ن) برمگاه
تباکاهی ⊙ گرفتنی و پرسیدنی
♀ نوعی از تعزیب ‖ عیاری ◡ طمانچه
⁑ شوخی ○ یعنی بداد کسی نرسید (حاصل معنی)
⊕ یعنی کشته شد

که نظر میرفت سر و سینه و دست و پاے کشتگان بود، خانهاے آتشزده، سینه سوختگان از نار بت خانه ها یاد میداد، یعنی تا چشم بینندگان کار می کرد، سیه می نمود؛ سخت خورده * که خود را بکشتن داد آرامید ، چشم خوردهٔ آنها روے بهبود ندید - مذکه فقیر بودم، فقیر ترشدم، حالم از بے اسبابی و تهی دستی ابتر شد، تکیه که بر سر شاه راه داشتم، بخاک برابر شد - غرضکه آن بے مروتان تمام شهر را بار کرده بردند، عزیزان همه ذلیل شده جانها سپردند —

درانیوں سے دکنیوں کی جھڑپ

هنوز از نهیب و غارت دست برنداشته بودند، مشهور شد که فوج هزیمت خوردهٔ دکن با فوج دیگر که در نواح میوات بود، پیوست، ارادهٔ فاسدے دارد - شاه از استماع این خبر، مهیاے آن طرف گشته، شاهجهان را که تهمت زدهٔ چند ماهه سلطنت بود، بدستور سابق در سلاطین فرستاد و جوان بخت پسر عالی گهر را ولیعهد او گردانیده از شهر کوچید و رفت - عمادالملک همراهیان سرداران دکن گذاشته بقلعهٔ جات سورج مل آمد و نشست - وقتیکه شاه در نواح میوات رسید و دکهنیان دیدند که تیغ ما نمی برد † و چشم لشکریان ترسیده است، جنگ گریز کنان بطور قدیم خود، تا شاهجهان آباد آمده، از دریا عبور کردند - شاه نیز متعاقب در رسید و شب در سواد شهر گذرانیده از راه پایاب گذشت -

* رنج کشیده ‡ یعنی بعین الکمال گرفتار شده
† (ن) رفت ♈ یعنی تیغ ما کار نمی کند

آنروے آب چون معسکر شد' جهانخان سردار فوج پیش رفته قریب سکندرآباد' با فوج ملهار که احوال او گذارش یافت در آویخت - شاه ازین جا با سه هزار غلام سوار شده در عرصهٔ دو پاس شریک او شد - سردار آنطرت تاب مقاومت او نیاورده' دم خود را بیکے از سرداران دکن سپرده' پنهان گریخت - آن سر کرده داد دلاوری داد' و کشته افتاد - کسان دیگر دندان بحرف گذاشته * از روبروے جراران فوج شاهی گریخته' پراگنده شدند - شاه تا کول که قصبه ایست معروف - تعاقب کنان رفت - گریختگان بقلعجات سورج مل پناه برده' بعد از دو سه روز روانه پیشتر گردیدند - فوج شاه با یکے از قلعهاے او که این طرت آب جون بود' چسپید و کار بر مردم حصار سخت گرفت - زمیندار مسطور امداد آنها بالقوهٔ خود ندیده بدر تغافل زد' ناچار حصاریان انتها ز فرصت یافته' هنگام شب گریختند و میان دار فرستاده صلح نمودند —

بهاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا

(سانحه) هنوز لشکر میان دو آب بود' شهرت یافت که فوج سنگینے از دکن باندازِ جنگ در نواحِ اکبرآباد رسیده است' و زود میرسد - نجیب الدوله سرداران سمت مشرق مثل شجاع الدوله و احمد خان و حافظ رحمت وغیره را براے ملازمت آورد و هر یکے را بوعدهٔ ملکے خوش دل ساخته سرا پا † دهانید و آمادهٔ جنگ گردانید —

درین نزدیکی بهاؤ که سرسران دکن بود بانبوه پیش از پیش

---

* دندان بحرف گذاشتن بمعني عاجز شدن † يعني خلعت

از ملک سورج مل گذشت و وزیر و راجه او را مستمال ساخته، با خود آورد و متصرف شهر گشت - یعقوب علي خان که قرابتی باشا ولی خان وزیر شاه درانی داشت، و در قلعه بادشاهی بتوقع آنکه فوج شاه آنطرف آب است، کم مددي نخواهد کرد، بخود سپرده* بدست و دندان در جنگ چسپید† - دکهنیان‡ محاصره نموده بباد لیجها گرفتند - اکثر مکانات بادشاهی را که نظیر نداشتند، بخاک یکسان⟂ ساختند - چون دریا بسبب برشکال عسیرا لعبور بود و شاه نمی توانست گذشت، خان مذکور بدست راجه سربسر کرده از قلعه برآمد، نظر بر عهد و پیمان کسے مزاحم احوال او نشد - در این ایام من بخدمت راجه حاضر شدم و التماس کردم که ازگرم و سرد روزگار در آتش و آبم، میخواهم که ازین شهر برآیم و جاے دیگر بروم، شاید که آسوده شوم - ایشان رعایتی نمودند و رخصتم فرمودند - لواحقان را همراه گرفته☋ برآمدم - جاے مد نظر نداشتم، بتوکل قدم در راه گذاشتم - در تمام روز پس از خرابي بسیار، هشت و نه کروه راه طي شد - شب در سراے زیر درختی بسر کردم - صبح آن زن راجه جگل کشور که احوالش نگاشته آمد، ازان راه گذشت، ما کم‌پایانرا، از خاک برداشته همراه خود تا برسانه که معبد هنود انست و قصبه ایست هشت کروه این طرف قلعه جات سورج مل، برد و بانواع مراعات دلدهی کرد —

---

* بمعنی مغرور شدن   † بمعنی کوشش تمام

‡ (ن) جلوبهان   ⟂ (ن) برابر   ☋ (ن) پیاده پا

سالخ ذیحجه او بکامان که سه کروهی آن مکان شهریست سرحد راجه‌چی سنگه رفت - بنده با اهل و عیال در عشره آنجا اقامت نمودم، فردای عاشورا	میر صاحب کا راجه کے ساتهه کاماں جانا اور پریشانیء حال

قدم کشیدم و به کُمهیر* رسیدم —

این جا بهادر سنگه نام پسر لاله رادها کشن که بیشتر خزانچی گری صفدر جنگ داشت، و در این اوقات با راجه بود، شام آمد و سردستی بمن گرفته اومیانه سر کرد ؛ احسان مند اویم که غیر از دوست روی حقی بر نداشتم - چندے بفراغت ماندم و روز و شب گذراندم —

(حکایت) روزی بسبب فقدان اسباب معیشت دل تنگ نشسته بودم ، بخاطر رسید که با اعظم خان پسر اعظم خان کلان که در عهد فردوس آرامگاه امیر شش هزاری بود و دست و دلے داشت، اگر ملاقات کرده شود، یک دو دم خوش برآورده شود- رفتم و در طویلهٔ سورج مل که تازه اقامت گاه خانه خرابان شهر دهلی شده بود بر خوردم - آن عزیز خداش بیامرزاد ، لب را بخیر پرسش من کشاد، سر رفتهٔ خود برزبان آوردم ، سامعان را از هوش بردم ، چون حقه ا و قلیان بمیان آمد ، این بیت آمده برزبان آمد :—

امروز که چشم من و عرفی بهم افتاد
باهم نگریستیم و گرستیم و گذشتیم

---

* (ن) کنبهیر — + (ن) تهوه —

چند شعر ازین قبیل خواندم، دو سه اشک از مژه افشاندم- پس از نفسے چند خان را متفکر دیدم ، گفتم * چه بخود فرو رفتهٔ گفت خیر- گفتم - آخر گفت هر گاه شما در شهر می آمدید † ، اقسام شیرینی و انواع حلویات می آوردیم و باهم میخوردیم امروز عجب اتفاق است که دست بر شکر خام هم نداریم ، تا کاسهٔ شربتے برائے شما بیاریم - گفتم که موانع این همه نیستم آنهم بر سبیل تفنن بود ، صاحب خوب میدانند که گاهے شکم را نان سماط نکرده ام - اوقات مختلف است ، آن هنگام شربت و شیرینی بود این موسم تلخی کشیدنست - همین گفت و شنود بود که زنے خوانے بر سر از در در آمد و گفت همشیره سعیدالدین خان خان سامان دعا گفته است و قدری حلوای ‡ نزاکت و شیرینی شنبه فرستاده - خان چون سر خوان کشاد نگاهش بر گُل حلوا فتاد گُل گُل شگفت و با من گفت که این روسیاه قدر خود خوب میداند ، عمریست که بفاقه کشی میگذراند ، گاهے از جاے دم آبے لب نانے نرسیده ، تا بحلوا و شیرینی چه رسد، شما مهمان عزیزید ، این اقامت⊛ شماست حصهٔ مرا بدهید و بخانه خود فرستید ، گفتم بسیار است من چه خواهم کرد - گفتا بکار میر فیض علی پسر شما خواهد آمد - غرضکه مرد خوشی بود کاسه بند نموده△ ، قاب حلوا و خوان شیرینی

---

* (ن) پرسیدم— † (ن) بر می خوردند—

‡ نوعے از حلوا - و شیرینی شنبه ، چنانچه شیرینی - پنج شنبه که این جا رسم است که آن جا روز شنبه فاتحه می کنند—

⊛ بمعنی مهمانی — △ یعنی خوشامد کرده—

بخانهٔ من فرستاد و خندان خندان دام داد * ' دو روز بمهمان شیرینی گذرانیده شد - روز سوم پسر خورد راجه † مرا طلبید و احوال گیری کرده گفت تا تشریف آوردن راجه صاحب پیش من باشید : گفتم که اسباب معیشت مفقود است - گفت ' دل را جمع کنند ' اینجا همه چیز موجود است آن نو گل باغ کرم که شاداب و خورم باشد ' به شگفتگی خاطر مایحتاج مرا میر سانید —

درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ پانی پت میں

(سانحه) اینجا چنان مسموع شد که بشهر شهرت گرفت که صمدخان‌فوجدار سر هند با چند زمیندار و فوج بسیار می آید ' و ارادهٔ لشکر شاه دارد -

بهاؤ سردار دکن که جوان بر خود چیده ‡ بود ' کسی را پیش خود وجود نمی گذاشت ☫ ' اسباب زاید در قلعه شاهجهاناباد گذاشته ' بمقتضاے حرارت ذاتی قصد حرکت آن طرف نمود بخاطر داشت که وزیر جواهر بسیاری دارد و سورج مل زمیندار کلانی است ' اگر زمانه فرصت دهد ' از ایشان چیزے بگیرد ' راجه ناگر مل بسبب ملاقات سرداران او ازین معنی خیر بود ' روزی براجه پیغام فرستاد که تصدیت مهالک محروسه باختیار شما میگذارم - این عزیز نظر بران معنی گفت که از مدتے باوزیرم ' مناسب نیست که او ناکام باشد و من کار خود برم ' پس انسب آنست که اورا دستوری بهرت پور شود '

* یعنی رخصت داد — † (ن) راے بشن سنگه —
‡ یعنی مغرور — ☫ یعنی موجود نمیداشت —

من و سورج مل بطریق مشایعت رویم و از سرش واکرده موافق گفته کاربند شویم - غرضکه از چرب زبانی* روغن قاز مالیده روز کوچ دکهنیان ' خود و سورج مل به بهانهٔ که نگارش یافت با بهیرونیه از لشکر آنها بجگرداری تمام† سوار شده دربلم گده که حصاریست محکم ' دوازده کرو هے شهر آمده نشستند - وزیر و اسباب و خیمها روانه پیشتر شدند - وکلاے دکهنیان هرچند بسماجت گفتند ' اما بشنیدن حرف آنها نپرداختند و نسبت خود بشاه درست ساختند - رئیس دکهن که استقلال واقعی داشت و نظر بر لشکر بیشمار وآلات واسباب بیحد جمعیت ایشانرا بحساب نمی گرفت‡ چون شنید بخود پیچید و گفت که اینها چه چیز اند ؛ چراغ دولت اینها به پفی § دربند است 'من با عتماد اینان از دکن نیامده ام 'در مژگان بهم زدن بخاک برابر خواهم کرد - تدارک این حرکت بر وقت دیگر موقوف داشته ' رفت و قلعهٔ نجابت خان روهیله سر سواری گرفته' محمدخان را کُشت و آن انبوه را پرا گنده ساخت- چشم دکهنیان از برهم زدن این فوج خیره شد' از آنجا برگشته متصل پانی پت سنگربستند ' و آمادهٔ جنگ میدان شاه گشتند- وقتیے که آب جون روبکمی آورد' شاه بصد جوش و خروش بر سرداران سمت مشرق از دریا عبور نموده ' دست جلادت کشود - چند روز پیش از جنگ صف خبر رسید که گویند پندت باجم غفیر△ آمده است و انداز□

---

* زبان آوري یعنی فریب داده †یعنی بجرات تمام
‡ یعنی بخاطر نمی آورد § یعنی به اندک چیزے موقوف نیست △ یعنی انبوه بسیار □ قصد

پیوستن لشکر دکهنیان دارد ، سردارے بافوج سنگین از لشکر شاه جدا شده دوید و بے خبر رسیده، اورا بخاک و خون کشید؛ اسبابش همه بغارت برد، آن اجماع برهم خورد —

درین ولا راجه در کمهیرکه قلعهٔ سورج‌مل است، باوتشریف داد ، منکه بحسب قسمت در آنجا بودم ، رفته التماس نمودم که از چندے انتظار قدوم فرحت لزوم داشتم ؛ اکنون اجازت شود ، بطرفے بروم که با روز گارناساز گار طرف* نمی توانم شد از راه عنایتے که بحال من میداشتند، گفتند، معلوم شد که قصد بیابان مرگ شدن دارید، اما اگر من هم گذارم- همان روز چیزے جهت خرج فرستادند و علوفهٔ من بدستور سابق دستخط کرده دادند —

چون این بزرگوار بسبب آن که شاهجهان آباد خرابه بیش نهاده است ومردمان سالےدوبار خانها را بر خروش بار می‌کنند† کسے تا کجا خانه بردوش باشد و درین سر زمین که‡ گوشهٔ عافیتے است و رئیس این جا مرد آر میدهٔ هست ، بر خود نمی شکند$ ، توطن اختیار کرد - ما مردم نیز در سایهٔ دیوار او مقر خود مقرر ساخته افتادیم —

(سانحه) حقیقت هر دو لشکر آنکه اگر دکهنیان بجنگ گریز که طور قدیم آنها بود می جنگیدند اغلب که غالب

---

* مقابل † کنایه از خانه ویران کردن

‡ (ن) بحسب ظاهر $ مغرور شدن

می گردیدند - ایشان توپخانه را گرد کرده نشستند ' فوج شاهی در پئے آن شد که رسد نرسید ' وقتیکه کار تنگ شد' سردار دکن مستعدے حرب گشت' سران از سنگر وسنگ چین* بر آمده میخ دوز† ایستادند' و جگر داران شاه میخ چشم‡ آنها بوده بیک پهلو§ افتادند ' کار گذاران میدان کشیدن؟ و برهم کردن آغاز کردند ' دلاوران پیکار جو بند بر بند قبا بافته♈ به پشت کمان گرفتند ♉ ' نبرد آزمایان جنگ جو' بندوقها گرفته بدست و دندان چسپیدند ♊ ' بر رو استاد گان تیغها ♊ آخته بر سر هم دویدند' بے دهل رقصان(♌) معرکهٔ گشت و خون بر کار سوار گشتند ☽ . پیش جنگان پیاده شده در آویختند ' و از هم گذشتند ♀ : زخمها بجوانان رسیدند' جامدها در خون کشیدند♂' جنگ آوران عرصهٔ تنگ آوران از دو طرف ریختند' و تفنگها گرفته آویختند. سردار دکن ثبات ورزیده پا بمیدان گذاشت و اکثر دستهاے فوج شاهی را ز پیش برداشت - چون فتح از شاه بود ' از تردد کاری نه کشود ' هزار هزار بندوق می انداختند و بیک نفر این طرف نمی رسید و از دست تفنگ اندازان سهل مردان ♓ کار آمده از کار می رفتند-چنانچه در اول ◍

---

* سنگ چین دیوارهائے خورد † مضبوط و محکم
‡ آزار رسان § یعنی بجد تمام ؟ میدان کشیدن خود
را جمع کرده پس رفتن براے جستن ♈ یعنی یکجا شده
♂ بمعنی تیر باران کردن ♊ بجد و کد کردن کاری
♊ یعنی حریفان ♌ پهلوانان زبردست
☽ یعنی مقرر شدند ♀ یعنی مردند
♂ یعنی هلاک شدند ♓ یعنی مردان که کار از دست
ایشان بر آید ◍ یعنی اول مرتبه

و هلهٔ تیر تفنگ بوسواس‌راؤ که ریاست بنام او بود؛ رسید
و بخاک و خون غلطید - می گویند که بهاؤ جوان غیورے بود
و داد مردانگی میداد، دمی که این سانحه را بچشم خود دید،
بر زبان راند که حالا روی رفتن دکن نماند، دل از جان برداشته
دندان بجگر افشرده ؛ بر قاب سپاه زد - یعنی دیدهٔ و دانسته
خود را بکشتن داد: ملهار پیر گرگ بغل زن * بادوسه هزار
کس ازان مهلکه بیرون رفت و تمام لشکر غارت شد -
سردارانی که زنده بر آمده بودند ؛ برهنه بحال فقیران
آواره شدند ؛ و اسپ و سلاح هزار هزار سوار فرار نموده
را ده ده زمیندار اطراف شهر گرفتند چه نویسم چه که روز
سیاه بر این قوم آمد ؛ هزاران عریان † گریه کنان از هر راهی
که می گذشتند؛ باعث عبرت می‌گشتند - مردم دیهات
حبرب بریان کرده؛ بهر نفر یکمشت میدادند و احوال آنهارا
باحوال خود سنجیده؛ زبانها بشکر میکشادند - شکستی این‌چنین
کم اتفاق افتاده باشد؛ بسیاری از گرسنگی مردند و بسیاری از
سردی‌هوا جان‌سپردند - فوجیراکه درقلعه گذاشته رفته بودند ؛
ازخوف دست‌اندازی مردمان‌شاه هنگام شب گریخته‌رفت - جنس
کرورها بدست لشکریان شاه و سرداران مشرق افتاد - و باهم
قسمت‌شد - توپخانه و آلات دیگر حرب و فیل و گاؤ وشتر و اسپ
سوائی نقد و جنس شجاع‌الدوله وغیره بپای خود گرفتند‡ -

* نوعی از گرگ که در رفتن از زانوی آواز بر آید † (ن) هزاران
‡ بحصهٔ خود گرفتن

درانیان که فقیران محض بودند' سوار دولت گردیدند* . با هر
ده یا شی صد شتر بار ' بایک نفر دوخروار ' دولت عظیمی دست
بهم داد ' هریک کلاه کج نهاد - شاه بعدازین‌گونه فتحے که شاهان
سلف‌را هم میسر نه آمده‌باشد' با کروفر تمام داخل شهر شده'
رقمها بنام سرداران اطراف و جوانب نوشت که بیایند و نوکری
نمایند - نوشتهٔ براجه نیز رسید ' ایشان بگمان آنکه شاه بادشاه
هندوستان شد وازین ملک زرخیز نخواهدرفت و مارا نوکري
بایدکرد' رفتند - و نجیب‌الدوله پیشوا آمده برد و ملازمت شاه
بدست شاولی خان وزیر اونمودند - صحبت بآن دستور دانشور
برآر شد - مهرخود حواله‌کرد و نیابت وزارت داد' چنانچه موجب
رفاه امرائے عظام گشتند -

راجه‌کی وساطت سے شجاع‌الدوله‌کی صفائی وزیر درانی سے	وزیر یکبار گفت که پدر شجاع‌الدوله با شما ته دلی داشت† واین بابا طفلست وغیر بابا‡ کاری ندارد ونمی فهمد که

این شاه است' بیک پشت چشم نازک کردن$ جهانی را برباد
میدهد' خبر شرطست ' بادپرانی⊙ اینگونه بسیار بدماغش
میخورد◡ - نظر بررفاقت هیچ‌انمی گوید' لیکن برین‌غره نباید‌شد -

بادشاهان و نکویان دوگروه عجبند
که نبودند و نباشند بفرمان کسے

بهتر آنست که شما و نجیب‌الدوله رفته اورا معقول کنند'

---

* یعنی طالع‌مند شدند † یعنی دوستی داشت‡ یعنی بلند پروازی
$ یعنی بهک ناز کردن⊙یعنی غرور ☺ یعنی غرور◡ آزرده کردن

و گرنه فردا جرم از مانیست - رفتند واورا با تیغ و کفن* آورده ا
از وزیر رخصت گرفتند - بارے صحبت کوک شد† و کدورت بصفا
انجا مید - من دراین سفر بایشاں بودم -

درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت گری کی پردرد داستان

(حکایت)روزے پرست زدم‡ راهم برویرانهٔ تازه شهر افتاد' بر هر قدمی گریستم و عبرت گرفتم' و چون بیشتر رفتم' حیران تر شدم' مکانهارا نشناختم' دیاری نیافتم' از عمارت آثار ندیدم' از ساکنان خبر نشنیدم -

از هر که سخن کردم' گفتند که اینجا نیست
از هر که نشان جستم' گفتند که پیدا نیست

خانها نشسته §' دیوارها شکسته' خانقاه بے صوفی' خرابات بے مست خرابهٔ بود' ازین دست تابآن دست -

هر کجا افتاده دیدم خشت در ویرانهٔ
بود فرد دفتر احوال صاحب خانهٔ

بازارها کجا که بگویم' طفلان ته بازار کجا' حسن کو که بپرسم' یاران زرد رخسار کو' جوانان رعنا رفتند' پیران پارسا گذشتند' محلها خراب' کوچها نایاب' وحشت هویدا' انس نا پیدا' رباعی استادے بیادم آمد —

افتاد گذارم چو بویرانهٔ طوس
دیدم جغدے نشسته بر جاے خروس
گفتم چه خبرداري ازین ویرانه؟
گفتا خبراینست که افسوس افسوس!

* یعني بعذر بسیار † موافق شد ‡ سیر کردن § ویران شده

ناگاه در محلهٔ رسیدم که آنجا میماندم ' صحبت میداشتم' شعر میخواندم، عاشقانه میزیستم شبها می گریستم' عشق باخوش‌قدان می باختم ' ایشان‌را بلند می انداختم * ' یا سلسلهٔ مویان می‌بودم' پرستش نکویان می نمودم ' اگر دمی بے ایشان می نشستم' تنها بر تنها می شکستم ' بزم می آراستم' خوبانرا می خواستم' مهمانی میکردم' زندگانی می کردم. دوست روی† نیامد که باو نفس خوش برآرم' مخاطب صحیحے نیافتم - که صحبت دارم: باز از وحشت گاهی کوچه بصحرا راهی استادم و بحیرت دیدم: مکروه بسیارے کشیدم' عهد کردم که باز نیایم ' تابا شم قصد شهر ننمایم —

(سانحه)هرگاه قرار یافت که شاولیخان با راجه برآید و ملک گیري نماید فوج شاه که از غنیمت مالامال بود' بردرخانه هنگامه آرا شده گفتند که ما بوطن خود میرویم' اگر شاه خواسته باشد بماند: مدتست که برائی کار△ برکار سواریم○' از زن و فرزند خبرنداریم. شاه چون فکر نمود' دید که بے فوج در ملک بیگانه نمی توانم بود. ناچار رفتن قندهار که دارالملک او بود ' مقرر گردانید - و زیر خیمه بر آمده را باز طلبید و از روئے سرداران اینها خجالت کشید - در روز پیشتر شجاع‌الدوله و راجه را مرخص کرد' شهزاده جوان‌بخت را ولیعهد شاه‌عالم نمود و شهر راباختیار نجیب‌الدوله گذاشته برخواستند' ودر راه فوجدار سرهند زین‌خان نام افغانی [ ] را که از قوم وقبیلهٔ آنها

---

* ستایش کردن † اشنا روی △(ن)او ○ بجای مقرریم □ سردارے

بوده گرده بلا هور رفتند۔ چون غرور این قوم از حد گذشت غیرت الهی از دست سکهان که عبارت از نا کسان و شعر بافان و نداقان و بزازان و سمساران* و بدالان † و نجاران و قزاقان و مزارعان و کم بغلان ‡ و پاچداریان ♉ و کلل خسپان ♈ و بازاریان وبےتهان ☒ و بی مایگان و تهی دستان آن نواح باشد ذلیل ساخت؛ قریب چهل و پنجاه هزارکس گرد آمده خود را بر روئے آن لشکر گران کشیدند۔ گاهی برنگی چهره △ می شدند که زخمها بر میداشتند و رونمی گردانیدند، و گاهی طرف شده با طراف پریشان گردیده ♓ صد دو صد را بدنبال می بردند و می کشتند۔ هر صبح گرد فتنه می انگیختند، هر شام از چارسو میریختند، لشکریان را سکان روي یخ ساخته بودند ♊ یخ بسیار آب می گشت ♉ تا فرار می نمودند۔ گاهے سفید □ میشدند وبر بهیرو نبه می افتا دند، گاهی سیاهی می نمودند و می استادند و بشهر می ریختند، و سنگ بسنگ میزدند ◍۔ مو پریشان و سر پیچدار در اردو می شدند؛ شب شر و شور، روز عروکور ♋ پیاده آنها شمشیر بر سوار زدی و قدح زین را خون ریز کردي، دست کش ♂ شان قدر انداز ♀ را گرفته بردي و شست آویز ♉ نمودی غرض که این بےنا موسان بے دولت آن بی حقیقتان را آنقدر

---

* دلالان † ای بقالان ‡ کم مایگان ♉ یعنی مفلسان ♈ یعنی کسا نیکه در گلخن می خوابند ☒ یعنی بے حوصله گان △ ای مقابل ♓ (ن) نه گردیده ♊ ای مضطرب کرده بودند ♉ یعنی رنج بسیار می کشیدند □ نمودار ◍ یعنی خراب می کردند ♋ یعنی آواز فریاد نامعقول و هرزه و طمطراق بے جا ♂ یعنی خادم ♀ یعنی قادر انداز ♉ شست آویز، نوعے از تعذیب

رسواساختند که سرداران اطراف این صحبت راشنیده' از نظرها انداختند. مقا و مت بواقعی نتوا نستند' سلامت رفتن خود غنیمت دانستند' آخرسراپائی* نظامت آنشهر به هندوی داده راه پیش گرفتند - این انبوه دنباله گردان' غارت کنان' سر گله زنان† ' تا آب اتک رفت و شست و شوي‡ خوبی داده متصرف آن صوبه که دو کرور روپیه حاصل داشت' شد - بعد از چندے آن هندوی خون گرفته☆ شهر نشین را کشته مالک گشتند - چون وارثے درمیان نبود' آن عوام کالانعام ملک را با هم قسمت نمودند و بر روئی رعایا در احسان کشودند' یعنی آگاه رسم ملک داری نبودند' پرچهٔ مزارعان دست برداشته دادند' مفت خود شمرده گرفتند —

(سانحه) در همین سال سورج مل که زمیندار زور آوری است' آبا و اجداد او همیشه مورد عنایات بادشاهان اولوالعزم مانده اند' در حالتی که خبر بود' راهداري مابین اکبراباد و شاه جهان آباد باو تعلق داشت - در این ایام از سستی رؤسائے اسلام سری کشید و متصرف اکثر محالات گردید - بسبب حرام توشگئی قلعه دار سیه روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت: شاه عالم بتحریک شجاع الدوله که حالا وزیراوست' با لشکر بیشمار حرکت کرد' زبان زد خلق شد که برائے اخراج سورج مل می آید' زمیندار مذکور جهت محافظت شهر و حصار مسطور' از قلعه جات خود رفته به اِرادهٔ پرخاش نشست و به راجه نوشت که آمدن شما

---

* بمعنی خلعت   † ای دعوی کنان   ‡ تنبیه خوب کرده
☆ خون گرفته ' اجل رسیده

مناسب تراست ایشان که آشنا از چوب خشک میتراشیدند* میان دار فرستاده' آن انبوه را باز گردانیدند-

میر صاحب کا آگرے جانا

من به این تقریب بعد سی سال' باکبرآباد رفتم' و زیارات مزارات پدر و عم بزرگوار کردم - شعراے آن جا مرا سر آمد این فن دانسته' اکثر ملاقات می کردند—

(حکایت) اوازۀ عالمے شنیدم' رفتم و دیدم' ملاے قشری† برآمد' یعنی بمغز سخن نمی رسید' هنوز نفس درست نکرده بودم که از بے تہی سخن سر کرد که اکثر جوانان این عهد رافضی می باشند' و در حق بزرگان از سقیفه سازی چها که نمی تراشند‡ - این تسبیح خاک امام شما که موجب غبار خاطر ما صفا پیشگانست دلیل است که شما میل برفض دارید' اگر در واقع چنین است' مرا بحال من وا گذارید - گفتم که مرا نیز همین تردد بود' الحمد لله که صاحب سنی برآمدند - مغز خر خورده¶ کنایه نفهمید و بسیار خوش گردید - چون مرا موافق یافت' پر و پوچ چندے یافت بیمزه تر شدم و برخاسته آمدم—

(حکایت) صبح و شام بر لب دریا که بسیار بخوبی واقع است' آنطرت باغات و این طرف قلعه و حویلیهاے امراے عظام' گوئی که نهر بهشتی است' میرفتم و چشم آب میدادم§ -

---

* ای مختدرع آشنائی بودن † یعنی بے مغز
‡ بمعنی حرف دروغ بستن ¶ یعنی احمق § یعنی تماشا کردم

شور بکر تراشی من* آفاق را گرفته بود، بکر نگاهان† مژگان سیاهان، خوش ترکیبان، جامه زیبان، پاکیزه طینتان، موزون طبعتان مرا نمی گذاشتند و بعزت میداشتند - دو سه بار سراسر شهر رفتم؛ علما، فقرا، شعراے آنجا را دیدم، مخاطبے که ازو دل بیتاب تسلی شود، نیافتم - گفتم، سبحان‌الله این آن شهریست که هر برزن او‡ عارفے، کاملے، فاضلے، شاعرے، منشئے، دانشمندے، فقیهے، متکلمے، حکیمے، صوفئے، محدثے، مدرسے، درویشے متوکلے، شیخے، ملائے، حافظے، قاریئے، امامے، موزنے، مدرسهٔ مسجدے، خانقاهے، تکیهٔ مهمان سراے، مکانے، باغے داشت، اکنون جاے نمی بینم که درو شاد کام نشینم؛ آدمی بهم نمی رسد که باو صحبت گزینم؛ خرابه وحشت ناکی دیدم، رنجے کشیدم و بر گردیدم - مدت چار ماه ازین قرار△ در وطن مالوف گذرانیده، وقت رفتن آب حسرت بچشم گردانیدم و بقلعجات سورج مل رسیدم —

قاسم علی خاں ناظم بنگاله سے شجاع الدوله کی بد عهدی

(سانحه) آنجا آمده شنیدم که با قاسم علی خان ناظم بنگاله و نصرانیان تجارت پیشه که آنجا از مدت سکونت داشتند، جنگ واقع شد - رعایا و زمینداران آن ملک از ستم بے نهایتش بجان آمده بودند، جانب او نگرفتند - پایان کار هزیمت خورده، با لشکر شکسته و زر و جواهر و اقمشه و امتعه بسیار، به عظیم‌آباد که این صوبه هم

---

*یعنی معنی تازه پیدا کردن
†یعنی خوبانِ شرمگین
‡ای هر کوچهٔ او
△باین طور

باو بود آمد - فرنگیان نیز در رسیدند، خواست که شهربند شود و بجنگد؛ لشکرش پشت داد، باز شکست افتاد، مال و اسباب خود را بار نموده، با نه، ده هزار کس بسرحد شجاع‌الدوله رسید، آنها بالفعل دست برداشتند و قدم پیش نگذاشتند - وقتیکه متصل بنارس رسید، خیمه کرده، بوزیر نوشت که من بامید اعانت شما آمده ام، اگر سردستی بمن بگیرند و بجنگ نصرانیان مخالف مذهب در آیند، خرچ سپاه و ملازمان حضور متصدیان من سر انجام نمایند - ایشان نوشتند که اول شما بیائید و ملازمت بادشاه نمائید، آنچه بحضور قرار خواهد یافت، موافق آن بعمل خواهد آمد - آن فلک کردهٔ* آسمان غدار، نا آگاه از نه کار، مع اسباب و آلات و پانصد فیل، باعتماد خام دستان† چند که واسطه بودند، از آب آن رود خانه که زیر شهر مذکور واقع است گذشته داخل لشکر شد و دائره کرد - نظر تنگ چشمان این طرف نظر بر اسباب بادشاه.نهٔ او افتاد، چشم سیاه کردند و کهنه فعلهٔ چند‡ فرستاده، بفریب و عذر محبوسش ساختند - بعد از دو سه روز از زر بستهٔ§ و خرده و جواهر و اجناس دیگر و اسپ فیل و گاؤ و شتر$ و خیمه و فرش هر چه داشت وزیر بگفتهٔ نا مآل اندیشان پیش او هیچ نگذاشت - بد عهدان که درمیان بودند، نظر به عهد نامه نداشتند، چون خامهٔ سیه

---

* فلک کردن نوعے از عذاب کردن آن واژونه آویختن است ـ

† اے خام طمعان ‡ یعنی مکار و مجهول و تجربه کار

§ زر بسته، مقابل خورده $ (ن) اشتر

رودندان بحسرت خود گذاشتند* آمده بود که کیسے دست او خواهد گرفت، این جا انگشتر† باشد، چون انگشت از ستم روزگار بر آورد‡ و حلقه بر در وزیر زد، یومیه از سرکار بیگم که عبارت از نام شجاع‌الدوله باشد، براے او مقرر شد، باقی داستان بفردا شب میگذارم که افسانه دیگر بر زبان دارم—

جواهر سنگهه کی دست درازی اور نجیب‌الدوله کی گوشمالی

(سانحه) جواهر سنگهه پسر کلان سورج مل که سردار جگر داریست§، از مدت خیال ریاست در سر دارد؛ چنانچه پیش ازین با پدر در آویخته، خون بسیاری ریخته بود و دو سه زخم دامن دار برداشت - در این ایام بفرخ نگر که سه منزلی شاهجهان‌آباد، شهریست، بسمت مغرب، و سر حد آن بسرحد ملک پدر او پیوسته است، رفت - و با زمیندار آنجا که پدرش فوجداری گرد شهر دهلی میکرد، آویزشی نمود و طول داد - او نیز سر فرود نیاورده در افتاد؛ چون دو ماه برین گذشت، سورج مل با فوج سنگین قصد آن طرف نمود - بخانهٔ راجه براے رخصت آمد، ایشان گفتند که شما زینهار فروید، مبادا باعث فتنه و هنگامه شوید، آنجا نجیب‌الدوله هم قریب است، اگر میراعات اسلام کند، جنگ بمیان آید، معهذا طرف ثانی قلعه دارد و صاحب الوس است، اگر سماجت نماید و دیر شود،

---

* اے برگفتهٔ خود ثابت نبودن
† کنایه از چیزے مختصر ‡ اے پنده خواستن
§ یعنی مرد جری

عظیم‌شان شهانهاند - در آداب ریاست نوشته اند که فاکار از تقریر آید، باید که سردار به پسر نفرماید، و تا از پسر شود، خود نرود - خاصهٔ آن‌ست که چون وعده قریب می شود، حرف معقول نمی شنود - گوش بر حرف ایشان مینداخت، رفت و رئیس آنجارا اسیر ساخت؛ سپاهیان دست تعدی دراز نموده خانهائے شرفائے آنجارا بغارت بردند - برادرانش که با نجیب‌الدوله بودند، دستارها بر زمین زدند ولے طاقتی نمودند - او برائی خاطر آنها ملتجی شد که ایشان به سزائی کردهٔ خود رسیدند، اکنون از سر تقصیر باید گذشت، نشینند و دلیرانه بشاهجهان‌آباد رفت - اوبدر تغافل زده دروازه هائے شهر را بند نمود و سر بر نکرد؛ این بر خود چیده، متکبر از آب دریا گذشته، بر سرش دوید و موجب آشوب گردید - در آدمی گیری او شبه نیست؛ صد بار پیغام داد که من با شما سر پر خاش ندارم، لهذا فوج خودرا بر نمی آرم، غربائی شهر تصدیع می کشند، دایره کردن اینجا مناسب نیست، یک جواب آدمیانه نداد، و بسفاهت گفته فرستاد که من فوج نواب را دیده خواهم رفت؛ اگر زود برایند، احسان است که کارهائے دیگر در پیش دارم، وگر نه فوجے که در اختیار من نیست صبح و شام بشهر می تازد - آن سردار گفت که البته صبح برمی آیم و سان * فوج † خود می نمایم —

(نقل) شخصے که درمیان بود بمن می گفت که دل شب

---

* (ن) شان † بمعنی حجلهٔ فوج

فوج را رخصت عبور دریا داد و خود وا کشید - و بعد از ساعتے چشم کشاد ' و گفت که عجب واقع * دیدم - گفتند چه طور است ؟ گفت ' کلاغے بر درختے نشسته است و زاغان بسیار بر و گرد آمده ' شورے دارند- منکه ازان راه گذشتم ' بیک تیرش بر خاک انداختم - زاغان کشتهٔ اورا دیده ' همه یکبارگی پریدند - غالب که فتح از من است ' انشاءالله صبح سوار میشوم' و این سیاه درون را می کشم —

چون صبح دمید' آسمان تیغ حادثه بچرخ کشید† جارچیان جار زدند' خود بر فیل نشسته' از آب گذشت و باستقلال تمام مقابل گشت - حریف چون گاؤ چهار پهلو‡ در خود شکسته و خر خود را☽ دراز بسته♂ صفوف فوج بر روئے ایشان کشید تفنگ چیان گرم انداختن تفنگ' آزموده کاران نظر بر اسلوب جنگ؛ سردار این طرف آماده کین‌استاده بود و پا از وضع‌خود بیرون نمی گذاشت- رئیس آن طرف دامن بالا زده خود کشی♉ می نمود و دست از شوخی بر نمیداشت—

هر گاه روهیله ها سرگرم دوتیغه بازی شدند ' او در دسته خود را پنهان ساخت و بالا بالا رفته ' غافل از این که اجل چیره دست || در کمین است' بر سپاهے که بسمت شهر بود' زد-

---

* واقع عجیبے　　† یعنی تیز کرد　　‡ اے فربه

☽ اے مغرور　　♂ کنایه از با مائی کردن

♉ اے جهد بلیغ　　|| یعنی تیزدست

شورے برخاست ' رو داران قلب بمدد آنها شتافته این بلا را بر چیدند * - در همان گرد و غبار آن اجل رسیده زخمی برداشت که از اسپ برخاک افتاد و جامه گزاشت† - اما کسے ندانست که این سورج مل است باهم می گفتند وقتیکه او سهند را جلو خواهد داد ' قیامت درجلو او خواهد بود - ندانستند که جماعت درازدست از پیش جنگی خودرا بکشتن داده است - از آن وقت تا شام باز جنگ بمیان نیامد ' آن جا کار تمام شد و اینجا هراسان که شب افتاده است ' مبادا شبخون زند ' و مارا برخاک هلاک افگند - بعد شام فوجے روانه شده بود ' پراگنده شد و رفت؛ تا نصف شب مهیائے کار براسپ و فیل سوار استاده ماندند - اما همه متامل که چه بلاست از آن طرف صدائے بر نمی خیزد' نشود که فوج حریف غافل بریزد و قیامت بر انگیزد - جاسوسان از لشکر بر آمده دوسه کروه این طرف آن طرف کافتند' احدی را نیافتند - قریب بشکستن شب‡ آمده گفتند که از مردم دیهات شنیده شد که جماعتے بسرا سیمگی میرفت و میگفت ' افسوس سردارے چون سورج مل کشته شود و ما بیمروتان لاش اورا برخاک میدان گذاشته از ترس جان برویم - ازین جا به ظهور می پیوندد که او درشورش آخر روز که بفوج التمش§ بود کشته شد و لشکرش گریخته رفت —

---

* یعنی دور کردند　　† یعنی مرد

‡ یعنی قریب آخر شدن شب　　§ یعنی چند اول

دراین گفتگو بودند که صبح سفید شد و سوارے دست بریدہ آورد و گفت که این دست آن دست خشک شدۂ اوست که جراحت*داشت؛دیگران نیز شناختند و کوس شادی نواختند؛ و چون به یقین پیوست، قدم بتعاقب کشادند و دنبال گریختگان افتادند؛اگر از دریا می گذشتند، باعث خرابی جهانے می گشتند۔ اما راجہ نوشت که نواب این دولت را که عبارت از چنین فتح است از صحرا یافته ا باید که غنیمت بدانند و عنان بگردانند۔ این جا انبوہ بسیار است ، اگر اُستادگی نمایند، باز کار دشوار است - راے در ستیے و قلب سلیمے داشت ، نوشته ایشان را دید و بر گردید —

جواهر سنگهه که از استماع این خبر جان در تن نداشت و بظاهر خود را بمسمار دوخته قایم بود، آمد و بر مسند ریاست نشسته در فکر گرد آوردن لشکر افتاد - در همت و شجاعت و مروت صد مرتبه از پدر خرد بهتر است —

دولت ندهد خداے کس را بغلط

—(حقیقت حال لشکر بادشاہ و وزیر)—

(سانحه) حالانکه شجاع الدوله بگفتۂ نا کسان و نا تجربه کاران چند که در مزاجش تصرف داشتند ، بطمع صوبۂ عظیم‌آباد که اگر به یک تگ دو ؛ پا بدست بیاید مفت است، شاہ عالم را با خود گرفته بشکر بآنصوب کشید - کشیش ^

* یعنی ناسور ا از صحرا یافتن مفت یافتن ؛ (ن) تگ و دو ^ این معرب قسیس است یعنی رئیس و راهب —

عیسائیان یعنی سردار فرنگیان شهر را محکم کرده، نوشت که سر بر سر کسیکه داشتیم * او را زدیم و ازین ملک برآوردیم، با نواب و بادشاه کارے نداریم، سبب این حرکت معلوم نمی شود که چیست و محرک سلسلۀ فتنه و فساد کیست؟ اگر انقیاد منظور است ما مطیع منقادیم، حاجت بکشیدن این رنج بیفائده نیست، وگر استیصال ما بگفتۀ نو کیسه گان † نا فهم مقصود است، گذر نداریم ‡: مزاج بزرگان حکم سیل تند دارد، بهر جانب که رو می آرد می آرد، ما خسانرا چه سر و سامان که سد راه توانیم شد، طبیعت سرداران را بباد صرصر نسبت میکنند، ما که مشت خاکیم، چه ساز و برگ داریم، که راه بر توانیم گرفت - نا معاملۀ فهمان حضور که بے بهره از شعور بودند، نوشتن بامِ مکرے آنهارا محمول بر بد دلی △ نموده، باصرار باعث کوچ شدند —

هر گاه تلاقی فریقین در ظاهر آن شهر دست بهم داد، فرنگیان بندوقها گرفته در آویختند، مغلان غیرت بهرام بر خزانۀ آقا ریختند، نصرانیان قدم جرات پیش گذاشتند - عیسوی نام چیلۀ نواب جسارتے ☺ کرد و جان داد، بادشاه چون تماشائیان ایستاده ماند، شکست افتاد - نواب که بطرفے از اطرات ● می جنگید توقف مصلحت ندیده، با معدودے راه صوبه پیش گرفت، مسافت بعید را بیک نیم روزے طے نموده،

---

* یعنی کوهنه کسیکه داشتیم † اے نو دولتان

‡ یعنی چاره نداریم △ اے نا مردی ☺ دلیری

● (ن) شهر

بمقر خود رسید - از آنجا نقد و جنس و ناموس بضرورت برآورده روانهٔ فرخ‌آباد شد —

اگرچه این عالم دارالجزا نیست، اما گاهے چنین هم اتفاق می افتد که این شکست فاحش بر این چنین لشکر گران کیفرآن بود که بقاسم علی خان کرده بودند —

آنجا نصرانیان متصرف خیمه ها و آلات حرب وغیره گشته، بادشاه را با خود گرفتند و بآرمیدگی عازم این طرف شدند - در عرصهٔ هشت هفت روز باو ده که دارالقرار شجاع‌الدوله باشد، آمده شکرانهٔ این فتح که فوق تصور آنها بود، مجوز آزار احدے نگشتند - بعد از هفته بادشاه را دو لک روپیه ماهیانه کرده به اله آباد رخصت کردند که حضرت بطور خود باشند ما دا نیم و ملک --

(سانحه) در خلال همین حال جواهر سنگهه با لشکر غدار او ملهار که احوال او نوشته آمد، بدعوی خون پدر، بر نجیب‌الدوله رفته، به دهلی چسپیده بود - خلقے از گرانی غله بجان آمد، قتل و قتال، جنگ و جدال قریب دو ماه ماند - عمادالملک که در فکر کناره کردن بود، معه ناموس از قلعه بهرت پور بر آمده، مردمان زاید را بفرخ‌آباد فرستاد و خود شریک جواهر سنگهه شد —

آخر از آمد آمد شاه که در این سال تا شاه‌آباد آمد و از تشویش سکهان بے سر و پا بر گشت، مسوده ها همه باطل شدند و آن جنگ بصلح انجامید - عمادالملک با ملهار، پیش همد خان بنگش که ربط دوستی داشت رفت؛ و جواهر سنگهه

بملک خود آمده بکارهاے دیگر پرداخت - سرداران عهد پدر که بخاطرش نمی آوردند، بعضے را کشت و بعضے را مفید ساخت —

نواب عمادالملک باین سن یگانۀ عصراست، اوصاف * بسیار دارد ، چنانچه پنج شش خط بخوبی می نویسد ، شعر ریختہ، فارسی ، هر دو بامزه می گوید - بحال فقیر عنایتے بیش از بیش می کند؛ هرگاه بخدمت شریف او حاضر شده‌ام ، خطے برداشته —

(سانحه) تبئین مقال احوال شجاع‌الدوله آنکه بامیدحمایت کسان که به فرخ‌آباد رحل اقامت افگنده بود ، از آنها غیر شماتت و بے مروتی ندیدا - ناچار باملهار که احوال او سبق مذکور شد ، طرح سلوک انداخته انبوهے گرد آورد ، و بجنگ فرنگیان برد ، چون مقابله فئیتن شد ، بادلچها از طرفین انداختند ، گرفتند ، دسته هاے فوج دکن ، برائے نمود جرأت خود، بروے توپخانه رفته نیزه بازی نمودند و دست خونریز کشودند - عیسائیان از سنگر بآهستگی برآمده توپ اندازان بو ضعے در آمدند که چشم دکهنیان ترسید و ترکی تمام گردید- آنچنان دست و پا گم کرده گریختند که گوئی درمیان نبودند - در دو سه روز بگوالیار که سه منزلي اکبرآباد ، شهریست حاکم نشین و در تصرف آنها بود ، رسیدند و حال شکستۀ خود را در چند روز درست کرده آمادۀ جنگ

---

* (ن)حمیده † (ن)خفت و ذلت بسیارے کشید

جواهرسنگهه شدند- آنجا دعوی شجاع‌الدوله قطع شد٬ راضی بمرگ بوده ٬ تن تنها پیش فرنگیان رفت - آنها رو ازو گرفته* دست از همه چیز برداشتند و صوبجات را بطور او گذاشته به عظیم آباد رفتند —

هر گاه رفع حجاب† شد ٬ باز خلعت وزارت پوشیده ٬ خلع‌العذار بدارالقرار خود که اوده باشد آمد و نشست -

دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملهار راؤ کا شکسته دل هوکر وفات پانا

(سانحه) این جا دکهنیان تیره روزگار با فوج بسیار بسرحد جواهرسنگهه آمده ٬ اکثر دیهات را تاختند و خراب ساختند - جواهر سنگهه که دلاور مقرریست ٬ از قلعجات برآمده هشت نه هزار سوار سکهان که دران ایام دران ضلع آمده بودند ٬ نوکر کرده رفت و چهره شد‡ - هنگا-یکه جنگ بهم پیوست ٬ آن مدبران روباختند و ایشان باسر و نهیب پرداختند- چنانچه قریب پانصد کس با سردارے اسیر کرده آوردند و عرض سپاهگیری آن ها بر دند - چون ملهار مرد روداره بود ٬ شکست بر شکست خورد ٬ از فرط اندوه و غم سه چار منزل رفته مرد —

---

* یعنی ار و شرم کرده — † (ن) بادشاه و وزیر --

‡ ای مقابل —

دکنیوں اورجواہرسنگھ کی لشکر آرائی۔ شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کرکے بھاگ جانا

بہمین نزدیکی رگھناتھہ راؤ کہ سردار مقرری دکھنیان است ' بافوج کثیر رسیدہ' بیکی از زمینداران آنطرت سرحد جواہر سنگھ چسپید و موجب فتنۂ آن ملک گردید۔ زمیندار مذکور بایشان رفتگی داشت ' نوشت کہ اگر دکھنیان مرا پایمال ساختند ' یقین خاطر باشد کہ بملک شما هم دست تصرف دراز خواهند کرد: آمدن بسرحد خود من از واجبات است و صرفۂ من نیز درین است۔ این جوان فراخ دامان با لشکر بے پایان رفتہ ' این طرف چنبل کہ رود خانہ مشهور است ' دایرۂ کرد۔ دکھنیان دو دلہ شدہ ' طرح یکدلی انداختند۔ هنوز هردو لشکر محاذی بودند کہ خبر آمدن شاہ شایع گشت۔ سران* دکھن کہ از نام او آب می تاختند+ ' جگر درباختہ رهگرائے او طان خود گشتند و بشکستن قید اُساری کہ در جنگ سلها ر بگیر آمدہ بودند ' صلح نمودند۔ این عزیز بعضی نمک بحراماں را کہ بادکھنیان در ساختہ ' چها کہ نمی گفتند ' گوشمال بواجبی دادہ باکبرآباد آمد —

راجہ از قلعجات‡ برائے ملاقات او رفت ' مرا زیارت مشت خاک پدر و عم بزرگوار باین تقریب باز میسر آمد: همگی پانزدہ روز آنجا ماندہ عنان آن طرت بگر داند۔

* (ن) پیران + یعنی می شباشیدند ‡ (ن) قلعہ برامدہ

شاہ درانی کا ستلج کے اس طرف تک آنا اور سکھوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر واپس جانا

این بار هم شاه درانی تا این طرف ستلج که رود معروف است ' از دست سکهان پا درهوا خرابیها کشید و بر گشت —

جو اهر سنگهہ راجہ مادهو راؤ میں تنازع اور جنگ —

(سانحه) درین ولا جواهر سنگه را باراجۀ مادهو سنگه پسر جے سنگه بر امورے از امورات زمیندارى ناخوشی شد و رفته رفته بنزع کشید.

این جوان جری بخرابی ملک او کمر بسته در ظاهر ببهانۀ ملاقات راجه بجے سنگه پسر بخت سنگه که احوال او رقمزدۀ کلک سحر طراز گردیده' بر پهکر که آبگیر کلانیست' غیرت بحیره* ' و هنودان غسل آن جا را عبادت میدانند ' رفت و در راه اکثر قریات را بخاک برابر ساخت بجےسنگه اگرچه جوان برد لیکن رائے صایبے داشت ' آمده بر خورد و راسطۀ صلح شد عهد پیمان بمیان آمد! چون جواهر سنگه بر گشت ' سرداران راجه مادهو سنگه نقض‌عهد نموده آمادۀ پیکار شدند' تا دوپهر جنگ تیر و تفنگ ماند ' آخر راجپوتان جهالت کیش از اسپان فرود آمده ' دست بشمشیر ها زدند ' پائے ثبات اکثر از جا رفت -

---

* یعنی جهیل و تالاب   (ن) رائے بهادر سنگه پسر کلان راجه که جوان بجرأت و همت آشناست' درین سفر ابه جواهر سنگه به تقریب غسل آن آبگیر رفته بود چون ازان جا بر گشتند

این جوان دلاور* داد جوانمردی داده ' این چنین بلائے صعب را برچیده† چون شام افتاد بر هر دو لشکر شکست افتاد آتش تیز کهن از هر دو سو زبانه کش است و رعایا مثل خس و خاشاک می سوزد باید دید که از پردهٔ غیب چه ظهور میرسد —

راجه مادهو راؤ کا بیمار هوکر مرجانا اور لڑائی کا خاتمه

(سانحه) چون جواهر سنگه بقلعجات آمد و نشست ' فوج راجپوتان بخیرگی تمام دست تاراج بدیهات نواح دراز کردند ' و باستظهار‡ دکهنیان آبادیها را خراب نمودند- درین ایام انبوهے از سکهان آنطرف آب جون بود- رئیس این طرف بآنها مستظهر شده طرف گشت ' گشت و خون بمیان آمد- عالمے تلف گشت ' آخر فوج حریف را از ملک خود بدر کرده ' سرداران سکهان را بر روے آنها دوانید♊ و رفتن خود مصلحت ندید- این قوم دغل بآنها در ساخت و باین سردار بد باخت- هر گاه بد عهدی این بے سرو پایان دید ' کار بسیار به بے مزگي کشید- در همین حال اقبال یاوری کرده که راجهٔ مادهو سنگه بسبب بیماری که داشت درگذشت- سر کردگان آن فوج ناچار سر بسرم♌ کرده برگشتند و سکهان بے ته از همان راه گذشتند—

---

* (ن) جواهر سنگه و راے بهادر سنگه † (ن) چیدند
‡ پشت گرمی ♊ (ن) کشید ♌ صلح

جواهر سنگهه کا قتل۔ اُسکے بیٹے کی جانشینی اور مارا جانا۔ کهیری سنگهه کا جانشین هونا' ابتری اور خانه جنگی

(سانحهٔ عظیمے) آنکه درین نزدیکی جواهر سنگه باکبرآباد رفت و از دست ناکسے به یک زخم شمشیر جهان فانی را پدرود نمود۔ ریاست به راؤ سنگه رتن سنگه برادر او رسید۔ این سیه کار مدام شراب میخورد و بر خلق خدا جفا از حد می برد' چنانچه در ریاست دہ ماہ باکس و ناکس بد باخت' آخر مهوسے بزخم کارد کار او ساخت۔ سردارے' بنام پسر او کهیری سنگه مقرر شد' اختیار بدست نوکران افتاد۔ کار ابتر شد—

اکنون کار پردازان' نول سنگهه پسر چار مین سورج مل را که در عرصه نبود' به نیابت آن طفل برداشته اند' اگر از آب خوب بر می آید خوبست وگرنه کار بسیار بے اسلوب است۔ وقتیکه نفاق این قوم به طول کشید و نوبت کار پردازی ملک به سفها رسید' نول سنگه و برادر خورد رنجیت سنگه که قلعه کمهیر باو تعلق دارد۔ هر دو بجنگ بر خواستند' قریب پانزدہ شبانروز جنگ توپ و بان و تیرو تفنگ درمیان ماند۔ چون قلعه استحکام واقعی داشت' ناچار نول سنگه بذر صلح زد و گذاشت۔ هر چند درمیان هر دو برادر بظاهر صلح و صفا شد' اما کینه باطنی را چه علاج؟۔ جیا رام که سر کردۂ فوج رنجیت سنگه و مدارالمهام بود' در لشکر دکهنیان' که در آن ایام چار پنج منزل آن طرف می گشتند' رفت: سرداران را ترغیب نموده۔ در ملک خود راہ داد۔ همین ها که حالا کلهٔ گوشه

به آسمان می سایند، بحال خراب باو آمده، زیر دیوار قلعهٔ کمهیر دایره کردند - آن قدر دل باخته بودند که از هر کس می پرسیدند، فوج نول سنگه چه قدر است و چه قسم می جنگد- اگر نول سنگه از جاے خود حرکت نمی کرد، کار او باین خرابی نمی کشید و دکهنیان هم بطریق ضیافت چیزے گرفته میرفتند- چنانچه حرکت بجانب متهرا کرده بودند که هنگام شب نا آزموده کاران نول سنگه قریب گوردهن که آن هم معبد هنودانست· آمده پریشان جنگیدند- صد این جا و دو صد آنجا هزاری این جا و پانصدی آنجا از این جهت هر که هر جا بود، همان تنها بود، کسے بداد کسے نرسید، نسیم فتح و ظفر بر پرچم علمهاے دکهنیان وزید - اسپان و فیلان و شتران و آلات حرب بسیار این طرف بدست قلقچیان آنطرف افتاد - بر چنین شکست هم نتوانستند که بقلعجات نول سنگهه بچسپند، غنیمت شمرده از رود خانه جون گذشتند و میان دو آب را خیمه را ساختند - چون اقامت ایشان بامتداد کشید، نجیب الدوله از حزم بهرهٔ وافی داشت، با خود سنجید که این بلا بالا نخواهد رفت، مبادا که آسیبے بشهر رسد، با پسر و برادر و فوجے که همراه بود، توکل کرده پیش سرداران آمد، تا جان در تن داشت نگذاشت که دکهنیان رو بسوے شهر کنند - وقتیکه او از مرض مزمنے که داشت، از میان رفت، سرداران بر اموره* از امورات سهل نا خوشی بضابطه خان

---

* ن) امرے

پسر او درمیان آوردند - آخرالامر او واسوخته بسکرتال رفت' ایشان قریب شهر آمده خیمها زدند ---

چون بد پردازی و نا سازی جاتان از حد گذشت و لطف باش و بود بالکلیه رفت' راجه ناگرمل با بست هزار خانه * که بسبب این مرد آباد شده بودند و اکثر وابستگی بدامن دولت این داشتند' برخاستن مقرر کرد' و اجازت از سرداران آنجا خواست' که آن بے چشم و رویان که هنوز در کمین آزار مردمان اند' بلیت و لعل گذرانیده' خواستند که در بناے عزم این سر کرده خلل انداز شوند' و بآهستگی دست تطاول کشانید - هر گاه بیقین پیوست که اینها نمی گذارند' بلکه سد راه می شوند' راجه نظر بر خدا کرده انچه لازمهٔ سرداریست' بکار برده' با هر دو پسر بجرأت تمام سوار شد و بیرون قلعه آمده' چنان همت بامداد غربا گماشت که ناموس نفرے هم آنجا نگذاشت - از لطف دادار بیهمال و بیمن نیت خوب در دو سه روز معه این قافلهٔ گران داخل کامان که شهر سر حدے راجه پرتهی سنگهه پسر مادهو سنگهه است که حالا رئیس او را قرار داده اند' گشت - ما تلخ کامان نیز بسبب علاقهٔ نوکری وابستگی در این اقامت گزیده ایم و می بینم که آبخور† چندے اینجا نگاه میدارد' یا جاے دیگر می برد ---

---

* (ن) مردم دهلی

† بمعنی قسمت

میر صاحب کا راجه کی جانب سے بطور ایلچی بادشاه کے لشکر میں جانا اور عهد و پیمان کرنا. راجه سے شکر رنجی

(سانحه) درین ایام مشهور است* که رایات اقبال بادشاهی' بفرخ‌آباد سایه افگن گشت؛ راجه مرا پیش حسام الدین خان که در مزاج بادشاه تصرف داشت' فرستاد' رفتم و عهد و پیمان درست کرده ام - این جا پسر خورد او که با من خوب نبود' از آن سبب که من با برادران کلانش ربط گونه داشتم' علی‌الزعم به پدر فهمانید که پیش دکهنیان رفتن اولی است - چنانچه بلشکر بادشاه نه رفتند و عازم شهر گشتند - نا چار من نیز معه لواحقان خود برسوائے تمام با ایشان شدم؛ چون بشهر رسیدم' زن و فرزند را در سرائے عرب گذاشته' از ایشان برخاستم †—

سندهیا کی قوت اور بادشاه کی ذلت

در این ولا سندهیا که یکے از سرداران کلان دکهن است پیشوا رفته' بادشاه را با خود آورد و داخل شهر کرد - چندین برین نرفته بود که سرداران باهم قرار دادند که بادشاه را با خرد گرفته' بر ضابطه خان پسر نجیب‌الدوله مرحوم باید رفت - هر چند بادشاه تعلل بمیان آورد' فائده نکرد' باین تقریب من هم‡ همراه لشکر بادشاه روانهٔ آنطرف

---

*(ن) شد

† (ن) بعد از دو سه روز با راے بهادر سنگهه برخورده حقیقت حال همه بیان نمودند - او با ما موافق مقدور خود در پرداخت احوال شکسته تقصیرے نکرد —

‡ (ن) با راے بهادر سنگهه

گشتم - رفتند و ضابطه خان را بے جنگ گریزانیده ' اموال و اسباب و خانه و ناموس او بتصرف در آوردند - بادشاه را غیر از دو صد اسپان لاغر و چند خیمهٔ کهنه نه دادند - بادشاه ازین حرکت بسیار بے مزه ماند ' اما چه فائده که دکهنیان مقتدر ' و این جا زور نه زر ؛ چون زور بآنها نرسید ' متصدیان حضور بضبط جاگیرات اعزه این جا پرداختند و بسا عزیزان را ذلیل و خوار ساختند —

میر صاحب کا لشکر شاهی کے هر سرکردے پاس دانا اور مایوس هونا

من* بگدائی برخاسته بر در هر سرکرده لشکر شاهی رفتم ' چون بسبب شعر ' شهرت من بسیار بود ' مردمان رعایت گونه بحال من مبذول داشتند - باری بحال سگ و گربه زنده ماندم ' و با وجیهدالدین خان † برادر خورد حسام‌الدوله ملاقات نمودم آن مرد نظر بر شهرت من و اهلیت خود ' قدرے قلیلے معین کرد و دلدهی بسیار نمود —

بادشاه کو بهڑکا کر دکنیوں سے لڑانا اور ناکام رهنا

القصه چون بادشاه از سر کشئی رئیسان دکن دل خوشی‡ نداشت ' بے مرضی آنها روانه شهر شده ' داخل قلعه گشت - این جا آمده نجف خان که خود را در لشکر بادشاهی سپاهی می گرفت ' بادشاه را نا سنجیده و نا فهمیده برین پاه آورد که محالات متعینه جات را متصرف باید شد - آخر باصرار تمام اجازت این امر عظیم '

* (ن) ازیں جهت راے بهادر سنگهه را نیز دستے نماند —
† (ن) وجیهه‌الدوله — ‡ (ن) دل پرے داشتے —

بے مشورت حسام‌الدوله که با سرداران دکن ربط تمام داشت، گرفته ده پانزده هزار مردم مفلوک شهر و بیرونجات گرد آورد و شروع در آن مهم نموده، دوازده محالات نزدیک شهر را متصرف شده طرف کلاه بر شکست - چون کم سن و نا دیدهٔ روزگار بود، بگفتهٔ سفیهان نا مآل اندیش از جائے رفته، مستعد حرب دکهنیان شد - آنها مشوره کردند که هنوز بادشاه مافا بگداست، باین زور و طاقت ارادهٔ مقابلهٔ ما کرده است، اگر زور واقعی بهم خواهد رسانید، کار بر ماتنگ خواهد کرد، بهتر آنست که دوآبه کوچ بطرف شهر نمایم و فرصت نداده کار او بسازیم - اگر در جنگ از میان برود، رفته باشد وگرنه سر جنگی زده انبوه گدائی را پرا گنده سازیم و خودش را بحال فقیران نگاه داریم، که بنان و نمک معاش می کرده باشد و دست نگر ما باشد —

شهر کا سلامت رهنا	هرگاه این مشوره قرار یافت، ضابطه خان‌را* بوعدهٔ بخشی گری وسهارنپور

که از تصرف او بر آورده بیادشاه داده بودند، خوشدل ساخته، رفیق نمودند - فوج جات را نیز برین منوال همراه گرفته، از میان دوآب بتری هائے † تمام ‡ برابر در عرصهٔ یک هفته، برابر فریدآباد آمده، عبور دریا پایاب کردند - دو سه روز زود خوردی ماند - آخر روزی جنگ بمیان آمد، از این طرف هم نجف خان دیلو چان و موسی مدک فرنگی که باغوائے

* (ن) پسر نجیب‌الدوله —   † اے بشوخیهائے —
‡ ن) که نه نوشته به اسعے —

نجف خان از نوکری جات دست برداشته ' ملحق این فوج فلک زده گشته بودند ' پائے جلادت به میدان معرکه فشردند۔ چون سیاهی فوج دکهنیان دیدند ' مغلان حرام توشه پشت داده ' روسیاهی گزیدند - اجل رسیدگان چند که جامهٔ هم سرتن نداشتند ' مفت زخم هائے دامن دار برداشته ' بوادی عدم شتافتند۔ دستهٔ آن طرف میدان را خالی یافته بے محابه به شهر در آمد - فیلان بادشاهی و یراق بسیاری را بر سر گریختگان گذاشته ' باخود برد - پریشانے چند که جمع شده بودند ' بیک چشمک زدن از میان رفتند - تا یکپاس شب گذشته ' حسام الدین خان بامعدودے چند در ریتی استاده ماند و باز برخاسته پیش بادشاه رفت ' قریب نصف شب نجف خان نیز مظلومان چند را بکشتن داده ' داخل حویلی خود شد - شهر کهنه که جسته جسته آبادي داشت ' در این سانحه از سر نو بغارت رفت ماغربا را حافظ حقیقی در حفظ خود نگهداشت ' صبح جراران این طرف تاب مقاومت نداشتند که بمیدان برآیند ' مورچال برابر دیوار شهر پناه درست کرده ' بجنگ بادلچها آن روز گذرانیدند - اقبال بادشاهی کار کرد ' وگرنه قلعهٔ مبارک راهم می پرانیدند - سلیقهٔ جنگ و استعداد این طرف همان روز معلوم شده بود که چون آمد آمد فوج دکهنیان شد ' هوش اکثرے رفت و مردم توپ خانه برائے تیاری آلات حرب مثل توپ و رهکله و جزایر افتاده و سرب و بارت و بان وغیره ' عرضی بحضور اقدس کردند ' متصدیان صد روپیه به میر آتش که از برت خنک تراست ' تنخواه کردند - هئیت او و سمات او اگربینی

دانی که مردمان چنین می باشند - آنچنان در کنجے خزید که تا جنگ درمیان بود، اورا کسے ندید - آخر روز سوم حسام‌الدوله سوار شده رفت و صلح دلخواه آنها کرده آمد - بارے شهر نو سلامت ماند، کنون باشارۀ مختار * دکهنیان درپے بر آوردن نجف خان و مغلان حرام کوزه † اند، به بینم که چنان صورت میگردد، این ادبار زدگان چه طور از شهر برمی آیند و بکجا میروند —

القصه سندهیا که سردار سیومین دکهنیان بود، بطرف جےپور رفت - سرداران دیگر ارادۀ آن طرف آب دارند، غالب که از راه فرخ آباد بجهانسی بروند، از آنجا سبب آشوب ملک شجاع الدوله شوند —

مغلوں کا شهر بدر هونا اور دکهنیوں پاس چلے جانا

(سانحه) چون زبان زد مردم شهر بود که نجف خان وغیره سرداران و مغلان شوره پشت دعوی تنخواه در سر دارند، هر گاه دکهنیان کوچیده میروند، این جم غفیر‡ بر در بادشه نشسته، متصدیان را تنگ کرده زر طلب خود خواهند خواست - لهذا حسام الدوله○ بدکنیان گفت که این ها نمک بحرام و هنگامه پردازند، بهر طوریکه دانید، همت بر اخراج ایشان بر گمارید - حالا حسب‌الاشاره□ او سرداران جنوب در پے آنند که آن قوم را از

---

* (ن) نواب موصوف
† (ن) سیه رو
‡ بمعنی جماعت کثیر
○ (ن) که مختار بودند
□ (ن) الارشاد نواب مذکور

شہر بر آرند' چنانچہ قدغن است کہ مغلے در شہر نماند - وقتیکہ این گفتگو بطول کشید و متصدیان حضور در قلعہ رفتہ نشستند و مردم شہر را بند کردند - در ظاہر آن گروہ بے شکوہ تا لاہوری دروازہ ملچارہا بستہ' آتش فتنہ و فساد بر کردند و بباطن با دکنیان بالقوہ رو کشی آنہا نداشتند' در ساختند - چون از ہنگامہ آرائی کار پیش نرفت و دیدند کہ در استادگی کشتہ خواہیم شد' ناچار مہیاے بر آمدن شدہ' با جنوبیان عہد و پیمان نمودند - بعد از دو سہ روز نجف خان و دیگر سرکردہائے مغلان با ہمہ یاران خود در لشکر آنہا رفتہ' اہل دکن کہ صاحب سلوک اند' و مراعات ظاہر را در ہیچ وقت نمی گذارند' در عزت این ازدحام نافرجام تقصیرے نکردند - اما آن عزت کہ در نوکری پادشاہ بود' معلوم - در چند روز این جماعت بے حقیقت پراگندہ می شود' ہر کس بطرفی خواہد رفت - و ہمین مشہور است کہ بالفعل دکنیان این ہئیت مجموعی را تا اکبرآباد باخود می برند و از آنجا اجازت خواہند داد کہ ہر کس ہر جا کہ خواستہ باشد برود —

الحاصل مغلان شرارت بنیاد و جنوبیان سراپا فساد' قریب است کہ بروند و حضرت ظل سبحانی بذات قدسی صفات با دو سہ محرر در قلعۂ مبارک بے تشویش آیندہ و روندہ تشریف دارند - اگر روزے صد بار بر کنگرہ کنگرہ حصار جہت سیر بر آیند' کیست کہ حجاب او مانع شود' و گر بہ بازار پیادہ پا برایند حاجب کو کہ دور باش نماید - اسلوب چنین

به نظر می آید که اهل حرفه سر بصحرا زنند و سپاهی پیشگان بگدائی دست دراز کنند - هر کسے راه خود گیرد' شهر رونق بسیار پذیرد —

بادشاه کا حسام الدین خان کا مغلوں کے حواله کر دینا

(سانحه) تازه آنکه چون جنوبیان' نجف خان را همراه گرفته' رو بآن روے آب آوردند' وزیر حال از صوبهٔ خود باستظهار نصرانیان یاغار کرده' به فرخ آباد رسید' و رو کش گردید - چون سرداران جنوب خود را دران مرتبه نیافتند که حریف آنها شوند' قریب سه ماه به قیل و قال گذرانده' خواهان صلح شدند - چون وزیر هم دلاور مقررے بود' غنیمت دانسته' قبول این معنی نمود - آخرالامر نجف خان را مختار کار حضور کرده روانه صوبهٔ خود شد - دکهنیان و مشرقیان هم جواب و سوال خود باو سپرده به مکان هاے متصرفه رفتند - چون نجف خان داخل شهر گردید' رنگ از روے حسام الدوله پرید' دو سه روز درخانه نشست' بعد ازان پادشاه در قلعه طلبداشتند' کاغذ حساب چند ساله خود را طلب کرد و همان جا نگاهداشت - مجدالدوله عبدالاحد خان پسر عبدالمجید خان مغفور که از کار پردازان مقررے پادشاهے بود' از تغیر راجه ناگرمل' خلعت دیوانی خالصه پوشید و بکار* پادشاهی پرداخت - آخر کار بادشاه حسام الدین خان را که مختارالملک بود' مجبور ساخته بابت

---

*(ن) مختار کار بادشاه شد —

زر پادشاهي و تلخواه مغلان بعوض هشت صد لک روپیه حوالهٔ فتحه* خان درانی وغیره نمود، او را از قلعه بخانهٔ خود برد - حالا مغلان مختار اند خواه بکشند و خواه بگذارند :

این شامت اعمال قیامت بسر آورد

نجف خان کا بادشاہ کی راے سے جاٹوں پر حملہ کرنا اور کامیاب ہونا

(سانحه) عبدالاحد خان که دیوان خالصه شده بود، و در مزاج بادشاه دخل تمامی کرد، مختار گشت، و هرچه می خواست، میکرد؛ کسے را یاراے دم زدن نبود؛ فوج بادشاهي باحال تباه، بادشاه بیدستگاه، بر سایر شهر و چند ده گذران معلوم ' جات که عبارت از اولاد سورج مل باشد، تا درگاه حضرت خواجه قطب الدین بختار کاکی که از شهر سه چهار کروه است، متصرف بود - نجف خان پیش بادشاه عرض می کرد که حضرت زندگانی باین قسم ظاهر است ' اگر این ملکے که در تصرف جات است بدست بیابد، نصف دل خوش بسر می توان کرد - بادشاه می گفت " مگر خواب می بینید ' سخن که از دهن خود زیاده باشد ' چرا باید گفت"- او می گفت "گر چنیں اتفاق شود، حضرت مرا چه میدهند"- بادشاه گفت " سوم حصهٔ از ملک من بگیرم ' باقی بخش شماست"†- چون ادبار آن قوم نزدیک شد ' روزے فوج آنها بمیدان کرهی که قریب درگاه خواجه مسطور علیه الرحمة است ' آمد و آغاز شوخی کرد ' نجف خان با مردمی که

* (ن) علي
† ابے حصهٔ شما

یراق هم نداشتند، حرکت مذبوحی کرده ، بروی آنها دوید - آنها که مغرور بودند ، بخاطر نیاورده زود بردي نمودند- چون جنگ بمیان آمد صورتے که متصور نبود، جلوه گر شد - یعنے تا شام آن جنگ زدند ، مردمان پادشاه شب بزراعت خام معاش کرده هم آن جا اقامت انداختند و کوس شادي نواختند - صبح آن قدم پیش گزاشته ، به بلم گده که حصار مضبوط آنها بود، بفاصلهٔ دوازده کروه از شهر رفته چسپیدند- چند روز جنگ توپ و رهکله درمیان ماند ، سردار آنجا گفت از گرفتن حصار جنگ جاٹان تمام نمی شود، بیشتر بروید، جنگیے که با سردارانست، آن جنگ را بزنید ، این حصار را من بی جنگ خالی کرده خواهم داد - نجف خان باین سن کم سردار سخن شنو بود، دست ازآن حصار برداشته، همان سردار را آنجا گزاشته ارادهٔ پیشتر نمود - چون قریب هوڈل که قصبهٔ متصرفهٔ جاٹان بود ، رسید، کار بدشواری کشید - یعنی فوج سنگین از آن طرف آمده ، بر رو استاد، کار کلانی بر سر افتاد، سردار جاٹان که نول سنگه نام داشت، بالشکر گران و توپخانهٔ بسیار آمد و چهره شد * هنگامهٔ جنگ گردید ، فلک جامه هائے بسا کس بخون کشید † رفته رفته زمین به تنگی گرائید ، پرخاش به یراق کو تاه آنجا میه مردمان پادشاهی ، از کثرت فاقها تباهی ، دست از جانها بر داشته ، پائے ثبات افشردند ، و سخت خوردند ، و مردند-

---

* یعنی مقابل شد - † یعنی هلاک کرد

چون فتح باد بار آن قوم بود ، سرداران پیادہ شدہ کار را پیش بردند - آن فوج گران هزیمت خوردہ برگشت —

سهرو نام فرنگی که توپ و رهکلهٔ آن طرت بجرأت تمام دیری ایستادہ ماند، آخر روز آن هم رو بفرار نهاد ؛ نجف خان که این کار بزرگ بسرداری او سر انجام یافت ، کلاہ کج کرد - هر که این ماجرا شنید ، خیلے متعجب گردید۔ سردار جاتّان بحصار خود رفت و بر بستر افتاد - این جا بر نجف خان مردم بسیارے گرد آمدند ، رئیس کلانے شد۔ چون زر پیش خود نداشت ، مردمانرا بزبان نگاهداشته ; هر کسے که می آمد ، نوکر میشد - در چند روز لشکر حکم دریائے بے کران پیدا کرد - اگرچه کنار خشک* داشت ، اما بتر زبانی+ کار خود می کرد - چون دید که بسخن هائے دروغ فوج نمی ماند، جگر کرد و سرداران را بمحالات حات فرستادن آغاز کرد - آخر این نقش درست بنشست ، خودش رفته بحصار ڈیک که از آن جا دوازدہ کروہ ، بود چسپید - سردار آن طرت که بیمار بود ، قضارا در گزشت، آنها رنجیت پسر چهارم سورجمل را برداشته ، همت بر جنگ گماشتند - داروغهٔ توپخانهٔ آن قلعه بسرداران این طرت سازشے کردہ ، راہ درآمد ، حصار نشان داد ، مردمان یورش نمودہ در آمدند ، و بغارت شهر منتفع شدند — هر کم بغل دو بغل تاس بادله آورد، اسباب بسیار و توپخانهٔ بیشمار ، بدست

---

* یعنی مفلس بود   + بچرب زبانی

نجف خان هم آمد - قلقچیان این فوج مالدار شدند، بعد غارت هفت هشت روز، آن قلعه را حوالهٔ سردارے کرد، قدم پیش کشاد - کمهیر که حصار دیگرش بود، قصد آنجا نمود، رنجیت که سردار آن قوم شده بود، آن قلعه را خالی گذاشته، و آلات جنگ یکشاخ* افگنده، به بهرت پور که حصار محکمیست، رفت - ایشان متصرف این شهر نیز شدند و مال بسیارے بدست سپاهیان آمد - نا چار جاٹان پیغام صلح دادند و کشوری که مادر رنجیت باشد، و از شعور بهرهٔ داشت، آمد و آشتی خواست - نجف خان بهرت پور را باینها داده و کار بر وقت دیگر گذاشته، باکبرآباد که دارالسلطنت مقرریست و جاٹان متصرف بودند، رفته، مهیاے جنگ آن قلعه شد - چون اقبال یاور بود، در اندک فرصت نقب داده بدست آورد - سرداریکه از طرف جاٹان دران تمکن داشت، بوعده و وعید بدر کرد - با مردمان آنجا سر کرد† و تمام آن صوبه را متصرف گشت - بهر که میخواست، محالات آنجا تنخواه می کرد، در چندے مالک تمام آن ملک شد - راجها و زمینداران همه سر حساب شدند - اگر جاٹان حرکت مذبوحی می کردند، بیک سیلی زدن ناز روے اینطرف نمی آوردند—

حسب وعده نجف خان بادشاه ملک کا تیسرا حصه دینے پر مجبور هوا	هر گاه نجف خان مالک این همه ملک شد و کار او بالا گرفت و در حضور عبدالاحد خان لکد برابر زد‡، یعنی مدار سلطنت بران قرار گرفت - بادشاه از نجف خان، موافق وعده

* اے یکطرف † اے سلوک کرد ‡ فخر کردن و سر بفلک رسانیدن

سوال سوم حصۂ ملک نمود، او در حضور آمده گفت که
این همه فوج که بامن است ملک تنخواه مردمان کرده داده ام،
حضرت زر سوم حصۂ ملک از من می گرفته باشند- بادشاه از
زبان زیر زبان * داشتن او اطمینان نداشت، گفت:- این قدر
ملک باید گذاشت، کش زدن† مردانۂ او پیش زور آوری
عبدالاحد خان پیش رفت نشد، تا چار محالات سوم حصۂ ملک
بطور مختار جدا کرده داد، و خلعت میر بخشیگری عطا شد،
امیرالامرا شد- بعد از چندے از حضور رخصت خواسته،
باکرآباد رفت —

عبدالاحد خان سکھون سے مل کر راجه پٹیاله پر حمله کرتا هے اور پهر صلح کر لیتا هے

این جا عبدالاحد خان سکهان را از
خود کرده، هر چه بالقوه داشت،
بآنها داد- باعتماد آن جم غفیر
بادشاهزاده فرخنده اختر را گرفته
براجه پٹیاله لشکر کشید- نه دلش
این که اگر اتفاق شود، سکهان را بروے نجف خان باید دوانید-
آن طرف میرفت، و خیال این طرف داشت- رفته رفته کار
بآنجا کشید که مردم بسیاری از لشکر امیرالامرا جدا شده،
ملازم مختار گردیدند- چون ملک دار نمود، و تدبیر ریاست
خوب نمیدانست، کارها را نا تمام میگذاشت- چندے بسر کرد
و بمشورت سکهان با راجه سربسر کرد‡- زریکه داشت، بخرچ
آمد، چیزے از بادشاه خواست-شاه از طلب کردن زر بے مزه شد

---

* اے از وعده هاے دروغ او-

† دست در گردن حریف انداخته آویختن-

‡ اے صلح کرد-

و نوشت که بهر طوریکه باشد، آنجا باشد، من زر ندارم—

نواب شجاع‌الدوله تنها فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روے مروت کڑہ و الہ‌آباد واپس دے دیتے ہیں

(سانحه) وزیرؔ اعظم امیر معظم نواب شجاع‌الدوله که سر بفلک داشت، بجنگ حافظ رحمت روهیله که باو دم همسری میزد و خصومت می کرد، برآمد- حریف از راه خصومت، بفرنگیان می نوشت:- وزیر که این همه فوج نگه می دارد، سر بر سر شما دارد* - چنانچه گورنر بهادر که صاحب است، باراده پرخاش پیشتر آمده بود، نواب وزیر که مراعات این قوم، غالب بیش از بیش می نمود، تنها پیش آنها رفت و گفت من پاس شما می کنم و از کسے دیگر فروتنی نخواهم کشید- درین هر چه خواسته باشد، بشود- یا مرا همراه به کلکته ببرند، یا ملک را بطور من گذارند- فرنگیان سکوک وزیر دیده دست از همه چیز کشیده، کڑه و الہ‌آباد را هم حواله کرده، رفتند- سپهر کاسه باز، چرخ زدن آغاز کرد و زمانهٔ دیگر گشت—

شجاع‌الدوله انگریزوں کي مدد سے روهیلوں پر حمله کرتا ہے اور فتح پاتا ہے

هر گاه وزیر از آنجا برگشت اکثرے از فرنگیان مقدمةالجیش وزیر شده، جنگ را بطور خود مقرر کردند و چون چشم روهیله ها ازین لشکران که حکم دریاے بیکران داشت، ترسیده بود، ضابطه خان و سرداران چند به جمعیت ده دوازده

* یعنی کهله دارد—

هزار کس الف بر زمین کشیده* اظهار این معنی نمودند که ما مردم دولت خواهانیم سرتابی نمی توانیم کرد - وزیر اعظم نظر بر فضل نا متناهی الهی گفت که پس پشت فوج استاده باشند اگر چه بعضے از سر کرده ها گفتند که این قوم غدار است رو نباید داد مبادا در وقت جنگ موجب تشویش شوند و چون وزیر جگر دار واقعی بود پشت چشمی نازک کرده† گفت که " زور اینها را در نظر دارم به یک تگ تگ بابخاک در آرم -

صاحبزاده آصف الدوله بهادر که حالا وزیر اعظم است در تردد کارزار سر گرم بسیار بهر طرف که روی آورد گرد می انگیخت زنجیرهٔ توپ خانه بزرو تیغ می گسیخت - وقتیکه هنگامهٔ جنگ گرم ترشد حریف که غرق آهن بود از موم فرم ترشد - گوله ها به این بسیاری می رسیدند که بسیاری را بخاک و خون می کشیدند - چون زمین تنگ شد حریف دید که گذر و گریز نیست ناچار جگر از سنگ کرده در میدان باستاد و دل از جهان برداشته تن بمردن داد - زود برو بمیان آمده انبوه آن طرف بجان آمد هوش از سر دلاوران پرید گوله بسینه اش رسید صفوفها برهم خوردند سر دشمن چون گوئی بردند - هرگاه در این لشکر ظفر اثر آوردند و نمودند روهیله ها زبان به تصدیق کشودند که هر عمل را جزاے و هر کرده را سزائے است - چون یقین شد که او کشته افتاد شکرانهٔ این فتح وزیر سر بسجده نهاد - لشکرش

* اے مجرا کرده † اے بے دماغ شده

بغارت رفت و ناموس بگیر آمد* ، ملک سیر حاصل او همه در تصرف وزیر آمد —

نجف خان که دراین جنگ از اکبرآباد آمده ، ملحق لشکر وزیر شده بود ، رخصت شده باز باکرآباد رفت —

میر صاحب کی خانه نشینی	فقیر در آن ایام خانه نشین بود ، بادشاه اکثر تکلیف کرد ، نرفتم ۔ ابوالقاسم خان پسر ابوالبرکات خان

که صوبه دار کشمیر بود و بنی عم عبدالاحد خان مختار است ، مرعات گونه بکار می برد ، گاه گاه باو ملاقات می شد ، گاهے بادشاه هم چیزے بچیزے می فرستاد :

مصرعے گاه گاه می گویم
کاردنیائے من همین قدر است

وفات شجاع الدوله	بعد این فتح عظیم وزیر اعظم ، امیر معظم ، بشکوه تمام ، داخل صوبه

شد ۔ چون چشم سپهر بدنبال † اهل رزگار می باشد ، گوئی که چشمے ‡ باین انبوه پر شکوه رسید ۔ یعنی دستور جگر دار ، کلان کار ، بسبب آب گردش△ بیماری بهمرسانید که تدارکش دشوار به نظر می آمد ۔ هر چند اطبا و فرنگیان بمعالجه سعی نمودند ، اما فایدهٔ مترتب نشد ۔ از هشیار سری چون دید که بیماری بطول کشید ، خلف الصدق آصف الدوله بهادر را که

---

* اے بدید آمد   † درپئے خرابی کسے شدن
‡ چشم رسیدن ۔ به بلائے عین الکمال گرفتار شدن
△ یعنی تغیرات آب و هوا

شایستۀ کار و جرار و عالم مدار و مدوار* فیض و احسان است، بر مسند وزارت نشاند ، و از جہان فانی دامن افشاند - در ماتم آن امیر بزرگ عالمے سیاہ پوش گردید ، عجب سانحہ بظہور رسید اگر ہزار سال چرخ چرخ میزند، تا این چنین جوان سردارے ہمہ تن جرأت، سراپا مروت ، بہم می رسد ــ

وفات مختارالدولہ اور حسن رضاخان کی نیابت

بعد از چندے مختارالدولہ کہ اختیار کاروبار وزارت و صوبہ داری داشت، زمانہ اش فرصت نداد و نگذاشت ، از دست خواجہ سرائے بسنت نام کشتہ افتاد ، و سر بوادئی عدم نہاد - نوبت نیابت بہ حسن رضا خان سرفرازالدولہ بہادر رسید - و این سرداریست با تمکین ، متواضع ، متصف بہ حسن خلق ، صفت کرم ، بر صفت ہائے حمیدہ‌اش غالب ، دلجوئی وضیع و شریف را بہ حسن سلوک طالب ، الطاف عمیمش سراچہ اکثرے را در می یابد ، خداش سلامت دارد ــ

بادشاہ کی طلبی پر نجف خان کا آنا اور عبدالاحدخاں کا گرفتار کرنا اور اس کا مرض سل میں مبتلا ہونا

(سانحہ) بادشاہ از طلب کردن زر مختار بے مزہ شدہ ، بہ نجف خان ذوالفقارالدولہ نوشت کہ خود را بہر طوریکہ دانند، اینجا رساند او بپایہائے بادشاہ شیرانہ و دلیرانہ روانۂ حضور گردید- از استماع این خبر کہ امیرالامرا می آید، سرکن پرکن† با بنوہ ...کہان معہ بادشاہزادہ عبدالاحد خان بآہو سوارشدہ‡ ،

* یعنی چشمہ
† اے ، مضطرب الحال
‡ اے شتاب

دو روز پیشتر از نجف خان مسطور داخل شهر گشت، و در قلعه بندوبست کرده نشست - شورے برخاست که ذوالفقارالدوله آمد، بادشاه همین مختار را برائے پذیرا شدن* گفت، بتزک تمام رفت و ملاقات کرد- وقت سوار شدن هر دو بر یک فیل نشستند، نجف خان عبدالاحد خان را دو رو منافق دانسته، بزبان داشته، تا دروازۂ قلعه بنرمی تمام آمد - ازین جا اشارتے به مردمان خود کرد که توپ رهکله و فوج من بلا تحاشا اندرون قلعه بروند و جا بجا ایستاده شوند - هر چند تفاوت میان هر دو یک پشت کارد بود اگر می خواست، کار مختار می ساخت، اما نظر بر بندگی بادشاه که این هم بنده است، مرضی بادشاه را اول دریافت کنم، بعد ازان هرچه خواهد شد - خواهد شد چون با ین هنگامه پیش بادشاه آمد، و ملازمت گردید، آقا دل پری دارد، می خواهد که این را نگذارد - از آن جا بر گشته درمیان بازار ایستاد وعرضی فرستاد که من از لحاظ حضور دست انداز نشدم، اکنون تا ازین جا عبدالاحد خان را باخودنبرم، نخواهم رفت- بادشاه در ظاهر گفت و شنود بمیان آورد، و بباطن گفت که بهر طوریکه باشد این را باید برد - چون مردمان مختار مجبور شده رفته بودند و سکهان یکسو شدند - ناچار قول و قسم بمیان آورده که نجف خان بامن بد نکند و خواهان عزت من نباشد - بادشاه گفت : من ضامن شما، بے اندیشه بروید - چون چاره ندید و زمانه را بطور دیگر یافت، آخر روز بر یک فیل سوار شده از

---

* یعنی برائے استقبال

قلعه بر آمد - امیرالامرا که در بازار انتظار می کشید ' خود' هم سوار شده ' فیل این را برابر فیل خود کرده بخانه برد و آن جا نگهداشت - چند روز به لیت و لعل گذرانید که امروز پیش بادشاه میروم ' فردا می بروم ' بعد ازان گفته که آن‌جا رفته چه خواهند کرد ' بهتر اینست که پیش من باشند - لیکن بر مال و اموال او دست انداز نشد - بیست روپیه روز از خانهٔ خود کرده و چند خدمتگار پیش او گذاشته ' خود بامورات ملکی و مالی حضور مشغول شده - رفته رفته کار بجاے کشید که سر بفلک رسانید - بسبب مرجعیت و علو مرتبت امیران را وقت مجرا بدست نمی آمد - روزے که بحضور می آمد ' در بار می شد ' و گرنه بادشاه باچند مصاحب بسر می کرد - چون جوان بود و شاهجهان آباد طلسم خانهٔ یاران بعیش عشرتش مایل کردند' باستعمال منهیات وتماشائی زنان 'چنان پرداخت که قوت از بدن زایل شد ' آخر بمرض سل گرفتار شد - اطبا کوشش بسیارے در علاج او بکار بردند اما فایدهٔ ترتب نشد - چون مایوس شد ' بحسرت می گفت که :- من هیچ نمی خواهم ' جز این قدر که زنده بمانم - در بیماری او زمانه رنگ دیگر گرفت —

آصف‌الدوله کا میر صاحب کو طلب کرنا

فقیر که خانه نشین بود ' خواست که از شهر بدر زند ' از جهت بے اسبابی حرکت متعذر بود - برائے نگهداشتن عزت من' در خاطر نواب وزیرالممالک آصف‌الدوله

بهادر آصف‌الملک گذشت کہ میر پیش من نیاید - بطلسم نواب سالار جنگ پسر اسحاق خان موتمن‌الدوله‘ و برادر خورد نواب اسحاق خان نجم‌الدوله ‘ کہ خالوے وزیر اعظم می شوند‘ نظر بر ربط قدیم کہ خالوے من بایشان بود‘ گفتند ” اگر نواب صاحب از راه عنایت ‘ جهت زادراه‘ چیزے عنایت نمایند ‘ میر البته بیاید - اشارتے رفت کہ چنین باشد ایشان چیزے از سرکار گرفته ‘ خطے بمن بنوشتند کہ ”نواب والا جناب شمارا می خواهد ‘ باید کہ بهر طوریکه دانند‘ خود را از این‌جابرسانند “- من کہ دل برداشته نشسته بردم‘ بمجرد دیدن خط برخاستم و روانهٔ لکهنؤ شدم - چون ارادهٔ اِلهی متعلق بود‘ بے یار و یاور و بے قافله و رهبر ‘ در چند روز از راه فرخ آباد ‘ گذر افتاد—

مظفر جنگ کہ از رئیس آن جا بود ‘ هر چند خواست کہ چندے پیش من بمانند ‘ دل من آن جا آب نخورد - بعد از یک دو روز روانه گردیده بمنزل مقصود رسیدم - اول دخانهٔ سالار جنگ رفتم ‘ ایشان را خدا سلامت دارد‘ عزت بسیاری نمودند – و آن چه می بایست بجناب بندگان عالی گفته فرستادند —

نواب آصف‌الدوله سے ملاقات

پس از پنج چار روز اتفاقاً نواب عالی جناب ‘ بتقریب جنگانیدن خروس ‘ تشریف آوردند ‘ منکه آن جا بودم ‘ ملازمت حاصل نمودم - از فراست دریافته فرمودند کہ میر محمد تقی است ! بعنایت تمام بغل‌گیر شده ‘ باخود

در نشینه * بردند ' و شعر هائے خود مخاطب نموده خواندند-
گفتم " سبحان الله کلام الملوک ملک الکلام "- از فرط مهربانی
مکلف من هم گردیدند ' آنروز چند شعر غزل التماس نمودم-
وقت برخاستن نواب' سالار جنگ گفتند که "حالا میر
حسب‌الطلب آمده است' بندگان عالی مختار اند' جاے براے
ایشان نمایند و هر وقتیکه خواسته باشد' طلبداشته صحبت
دارند" - فرمودند "من چیزے معین کرده' پیش صاحب
می فرستم" - بعد از دو سه روز یاد فرمودند - حاضر شدم' و
قصیدهٔ که در مدح گفته بودم' خواندم - شنیدند و بلطف تمامم
در سلک بندگان منسلک گردانیدند و عنایت و مهربانی بحال
من مبذول دارند—

دلی میں نجف خاں کا انتقال اور مرزا شفیع کی وزارت

بعد از آمدن من این طرف آنجا که
نجف خان بر بستر افتاده بود†'
فوت کرد- کاروبار حضور در همی
پذیرفت' غلامان او مثل نجف قلی
خان' و افراسیاب خان' و دیگر سرداران' هر کسے بطرف
خود کشید - چندے کشاکش درمیان ماند' آخر مرزا شفیع که
از برادران او بود' براے تنبیه سکهان فوج کشی می کرد'
باشارهٔ حضور حاضر شد و عبدالاحد خان را عموی خود
قرار داده' از قید رها کرد- و دیوانی خالصه دهانید' و خود
بر مسند ریاست نشست—

(سانحه) چون سفاک و جرار بود' هر یکے ازو خطر مند

* جائے نشستن —

† یعنی بیمار شده بود —

می ماند۔ از سرکشی غلامان نجف خان بے مزہ شد، در شہر طرح جنگ انداخت، و نجف قلی خان را اسیر ساخت۔ افراسیاب خان آمدہ، در ظاہر بہ سرزاے مذکور پیوست۔ چون دولت این بابا مستعجل بود، چند روز نکشید کہ "لطافت" خواجہ سرائیکہ از طرف وزیر الممالک بحضور می بود، و فی الجملہ روزے ہمہ اشت، و فرنگی از اقرباے سمرو فرنگی باہم ساختہ ہیچگاہ او را یافتند درد از بر تافتند۔ بادشاہ را نیز فہمانیدند کہ این عزیز بے تمیز است۔ چون آش او پختند، و او ہم خبر شد، یک آش پختن* صبر نکردہ از شہر بدر زد، و عبدالاحد خان را با خود برد۔ تا خبردار شدند، خبر او نیافتند۔ بادشہ شقہ ہا بہ مردمان شہر و اطراف نوشت کہ ہر جا کہ بیابند، نگذارند، و بحضور بیارند۔ نوشتۂ بسردار بلم کہرَ نیز رسید۔ اتفاقاً این آنجا رفتہ فرود آمدہ بود، سردارے آن قلعہ نوشتہ را نمود، مضطرب گردید۔ عبدالاحد خان را پیش او گذاشت و خود راہ گریز اختیار کرد۔ یک منزل دو منزل پیش رفتہ، متوقف گشت۔ در اکبر آباد کہ احمد بیگ ہمدانی تسلط داشت، باو عہد و پیمان درست نمودہ، بجنگ یاران حضور مستعد ساخت۔ او با بست ہزار کس ہمراہ او شدہ روانہ گشت۔ این جا فرنگی و خواجہ سرا و دیگر اعزہ بادشاہ را از شہر بر آوردہ خیمہ برلب دریا استادہ کردند۔ غافل از ریسمان+ تابیدن او کہ تا قتل

---

* یعنی باندک مدت —

+ کنایہ از کہنہ —

همراه است، بطنطنهٔ تمام قریب رسیدند - بادشاه چون دید که کار او بالاست، لطافت علی خان خواجه سراے و فرنگی را براے آوردن او پیش فرستاد - آنها دویدند، خواجه سرا را گرفتند، و فرنگی را کشتند - بادشاه بجرأت تمام خود را نگهداشت، زور آنها نیز پیش نرفت، بجواب و سوال پرداخته، بسیار کسان را به وعده و وعید از خود ساختند - هرگاه دیدند که بادشاه، بے جنگ و جدل بدست نمی آید عبدالاحد خان را درمیان داده، قول قسم بکار بردند، و اظهار رسوخ و بندگی نموده، از خیمه بقلعه آوردند - نجف قلی خان و افراسیاب خان و عبدالاحد خان یک دل شده، بکار بادشاهی دخل کردن آغاز نهادند - با همدانی که مرزا شفیع وعده و وعید داشت، هیچ نداد - او چند توپ و رهکله گرفته، روانهٔ اکبرآباد گردید - این جا بعد چند روز افراسیاب خان به محالات خود رفت و مرزاے مذکور با نجف علی خان در شهر جنگیده، اورا بدست آورد - پیش بیگم که همشیرهٔ نجف خان است، فرستاد و عبدالاحد خان از خانهٔ خود آمده، به چرب زبانی باز کار خود را پیش برد - بیگم مسطور شفیع شده، نجف قلی خان را وا رهانید - و بجائے داد وردانه ساخت - رفته رفته تسلط مرزا شفیع خوب شد - بیرون شهر آمده، متوجه ملک گیری گشت - چون همه ها ازو دلجمعی نداشتند، افراسیاب آمده، همدانی را آورد و مقرر کرد که مرزا براے دلدهی همدانی بخیمه او بیایه، آوردند و بعذر او را کشتند - بعد کشته شدن او دور دور افراسیاب خان شد، کار ریاست باو رسید - همدانی باز

بمکانہاے خود رفت - ایشان در حضور امیرالامرا شدہ، بکار بادشاهی مختار گشتند —

گورنر کا لکھنؤ آنا ، اس کا استقبال اور مہمانداری

(سانحہ) این جا وزیر اعظم ، امیر مکرم، برای پذیرہ شدن گذورنر بہادر، کہ از کلکتہ حسب‌الارشاد می آمد ، و غالب این تمام ملک او بود ، روانہ شدند - گرد فوج تا آسمان می رسید ، این سفر تا الہ‌آباد کشید - از آمد آمد صاحب مسطور ، سرداران این ضلعہ ہمہ سر حساب شدہ ، مہیائے دیدن او شدند - یک منزل پیشتر، بانواب گردون جناب ، ملاقات شد - از آنجا با خود در لکھنؤ کہ محل سکونت است، آوردند - و در ہر منزل ضیافتی جدائے اتفاق می اُفتاد ، و خیمہ ہائے نو و طعامہائی خوب ، و اسپان ترکی و تازی ، و فیلان کوہ پیکر ، کشتی ہائے پوشاک و جواہر ، بیش بہا، و شربتہائے خوشگوار، میوہ جات لاتحصی، تحفہ ہائے نغز این جا ، شمشیر ہائے جنوبی و مغربی ، و کمانہائے چاچی - ہر گاہ در دارالقرار لکھنؤ آمدند و داخل دولت خانہ شدند - فرش بوقلمون ہر روز ، در گوشہایش ، طلاے لخلخہ سوز ، اطراف مکان گلاب پاشیدہ ، بستر خواب مالیدہ ، لباس بوئے خوش برداشتہ ، فروش مخمل پانگذاشتہ ، دیوار ہاے سیم گل کردہ ، ایوانہائے مرتب بخچی و پردہ ، بہار عنبر * طرفہ بساطے گستردہ ، مکان گرد از بہار بند بردہ + ، پستہ و بادام

---

* انتشار بوئے عنبر + جائے بودن موسم بہار

بو دادہ * ، نقل فرنگی برائے تنقل نہادہ ، شبہا رقص زنان پری وش ، نے نے از حوران بہشتی هم دلکش ، گلدانہائے شیشه و چینی بسلیقه چیدہ ، طاقہا پر از میوہ ہائے رسیدہ ، رقص فرنگچی ، تماشائے خوشی ، خانه جائے خوشی ، هوائی خوشی ، شام سیم بندی کردہ + . آتش بازی می آوردند - ستارہ و هوائی سر بفلک میزدند ؛ تماشائے چراغان دل از دست ربودے ، مہتابی شب را روزے نمودی . سائبان زر بفت بدین خوبی کشیدہ که دیدۂ خورشید مثل اوندیدہ - امیران سر گرم پاسداری ، راجه ها در خدمت گذاری ، مدح خوان شاعران سربوط ، جوانان مضبوط ، در هر خانه داریست خوب ، ظل ممدود و ماء مسکوب ، نرگسدانہا برابر جلوہ پرداز ، چون باغ بنظر‡ برت به از سیم مذاب $ خوب بر امد - از آب گلہائے فالودہ الوان شربت آن شیرہ جان ، اقسام نان در وقت طعام نان بادام ، بنزاکت تمام ، شیرمال باقرخانی بر خورشید گرم نواخانی◉ - ، نان جوان به آن گرمی و خوبی بود ، که پیر از حورد آن پیر افشانی می نمودᴧ - نان ورقی چنان که اگر وصفش کنم ، دفتر شود ، نان زنجبیلی که ذایقه از درکش محظوظ تر شود ، انواع قلیه و دو پیازہ ، درمیان نہادہ ، نان مہمانان همه بروغن افتادہ ، اقسام کباب بردستار خوان

---

* بریان کردہ + یعنی چراغان کردہ ‡ بہ معنی پائین باغ —
$ گداختہ — ◉ کنایه کردن —
ᴧ در پیری کار جوانان کردن —

کشیده ' کباب گل* بخوبی و تازگی رسیده - کباب خوش نمک هندی دلهارا از دست می برد - کباب قندهاری + امزجه سوئے خود می آورد' کباب سنگ‡ از سختی کشیدگان راه کوفت زایل می کرد ' کباب ورق عجب نسخهٔ برشتهٔ بود که طبایع را مایل می کرد ' کباب هائے متعارف همه بامزه و با نمک - قابها ده ده گذاشته ' پیش یک یک پلاوها انواع و آشها اقسام' عجب آش درکاسهٔ ' سبحان‌ذی‌الجود والا کرام —

مهمانے باین وفور ' میزبانے همچو دستور ' مهمانے باین شوکت ' میزبانے باین دولت ' مهمانے باین حسن اخلاق' میزبانے باین ریاست آفاق ' مهمانے باین خوبی و خوش معاشی ' میزبانے چون خورشید به این زر پاشی - مهمانے باین عقل کامل میزبانے باین لطف شامل ' چشم روزگار ندیده ' و گوش عقلا نشنیده - بدین گونه روز و شب تاشش ماه گفت وشنود ' وباهم معاش و مشورت و صحبت بود —

بادشاه کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبرآباد لانا	هرگاه این خبر بحضور رسید' هریکی از امرایان آنجا بفکر خویش افتاد ' عبدالاحدخان کسان را اینجا فرستاد

با فرنگیان ساخت - افراسیاب خان وغیره را گمان شد که فرنگی اینجاخواهدآمد-چون‌زبردست‌است' بادشاه‌رابطورخود نگاهداشته آهن ماخواهد پخت σ- بهتر آنست که پادشاه را باکبرآباد

---

* نوعے از کباب + قسمے از کباب

‡ کبابے که بر سنگ گرم کنند —

σ آهن کسے پختن' در فکر کسے بودن

بیریم و مردمان را گرد آوریم' و مرهته که منصرف رانائی کوهه واله است ' از آن خود کرده' پیغام با فرنگی کنیم - اگر جنگ اتفاق افتد ' افتد' و گرنه ازین دبدبه همانجا باشند - چنانچه پادشاه را برآورده به اکبرآباد رفتند و در راه عبدالاحد خان را محبوس ساختند —

شاهزاده جوان بخت کا نواب وزیر اور فرنگی کے پاس آنا

(سانحه) وقتیکه به شهر مسطور رسیدند ' پادشاهزاده جوان بخت از آنجا گریختند ' پیش نواب وزیر و فرنگی آمد - مضطرب با مرهته عهد و پیمان درست کردند او جانب ایشان گرفته' گفت و شنود فرستادن شهزاده درمیان آوردند - این جا فرنگی بزبان داشتند* که کار ملک خود که کلکته باشد ' مد نظر داشت —

گورنر کا واپس کلکته جانا اور شاهزادے کو واپس بهیج دینا

بعد چندے پادشاهزاده را همراه گرفته ' از وزیرالممالک رخصت شد و رفت - هنگام وداع بمردمان صاحب نواب والا جناب چندان انعام بی ادعا مبذول داشت که در قیاس نگنجد - بهر کس اسپ و فیل و قبائے بهر بے سر و پا سراپائی+ —

چون صاحب از راه دریا متوجه شد و وزیر بدارالقرار خود آمد مرهته و افراسیاب خان با محمد بیگ همدانی ارادهٔ پرخاش کردند ' او هم سر فرود نیاورده ' بجنگ

---

*یعنی لطف زبان نگاه داشتن + خلعت

اینهان ایستان' و درهمین اثنا کس میر زین‌العابدین برادر
مرزا شفیع خنجرے بافراسیاب خان حواله کرد - بعد از
دو چار روز مرد- حالا سر داری در حضور نیست ' بادشاه
بے زور است - غالب که دور دور مرهتّه شود - بعد این
سانحت فوج مرهتّه و احمد بیگ همدانی باهم جنگیدند'
چون دست براو نیافتند ' عذر کرده همدانی مذکور را
بگیر آوردند * - این جا صاحب که بادشاهزاده را باخود
برده بود رخصت کرد' چنانچه برگشته آمده اند ' یا در
اطراف می مانند' یا پیش بادشاه می رسانند - بالفعل سایهٔ
دولت نواب عالی جناب می گیرند' انچه ایشان می گویند'
می پذیرند-

میر صاحب کا نواب وزیر کے ساتھ شکار میں جانا اور شکار نامہ موزوں کرنا

این‌جا فقیر با نواب عالی منزلت است در دعا گوئی ایشان بسر می کند - بندگان عالی براے شکار تا بهرائیچ رفتند ' من در رکاب بودم'
شکار نامهٔ موزون نمودم - بارے دیگر باز براے شکار
سوار شدند' تا دامن کوه شمالی تشریف بردند- اگرچه مردمان
از نشیب و فراز این سفر دور دراز سخت خوردند + ' لیکن
شکار چنین و فضائی چنین و هوائی چنین ندیده بودند - بعد
از سه ماه بدارالقرار خود آمدند - فقیرے شکار نامه دیگر
گفته بحضور خواند ' دو غزل از غزلهائے شکارنامه انتخاب
زده ' خود بدولت مخمس کردند - بخوبی که می بایست'

*بقید آوردند + یعنی رنج کشیدند

و در زمین غزل پسند افتاده' غزل دیگر فرمایش نمودند۔ آنهم از فضل الهی گفته شد' زبان مبارک به تحسین کشادند' و داد سخنوری دادند۔

درین ایام بسبب آبگردش بعد عشره محرم‌الحرامے در مزاج عالی شد' استعلاج نمودند' نصیب اعدابطول کشید۔ عالمے از خیر و خیرات بهره اندوز شد' و هر کسے دست بدعا افراشت۔ حکیم مطلق و شافی برحق شفا داد' برما و بر عالمیان منت نهاد' ع :-

الهی تا جهان باشد تو باشی

مرهٹون کا تسلط

(سانحه) چون در حضور بادشاه از غلامان نجف خان که مسلط بودند ' کسے نماند' مرهٹه که قریب بود' تسلط بهمرسانیده' کوس امن‌الملک زد۔ بادشاه مرهٹه را مختار ساخت' و روهائی مردمان نجف خانی بخاک انداخت : اکثر مشوره باو دارند و امورات رابطور او می گذارند۔ فوج مرهٹه به شاهجهان‌آباد هم رفت : زبان زد است که تسلط یافت۔ سکهان کے اطراف شهر را می تاختند' حالا سر حساب شده اند' چراکه کهان دکهنیان نمی توانند کشید و بگرد میدان داری ایشان نخواهند رسید بادشاه بیرون شهر اکبرآباد خیمه داشت ' پس ازچند روز روانۀ دهلی شدند۔ عبدالاحد خان را در علی‌گده که در تصرف همشیرۀ نجف خانست' اکثر مردمان نجف خان در آن قلعه جمع اند' فرستاده : مفید ساختند۔ مرهٹه مالک‌الملک است' هر چه می خواهد می کند' بادشاه

را چیزے دست برداشته میدهد و هرجا که می خواهد، می برد ـ چنانچه در شهر یکماه ماند و به علی گڈه برد، ده پانزده روز بجنگ کشید ، آخر بعهد پیمان بیگم را برآورده ازو چیزے از مال نجف خان گرفت و گذاشت ــ

از آنجا بادشاه را براجپوتان برد، آنها استادگی کرده اند، بعد از چند روز صلح از راجپوتان نموده، بادشاه بشهر دهلی آمد و مرهٹه در شهر اکبر آباد ماند - چون خیال راجپوتان در سر داشت، باز فوج کشی کرده به آن طرف رفت - راجه ها همدانی را که سردار نجف خانی بود، طلب داشته رفیق خود کردند - جنگ بمیان آمد، همدانی جرأت نمود و کُشته شد - سرداری بجاے او مرزا اسمعیل که همشیره زادۂ او بود، یافت - این بابا بجسارت تمام جنگید، بلاے مرهٹه را بر چید، شکست فاحشی شد، آلات جنگ و اسباب مرهٹه بالکل رفت - جان خود را غنیمت دانسته گریخت و به اکبر آباد آمد - آنجا هم مرزا اسمعیل رسیده، ازان شهر بر آورد و قلعه را خود چسپید - جنگ قلعه بطول کشید، مرهٹه صرفۂ خود بطرف دیگر دید، بادشاه از شهر بر آمده، به نجف قلی خان که جانب حصار بود، رفت - آنجا جنگ بسیار شد، آخرالامر از نجف قلی جان چیزے گرفته بشهر رسید - درین حال پسر ضابطه خان که غلام قادر نام داشت، بعد از پدر خود متصرف سهارنپور وغیره بود - زورے بهمرسانیده و فوج سکهان را همراه گرفته آمد - اکثر محالات پادشاهی که میان دو آبه بودند، ضبط کرد؛ قریب رسیده، از بادشاه چیزے خواست - بادشاه جواب داد - او

آنروے آب مورچال بسته' مهیاے جنگ شد - چنانچه یک ماه کسرے زیاده جنگید - بادشاه اگرچه فوج و زورے نداشت' به دندان چسپیده' آن بلا را بر چید - آن از آنجا برخواسته' تا گرد اکبر آباد تسلط کرد - این جا که مرزا اسمعیل بیگ در شهر بقلعه چسپیده بود' روز آن را دیده' دستار بدل شد و عهد و پیمان بمیان آمد که با مرهته ما و شما بالاتفاق خواهیم جنگید - بعد از چند روز مرهته که ارادهٔ آن طرف چنبل داشت' یلغار کرده' رسید - درین روزها این جا شاهزاده صاحب عالم بود' لیکن تغافل کرد' تنها جنگ بر سر مرزا اسمعیل افتاد' آن بابا پاے جسارت افشرده' این جنگ را هم زد - مرهته گریخته آن طرف گوالیار که در تصرف او بود' اقامت کرد. بعد از چندے فوج دیگر طلبداشته' سرگرم پرخاش شد - ده پانزده روز در ظاهر اکبرآباد جنگ شد' آخر شکست مرزا اسمعیل اتفاق افتاد - غلام قادر خان تماشائی ماند' مرزاے مذکور فرار کرده پیش غلام قادر آمد - این را دید که در احتیاط خود است و بکار من نمی پردازد' ناچار پیش او ماند' و بعد از چند روز ارادهٔ ملک خود نموده' روانه شد —

غلام قادر کا جور و ستم اور بادشاه کی آنکهیں نکال لینا

ناظر بادشاه که غلام قادر را پسر خوانده بود' نوشت که شما این جا بیائید' گفتهٔ من بادشاه نمی شنود' یعنی طرف مرهته نمی گذارد - ایشان هر دو بشهر رفتند' بادشاه خود زورے نداشت' به مشورت ناظر نمک به حرام بندوبست در قلعه کرده بادشاه را برداشت' و سلوکے که

نمی بایست کرد، و تمام قلعه را غارت کرد، و با پادشاهزاده‌ها آنچه نه کردن بود کرد. زر بسیارے بدستش آمد. چشم پادشاه برآورد و بادشاه دیگر کرد؛ چون تسلط کلی یافت، ناظر را نیز قید نمود، و بر شهر هم کار تنگ گرفت- چون غلبه از حد فزون گشت، از مرزا اسمعیل پے هیچ بے مزه شد و در چیز دادن کوتاهی کرد. آن عزیز با مرهته صلح کرد. درین هنگام فوج مرهته قریب رسید: بعضے از سرداران داخل شهر شدند؛ روهیله قلعه بند گشت. و هنگام شب از راه خضری دروازه، معه فوج و اسباب و زر و مال خود و پادشاهزاده ها را و ناظر را و ازاحقان او را نیز همراه برد- نزد شاه دره با فوج سنگر بسته استادگی کرد: اخرالامر مرهته ها بے حیائی او دیده آن روے آب رفته، مقید جنگ شدند- گاهے ایشان غالب می آمدند و گاهے آن ملعون- چون قریب یک ماه کشید علی بهادر نام سردارے از دکن آمد و گرم جنگ روهیله شد بعد از دو سه جنگ بجرأت تمام او را اسیر کردند- مال او اسباب معه بادشاهزاده ها ازو گرفتند و قید داشتند- و پادشاه همان شاه عالم کور را مقرر داشتند، و قلعه را حواله جاتان نمودند، و صد روپیه روز به بادشاه می دهند، و بر تمام ملک متصرف اند- آن ملعون را بخواری تمام کشتند، حالا پادشاه مرهته است، هر چه می خواهد می کند- باید دید که چنین تا کجا خواهد بود—

عبرت و خاتمه

(القصه) جهان عجب حادثه گاهیست چه مکانها خراب گشتند، و چه جوانان

از هم گزشتند* چه باغها ویرانه شدند، چه بزم ها افسانه شدند، چه گلها افسردند، چه جوانان مردند، چه مجلسها برشکستند، چه قافله ها رخت بستند، چه عزیزان ذلت کشیدند، چه مردمان بجان رسیدند - این چشم عبرت بین چها دید و این گوش شنوا چها شنید

هر کاسهٔ سر ز افسونے می گوید
هر کهنه خرابه از درے می گوید
دنیاست فسانهٔ پارهٔ ما گفتیم
وآن پارهٔ که ماند دیگرے می گوید

درین مدت کم، این یکقطرهٔ خون که داش می نامند، انواع ستم کشید، و همه خون گردید - مزاج ناسازے داشتم، ملاقات همه کس گذاشتم - اکنون که پیری رسید، یعنی عمر عزیز بشصت سالگی کشید، اکثر اوقات بیمار می باشم، چندے درد چشم کشیدم، ضعف بصر بچشم خود دیدم، عینک خواستم و دست بهم سودم، نظر بر این شعر ترک نظر بازی نمودم

دیدهٔ چون محتاج عینک گشت فکر خویش کن
بر نفس دارند روز واپسین آئینهٔ را

از رجع اسنان خود چه گویم، حیران بودم، که چارهٔ تا کجا جویم، آخر دل برکندم، و یک یک را از بیخ برکندم

روزی خود را برنج از درد دندان میخورم
نان بخون تر میشود تا پارهٔ نان می خورم

---

* مردند—

غرض که از ضعف قویٰ و بے دماغی، و نا توانی، و دل شکستگی، و آزردہ خاطری، معلوم میشود که دیر نخواهم ماند، زمانه هم قابل ماندن نماندہ است، دامن باید افشاند - اگر خاتمه بخیر شود، آرزوست و گر نه اختیار در دست اوست ــــ

